اوم

شری اشٹاوکر گیتا (اُردو)

معہ

شرح

از

شری نرسنگداس لوپیائرڈ ڈپٹی کنٹرولر ڈیفنس اکونٹس

ملنے کا پتہ ۔ ایڈیٹر سمتا درپن سمتا یوگ آشرم
نرائنہ ۔ نئی دہلی 110028

قیمت چار روپیہ

فہرست مضامین

دو شبد

امریکہ میں دوران تقریر سوامی رام تیرتھ نے ایک خفیف سی بینک کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ جب کبھی رام اپنی شہنشاہی ذات سے خبر ہی اتر آتا ہے۔ اس بینک کی صرف ایک لائن پڑھا کرنے سے مسند ذاتی پر لوٹ کر جلوہ نما ہوتا ہے۔ ان شبدوں نے آتش شوق کو بھڑکایا۔ اسٹوری کر رہا جی تو ایک پتلی کتاب ہاتھ لگ گئی (اردو) ناظم بابو شیو برت لال ورمن صاحب دستیاب ہوئی۔ بار بار پڑھنے اور ندھیا سن میں آنے پر معلوم ہوا کہ سوامی رام کی رائے حرف بحرف ٹھیک ہے۔ بار بار دوچار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ داس نے اس کو ایک نوٹ بک میں نقل کر لیا...

شرح بھی لکھ ڈالی دیہ کام جنوری ۱۹۴۰ء میں ختم ہو گیا تھا
جواب یہ ہوتی کہ ما سے سنت سماج کی کھینیٹ ہو رہی ہے۔
داس نہ کوئی پنڈت ہے نہ کوئی کوی۔ آتم انوشدہان
کے مارگ میں من کے دیگیوں کو شانت کرنے کے واسطے اس پنگ
کا نرمان ہو گیا۔ چونکہ داس کو اس سے لابھ اور آنند ملا ہے۔
اپنے سر دھرمیوں کی سیوا کے روپ میں اسے پیش کر دیا ہے۔
پھول نہ کہ پتر دلیو، آپ کی دستھو آپ کی بھینٹ ہو رہی ہے۔
تیجہ سیوک:۔
نرسنگھ داس نو

دیباچہ

پرارتھنا

شلوک: سروے بھونتو سکھنا سروے سنتو نرامیا
سروے بھدرانی پشینتو ما کشچت دکھ بھاگ بھویت

(ترجمہ) سب سکھی ہوں۔ سب روگ سے رہت ہوں۔ سب ہی شبھ دیکھنے والے ہوں اور دکھ کسی کو بھی ہرگز نہ ہو۔

ہمارا جیون کا مقصد سکھ ہے۔ آنند ہے ایک تسلی ہے۔ اندرونی

ذاتی دلی۔ چونکہ ہر ایک جانتا ہے بغیر بتلائے بغیر سکھلائے تمام
جانداروں کی ہر حرکت اسی مقصد کو لئے کرتی ہوتی ہے جیوروں کا
سما راجیون اسی تلاش کی ایک داستان ہے دانستہ یا نا دانستہ
سب اسی ایک مقناطیسی کشش کے کیندر کی طرف کھنچے جا رہے ہیں
جس سے سرد وسلو سکھ والی پرتیت ہوتی ہیں جس سے جیو کی تسکین
کا سنچار ہوتا ہے مانو نے اسے وشیوں میں ٹٹولا۔ باری باری ادیکاری
پیچھا یا مگر اپنا من تسلی نہیں۔ دھن دولت میں جھانکا مایوسی ہوئی
اولاد اور دیگر باتیں دیکھا تو ایک جنجال میں پھنس گیا۔ بیراگی ہوا تیاگی
ہوا۔ یوگی بنا۔ یتی بنا۔ اداسی بھیا۔ سنیاسی بھی رنگ کئی بھیس بنائے
لیکن وہ پاسبان جو دل کی غار میں رہتا ہے کہیں باہر نکلا مانو
تھک گیا۔ ہارا نہیں ستانے لگا۔ تو وچار کرنے لگا کہ یہ کیا ہے اور
میں کون ہوں رہتی کہ مستغرق ہو گیا۔ تن بدن کی سدھ نہ رہی جب ہوش
آئی خوب کھلا کھلا کر ہنسا خوش ہو گیا اب اس کے چہرہ پر رونق اور دل
میں ایک ٹھنڈک تھی۔ اس نے خیال کیا سب لوگ صرف غلط فہمی میں مبتلا
ہو کر تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ میں کیوں نہ ان کے دکھ دور کر دوں،
ان کو بھی آنندت کر دوں۔ اس نے شور مچایا سه

ہُن میں پایا سوہنا یار
جس دے حسن دی عجب بہار

میں نے اب اپنا مدعا سمجھ لیا ہے تمام سرشٹی کی صنعت کاری کا بھیدا اتم
(لا مثال) ہے

اس طرح کے تجربے ابتدائے پیدائش سے انسان کرتا چلا آیا ہے

واشٹاوکر گیتا بھی۔ ان تجربات میں سے ایک ہے۔ اس میں رشی اشٹاوکر نے راجہ جنک کو گیان اُپدیش دیا ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ ادھیائے اور تین سو دو (۳۰۲) شلوک ہیں۔ پہلے ادھیائے میں راجہ کی جگیاسا کرنے پر رشی نے گیان کا ادھکار پراپت کرنے کے لئے سداچاری جیون پر زور دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی آتما کا سروپ کھول کر مثالیں دے کر سمجھایا ہے۔ اور راجہ کو یقین دلایا ہے کہ وہ آتما ہے۔ شریر نہیں۔

دوسرے ادھیائے میں راجہ نے اُپدیش کا منن کرنے کے بعد کیونکر اپنے آتما کو انوبھو کیا۔ اس کا بیان کیا ہے —— تیسرے ادھیائے میں پھر رشی جی نے راجہ کی [illegible] جان کر اور اس کے یقین کی درڑھتا کے واسطے پھر وضاحت سے اُپدیش کو دہرایا ہے —— چوتھے ادھیائے میں پھر آتما کا انوبھو پرگٹ کیا گیا ہے —— پانچویں میں لیہ چنتن پر چار شلوک ہیں اور چھٹا ادھیائے گرو ششیہ کی طرف سے کہا گیا ہے۔

ہر ایک شلوک کے نیچے مختصر سی تشریح دیدی گئی ہے تاکہ معنی واضح ہو جائیں۔ اس کا ایک بار پڑھ کر چھوڑ دینا کافی نہیں۔ اس کا بار بار پاٹھ چنتن اور منن ضروری ہے۔ اس طرح سے سمجھ کر اگر اس کا لگاتار چنتن کیا جائے یقین کر شانت اور نرواسنک بنانے میں کافی مدد ملے گی۔ ایشور کرپا کریں۔ اوم

سیوک

نرسنگھ داس لو

۲۷ جون ۱۹۵۵ء

اشٹاوکر گیتا

پہلا ادھیائے

اسکتم اُوبھو

۱۔ جنک نے کہا بھگوان فرمائیے گیان کیونکر ہوتا ہے
مکتی کیونکر ملتی ہے۔ ویراگ کس طرح ہوتا ہے۔

(شرح) بھارت ورش کی روحانی تواریخ میں راجہ جنک کو بہت اونچا محل ہے کیونکہ دنیا میں رہتے ہوئے راجہ کے فرائض سر انجام دیتے ہوئے عالم روحانیت میں جو آپ کا سکہ جاری تھا۔ آپ وقت کے عالموں اور پنڈتوں کی سبھا بلایا کرتے تھے اور دھرم پر بحث سمبندھی پرچار کیا کرتے تھے۔ قابل پنڈتوں اور سادھو مہاتماؤں کو بہت دھن و دولت بطور انعام و اکرام دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گیان چرچا ہو رہی تھی شغل ہو رہا تھا۔ راجہ جنک نے بہت سا زر و دان دینے کا اعلان کیا تھا کہ جو گیان کرا دے اس کو میں اپنا گورو مانوں گا۔ بھری سبھا میں بحث مباحثہ شروع ہو گیا لیکن کسی کی ہمت نہیں پڑی کہ راجہ کو جواب دے سناٹا چھایا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک بالک رشی کہ جن کا بدن کئی جگہ سے بل کھایا ہوا تھا دربار میں آ داخل ہوئے۔ ان کو دیکھ کر سب لوگ ہنس دیئے رشی اشٹاوکر جی آپ بکھرے شیر کی طرح بپھر کر بولے میں نے سمجھا تھا کہ یہ سبھا ودوانوں کی ہوگی اور گیانیوں کی ہے لیکن یہاں تو سب چمار ہی دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سن کر سب لوگ لال پیلے ہونے لگے لیکن راجہ نے جھک کر

فوراً انکا سوال ختم کیا اور سبھا کی طرف سے کہنا یا چپ تاکہ جب وہ بلکل شانت ہو
گئے تو تمام ماجرا کہہ سنایا رشی نے راجہ کی خواہش پوری کرنے کا بیڑا اٹھایا۔
تمام سبھا سد حیران تھے۔ لیکن راجہ جنک کا چہرہ اور جلال دیکھ کر
پوری شردھا ہو گئی۔ لہٰذا وہ ان کی شرن ہو گیا پھر رشی کے کہنے پر راجہ نے سوال
کرنا شروع کیا۔ مہاراج نے پوچھا اے بھگون! آپ کرپا کر کے بتائیں کہ گیان ویراگ
کی سادھن کیا ہیں مکتی کیسے حاصل ہوتی ہے اور ویراگ کیونکر پراپت ہوتا ہے
پہلے سوال سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ جنک کوئی سادھارن جگیاسو نہیں
بلکہ شدھ چت اتم ادھیکاری ہیں۔ لہٰذا رشی اشٹاوکر جی بہت شدھ ادویت
کا اپدیش دینا شروع کرتے ہیں۔

۲۔ اشٹاوکر نے جواب دیا۔ اگر تو مکتی کا طالب ہے تو لذات
نفسانی کو زہر کی طرح ترک کر اور بردباری سادگی۔ رحم سچائی و صبر کو
امرت کی طرح اختیار کر۔

(شرح) مہرشی اشٹاوکر فرماتے ہیں۔ اے راجہ اگر تو گیان حاصل
کرنا چاہتا ہے۔ جنم مرن کے بندھن سے چھٹکارہ پانا چاہتا ہے
پرم سکھ کی تیری اچھا ہے تو نفسانی خواہشات کو اندریوں کے
وشیوں کو اس طرح تیاگ دے۔ جس طرح لوگ زہر سے دور بھاگتے
ہیں۔ اس جگہ شبھ اور سریشٹ گنوں کو مثلاً بردباشت سادہ پن
رحم سچائی اور صبر کو اس طرح گرہن کر یعنی اپنی عادت میں جذب کر لے
جس طرح امرت کو ہر کوئی پان کرنا چاہتا ہے۔ اس جواب سے
صاف ظاہر ہے کہ گیان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جگیاسو

عام انسانوں کی طرح خواہشات نفسانی میں پھنسا ہُوا نہیں ہونا چاہئیے
ششم گُنوں کا تو ایسے مجسم ہی بن جانا ضروری ہے۔ اگر یہ سدا چار
کی دولت حاصل ہو جائے تو بس آبان گھر کی دولت ہے۔ یعنی
نت پراپت ہے۔

۲۔ تم مٹی نہیں ہو۔ نہ پانی ہو۔ نہ آگ ہو۔ نہ ہُوا ہو۔ نہ
آکاش ہو۔ مکتی کے لیئے ان سب کے ساکشی آتما کو جانو
(مشرت) پچھلے اشلوک میں مکتی حاصل کرنے (...) : یعنی سلاکھا
یعنی چار سادھن۔ وویک ویراگ کھٹ سمپتی اور ممکش۔ اچھا۔ اندر
تیتنیم۔ منوں کُمرہ۔ واسنا کشئے۔ ان ششم گُنوں کو دھارن کر کے جگیاسو
اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کو مکتی کے زینے پر چڑھایا جائے۔ رشی فرماتے
ہیں۔ مکتی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ منش اپنے آتم دیو کو جانے
وہ آتم دیو جو سب کا ساکشی ہے۔ دانندہ۔ مینندہ اور روشن کنندہ ہے
اس تماشہ گاہ عالم میں اگر غور سے دیکھا جائے تو عناصر کا ہی کھیل کھائی
دیتا ہے۔ یہ پانچ مہا کھوت۔ آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی ہی ہر
رنگ میں جلوہ کناں ہیں۔ سالک معمولی غور سے مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اس
دنیا کی ہر شئے میں ان پانچ عناصر میں سے سب کا کچھ نہ کچھ حصّہ موجود ہے
یہاں تک کہ ہمارے جسم میں ہڈیاں۔ گوشت پوست وغیرہ پرتھوی کا حصّہ ہیں
پیشاب۔ پسینہ۔ خون وغیرہ پانی کا انگ ہیں۔ حرارت غریزی وغیرہ
اگنی کا جز و ہیں۔ پران اپان وغیرہ وایو ہیں۔ خالی جگہ کیا اندر کیا باہر
سب آکاش ہے۔ لہٰذا ہمارا جسم ان پانچ مہا بھوتوں کا بنا یا ہُوا
ایک مرکب گھر ہے۔ رشی راجہ جنک کو مخاطب کر کے کہتے

ہیں۔ اے راجہ تم ان پانچ تتوؤں میں سے کوئی بھی نہیں ہو۔ نہ مٹی ہو نہ پانی ہو نہ آگ ہو۔ نہ ہوا اور نہ آکاش ہی ہو۔ پھر تم کون ہو۔ کیا تم یہ پانچ بھوت ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم ان کے ساکشی ہو۔ ان کو جاننے والے ہو۔ ان کو ظاہر کرنے والے ہو۔ عالم خواب کی مثال لو۔ جب ہم گہری نیند میں سو جاتے ہیں خواب میں ایک اور جسم ہم اختیار کر لیتے ہیں جس سے سب کاروبار ہوتے ہیں ہم اس خواب کے جسم کو دیکھتے ہیں۔ خواب کی دنیا کو دیکھتے ہیں اور جاگ کر اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ گویا ہم اس کے تماشائی تھے۔ اس تماشائی کی طرف اشارہ کر کے رشی کہتے ہیں۔ مکتی کے لیے ساکشی آتما کو جانو۔ ویدانت گرنتھوں میں مکتی کی تعریف ان لفظوں میں کی گئی ہے۔ سمپورن دکھوں کی نورتی اور پرم آنند کی پراپتی مکتی ہے۔ یعنی اس حالت کا نام ہے۔ جہاں منش ہر قسم کے دکھوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور پورن آنند کو پراپت ہر جگہ پیاپت رہتا ہے۔ آزادی یا مکتی کا یہی آدرش [illegible] پرانی ماتر کے سامنے ہے۔ اس میں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔

۴:۔ اگر تم شریر کو چھوڑ کر چیتن (گیان) میں قائم ہو جاؤ تو ابھی سکھی شانت اور قید سے آزاد ہو جاؤ گے۔

(شرح) اس شلوک میں برہم ودیا کا بنیادی اصول بیان کیا گیا ہے۔ رشی کہتے ہیں۔ اے کلیان کی کامنا والے جگیاسو تمہارے دکھ بندھن اور اشانتی کا کارن یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو ایک جسم میں محدود جانتے ہو۔ اگر تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ تم محض جسم نہیں ہو بلکہ [illegible] ماتر چیتن منتر ہو۔ تمام جسموں کی جان ہو، تمام عالم جہان کی

روح رواں ہو تو اس وقت ہی تم سکھی شانت اور مکت ہو سکتے ہو۔ لہذا آپ گزشتہ پہلا دھیاس دور کرنے کے لئے سروپا دھیا کا ابھیاس کرنا چاہئے۔ سوامی رام تیرتھ نے کیا خوب کہا ہے

آپ ہی آپ ہوں یاں غیر کا کچھ کام نہیں   ذات مطلق میں مری شکل نہیں نام نہیں

۵۔ تو برہمن وغیرہ ورن نہیں۔ برہمچریہ وغیرہ آشرم نہیں۔ اندریوں سے محسوس نہیں تو ان سے بھی نراکار اور دنیا کا ساکشی ہے۔ اس واسطے خوش رہ۔

(شرح) یہاں تک یہ بتایا گیا کہ تم پانچ تتو نہیں ہو اور پانچ تتو ورن کا بنا ہوا جسم بھی تم نہیں ہو۔ اب یہ بتاتے ہیں۔ برہمن کشتری ویش شودر چار ورن اور برہمچریہ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس یہ چار آشرم بھی اس کہ جو کہ شریر کے ہیں تمہارے نہیں۔ یہ [illegible] ان سب ورن آشرم کی کلپنا کا آدھار شریر ہے یا یہ جسم اور یہ فرض کی ہوئی ہیں حقیقی اور قدرتی نہیں۔ اس لئے تم نہ بھوگ ہو نہ بھوگوں کا کاریہ ہو اور نہ شریر کی اپادھیاں ورن آشرم وغیرہ یہ سب تم نہیں ہو۔ تمہاری ذات ان ورن آشرم سے بالاتر ہے۔ اندریوں سے کبھی گرہن نہیں کی جا سکتی پھر ایسے تم کون ہو سب سے پرے۔ روپ رنگ سے رہت۔ اسم جسم سے مبرا اور دنیا کے تماشائی ہو۔ بے حیا فکر اور خوش رہو۔ بقول غالب

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

٦ - اے وبھو۔ دھرم ادھرم اور سکھ دکھ تیرے من کے دھرم ہیں تیرے نہیں تو نہ کرتا ہے نہ بھوگتا تو نت مکت ہے۔

(شرح) رشی اشٹاوکر راجہ جنک کو "وبھو" سے مخاطب کرتے ہیں وبھو کے معنی ویاپک کے ہیں۔ آتم سروپ کا بیان کر کے اب راجہ کے یقین کی پختگی کے لیے اس کے ویاپک سروپ کو خطاب کیا ہے۔ اے گھٹ گھٹ میں ویاپک آتما تو پانچ بھوت نہیں۔ ان کا بنا ہوا استھول شریر نہیں سوکشم تن ماترا اور ان کا بنا ہوا سوکشم شریر بھی تو نہیں۔ اس لئے پاپ پن اور راحت رنج سکھ دکھ شریر یا من کے بھوگ ہیں تیرے نہیں۔ تو شریر کے دکھ سکھ اور پاپ پن سے آپ کو دکھی سکھی اور پاپی پنی مت مان۔ تو سروپ سے شدھ ایک اور ادویت ہے۔ تو نہ کرتا ہے نہ بھوگتا تو ہمیشہ آزاد ہے۔ تیری ذات میں بندھن نام کو بھی نہیں۔

٧ - تو ایک سب کا درشٹا ہمیشہ آزاد ہے۔ تیرا بندھن صرف یہی ہے کہ تو اور کو درشٹا دیکھتا ہے۔

(شرح) اے راجن تو تینوں شریر نہیں۔ تو پانچ پران نہیں چار انتہ کرن بھی نہیں تو تینوں اوستھا نہیں پانچ کوش نہیں۔ پانچ تن ماترا نہیں پانچ مہا بھوت بھی نہیں۔ پھر تو کیا ہے تو ان سب کا ساکشی گیاتا۔ ایک شدھ بدھ اپنی مہما میں استھت مکت سروپ چیتن ہے جس کے لئے یہ اور وہ وغیرہ اشارے استعمال نہیں ہو سکتے۔ ایسی وسیع صفت تعریف بیجا ٹھہرتے ہیں۔ اس لئے وید نے نیتی نیتی سے اس کا اپدیش دیا ہے۔ اے راجہ یہ تیرا سروپ ہے یہ تو ہے۔ لیکن دیہہ ادھیاس کی وجہ سے یا سنگ دوش کے کارن سروپ

میں قیام نہ ہونے کا سبب یہی ہے کہ اپنے آپ سے باہر کسی غیر کو
اپنا ساکشی درشٹا گیا تھا۔ المنصور یا مالک خیال کرتا ہے۔ یہی
تیرا بندھن ہے۔ اس غلط خیال یا وہم کو چھوڑ کر آزاد ہو جا۔

۸۔ "میں کرتا ہوں" اس بڑے سانپ نے تجھ کو کاٹا ہے۔ "میں
نہیں کرتا ہوں" اس وشواس روپی امرت کو پی کر تو خوش ہو۔

(شرح) جیسے کوئی تماشائی محو تماشہ ہو کر اپنا آپ بھول
جائے اور اپنے آپ کو اہلِ تماشہ ہی سمجھ لے تو تماشہ کے دکھ سکھ روپی
ناٹک سے وہ بھی دکھی سکھی ہونا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ پرش
پرکرتی کے کھیل تماشہ کا اس میں اسقدر ایک ہو جاتا ہے کہ اپنا درشٹا پن
بھول جاتا ہے۔ اپنے تئیں ساڑھے تین ہاتھ کے جسم میں محدود اور ایک نام روپ سے منسوب
مان لیتا ہے۔ اس جسم کے کاموں کا کرتا یا فاعل بن بیٹھتا ہے۔ "اہم کرتی"۔
"میں کرتا ہوں" یہ ملین اہنکار اس کو اہم جسم کی دیوار میں بند رکھنے کا
کام اسی طرح کرتا ہے۔ جس طرح سانپ کے کاٹے کو زہر بیہوش کر کے مار ڈالتا
ہے۔ اس کا علاج "ویراگ بھاونا" کے ذریعہ رشی لوگ تجویز فرماتے ہیں
اے راجہ تو سروپ سے اکرتا ہے محض ساکشی ہے۔ اس لئے "کچھ میں نہیں
کرتا ہوں" اس درڑھ نشچے کو دھارن کر یہ وشواس امرت روپ ہے۔
ملین اہنکار کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو گرہن کر اور خوشی سے رہ۔

۹۔ "میں ایک شدھ بودھ ہوں"۔ اس وشواس کی آگ سے اگیان
کے جنگل کو جلا کر اور غم سے آزاد ہو کر خوش رہ۔

(شرح) اپنی ذات بحت کو بھول کر انسان دنیا کی دکھوں میں پھنس کر
اسقدر نڈھال ہو جاتا ہے کہ پھر ان سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ گیان روپی جنگل

اس کے لئے ایک بھول بھلیاں بن جاتا ہے۔ اپنشد یا اشٹیک جنم تک صرف ایک
بھول کے بدلے یعنی آتما کے سمبندھ واسنکوں گیان کو نہ پراپت ہو کر مارا مارا
پھرتا ہے۔ اس کہو ساگر کو پار کرنے کا علاوہ بتلاتے ہیں اے راجہ ایک گیان
روپی جنگل ہے۔ جس پر کہ نفس کو تو غم وہ ہو رہا ہے رانی مدالسا کی لوری کو یاد
کر اندر روپی وستو اس روپ آگئی ہے اگر وہ رانی بچہ کو پالنے میں ایسا کہا کرتی
کرتی تھی۔ "اشد ھوسی بدھوسی نرنجنوسی تو م سنسار مایا پرور جیتسی"
یعنی تو شدھ بدھ مایا مل سے نرپت نرنجن ہے سنسار روپی مایا کا کوتک
کر ہے وہ لوری ہے۔ جس سے بچے بڑے ہو کر گیان وان اور دیپ [illegible]
ہوتے تھے۔ اس لئے اے راجن تو شدھ گیان سروپ ہے۔ اس خیال یقین کی
آگ سے اگیان کے جنگل کو جلا دے اور دکھوں سے بچ جا [illegible]
ہی صرف پھر ایک شرتی کا واکیہ ہے "ترتی اشوکم آتم وت" یعنی آتم ویتا
گیانی شوک کو پار کر جاتا ہے۔

۱۰۔ جس دستور کے اندر دنیا رسی میں سانپ کی طرح نظر آتی ہے

وہ آنند پرمانند تو ہے۔ ایسا سمجھ اور خوشی سے پھر

(شرح) اندھیرے میں روشنی دور سے بعض اوقات رسی میں سانپ
کا وہم ہو جاتا ہے رسی کا خیال تک نہیں آتا اور یہی یقین ہوتا ہے کہ یہ
سانپ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس سے ہونے والے خوف وغیرہ بھی پیدا ہو
جاتے ہیں لیکن روشنی ہوا اور ٹھیک ٹھیک ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ تو
رسی ہے گیان کے ساتھ سانپ کی مفروضہ ہستی اور اس کا ڈر بھی کافور ہو جاتے ہیں
جس طرح سانپ کا دکھائی دینا بغیر رسی کے محال ہے رسی ہی اس سانپ کا ادھشٹان [illegible]

طرح اے راجہ تیری ادھار لاسر یہ ذات (جو عین یعنی علم روپ ہے) کے اندر یہ سنسار سفر و عنو ہے اپنی جا آکاش کوئی ہستی نہیں رکھتا جب اپنی ذات میں قائم ہو کر دیکھو گے تو یہ جگت ڈھونڈتے سے بھی نہیں ملے گا۔ جس طرح فرو مندرا نمیندو رچلنے پر رسی بجائے کی توں موجود رہتی ہے اسی طرح سنسار کی کلپنا ہتانت ہر سفر بھی تیری ذات آتما جوں کی توں اننت روپ دائم قائم ہے۔ ایسا جان اور خوش رہو۔

۱۱ مکت کا ابھیمانی مکت ہے اور بندھ کا ابھیمانی بند یعنی پھنسا ہے۔ جیسی منی ہوتی ہے ویسی گتی ہوتی ہے۔

(شرح) بھگوت گیتا کے آٹھویں ادھیائے میں کہا ہے۔ "دوہا۔ پرانی جب دیہہ تجے سمرے جو کاج یا میں سنشا نہیں تاتے پاوت سری کاج دیہہ تیاگنے کے وقت جس چیز کا سمرن کرتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ اس کو حاصل کرتا ہے۔ ضرب المثل یہی ہے انت متا سو گتا" اسی اصول کو لے کر رشی اپدیش کر رہے ہیں۔ یہ نیم ست ہے۔ جو جیسا سوچتا ہے۔ وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ ہر انسان کا جیون اس کے خیال کے مطابق ہی ڈھلا ہوا ہوتا ہے۔ گویا آچار اور وچار سوکرم وچاروں کا ستھول خاکہ ہی تو ہیں۔ اس طرح جس نے اپنے تئیں مکت جانا۔ وہ مکت ہی مکت ہے۔ جو اپنے کو ادھم پاپی جیو انگیہ وغیرہ سمجھتا رہا۔ وہ ویسا ہی رہے گا۔ مہاتما ہیم راج جی نے کہا ہے۔ دوہا۔

جو جانے سو مکت ہے نہ جانے سو بند!
بھائی کھاتھا دھرم کی جس پر بھلو رچ کھد

۱۲: - آتما ساکشی وبھو پورن ایک مکت چیت اکرم اسنگ اچھا رہت اور شانت ہے صرف بھرم سے سنساری معلوم ہوتا ہے۔

(شرح) شریر ادھیاس سے جنم مرن راگ دویش اور دیا کام کرم آتما میں معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ دراصل آتما سب سے علیحدہ شدھ سب کا ساکشی سروویاپک پری پورن اور دیا کام کرم سے رہت اور شانت ہے اور ہے اس لئے اچھا سے بھی رہت ہے ہمیشہ آزاد ہے مکتی ہے۔ لاپرواہ ہے اے راجہ تو اپنے آپ کو ایسا آتما جان۔ بقول بلھے شاہ۔

بلھا شاہ نہیں دوجا کوئی تجھ باہر   تیرا بھرم تینوں بھرماوندا ہے

۱۳- کوٹستھ میں ادویت آتما کو چاروں طرف خیال کر ایسا بھرم کہ میں ابھاس ہوں - اترک کر اور اندر باہر کے وہم کو چھوڑ دے

(شرح) ویدانت کی پستکوں میں چیتن - انتہ کرن اور انتہ کرن میں چیتن کا عکس تینوں کو ملا کر جیو کہتے ہیں - انسان شریر ادھیاس کی وجہ سے اپنے آپ کو مخصوص عکس مان لیتا ہے یا یوں سمجھنے لگتا ہے کہ وہ ایک جسم کثیف یا لطیف ہے اور یا بطور ایک جوہر لطیف ہے جو اس کے اندر ہے۔ اسی بات کو مد نظر رکھ کر رشی راجہ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں تیرا یہ محض وہم ہے کہ تو عکس یا آبھاس مات ہے اور اندر باہر کا بھی تیرا بھرم ہی ہے۔ انکا تیاگ کر۔ تو اپنے شدھ سروپ میں جاگ تو چیتن آتما ہے اور چن ماتر ہستا ہے اپنے انتہ کرن چیتن میں چاروں طرف۔ اور یہ۔ اندر باہر پورن روپ میں آتم بھاونا کر اس طرح تو اپنے سروپ کا بھی اور ندھیاس کر جس سے آتم انوبھوتی کی پراپتی ہوگی

۱۴۔ اے بیٹا عرصہ سے تو جسمانی خودی کی رسی سے بندھا ہے "میں بودھ ہوں" اس گیان کی تلوار سے اس کو کاٹ کر خوش رہو۔

(شرح) اے راجن، کئی جنموں سے تو شریر میں آتم بھاونا کرتا رہا ہے۔ اس دوش کی وجہ سے تو اپنے شریر کو ہی آتما ماننے لگا ہے۔ اب تو شریر ادھیاس میں اس طرح بندھ ہو گیا ہے جس طرح کوئی رسی سے بندھا ہو۔ چونکہ یہ رسی اگیان کی ہے اسے گیان کی تلوار سے کاٹ ڈال اور پرمانند کو پراپت ہو۔ وہ گیان کیا ہے۔ وہ سروپادھیاس سے رہت شدھ ہوں بدھ ہوں مکت ہوں نتیہ گیان سروپ ہوں۔ یہ گیان ہے اس کا ابھیاس کر۔ ایک بات یہاں صاف ہو جاتی ہے کہ اگیان صرف اپنی ضد گیان ہی سے دور ہو سکتا ہے کسی قسم کے جپ تپ اور پوجا پاٹھ سے نہیں۔

۱۵۔ تو نسنگ، نشکریہ، سویم پرکاش و نرنجن ہے۔ تجھے یہ بندھن ہے کہ تو سمادھی کا پابند ہے۔

(شرح) اے راجہ تو اسنگ، اچل، اکریہ (کرما رہت) سویم جیوتی اور مل سے رہت شدھ چیتن سروپ ہے۔ تیرے سروپ میں دوئی یا غیریت نام کو بھی نہیں۔ نام اور روپ جو کچھ بھی آکار رکھتے ہیں پرکرتی سے اتپن ہیں۔ پرکرتی ہی سرشٹی پیدا کرتی ہے۔ تو ہی کارن اور تو ہی کاریہ ہے۔ تو اپنے پرکاش سے خود ہی پرکاشمان یا روشن ہے۔ بذات خود نور ہے۔ مایا اور اودیا تیری کلپنا محض ہیں۔ اتنا ہوتے ہوئے بھی تو اگر آنند سے محروم ہے یا بندھن محسوس کرتا ہے تو اس کا ایک کارن ہے کہ تو اپنے آتما میں آنند ماننے کے سمادھی میں آنند مانتا ہے۔ اس لئے تو سمادھی کا پابند ہو کر بندھن میں ہے۔ اس سے بھی آزاد ہو جا۔

۱۶۔ تو سنسار میں ویاپک ہے یہ جگت تجھ میں پرویا ہوا ہے تو شدھ

بدھ سروپ ہے۔ تنگ دل مت بن تو نہ کلپش ہے نروکار نرکلپ
شیتل آسنے آگادھ بدھی قائم بذات خود اور چن مار تو ہے۔

(شرح) جس طرح مالا کے منکے ایک ہی دھاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ دھاگا تمام منکوں میں وبایک ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ آتما سنسار کے تمام پدارتھوں میں آتم روپ سے سمجھت ہے گویا سب پدارتھ آتم ستا میں پروئے ہوئے ہیں اور آتم ستا سب میں محیط کل ہے اور آتم ستا ہے راجن تم پورن تو ہم اسی تمہی جان جہاں ہو۔ ہر قسم کی آلائش سے پاک۔ ہمیں ہستی علم سرور ہو۔ تنگ نظری کا تیاگ کرو۔ اور اپنے شدھ سروپ کا ملن کرو اے راجہ تو ایک نردوند نربکلپ نشانت برتر از عقل اپنے آپ میں قائم محض علم ہے

۷۔ ساکار کو اسٹ اور نراکار کو نشچل جان۔ اسی تتو اپدیش سے موکش ممکن ہے

(شرح) مہرشی اشٹاوکر کا یہ وچن سوتر روپ ہے یعنی بڑے مضمون کو تھوڑے لفظوں میں ادا کر دیا ہے۔ لہذا ان کو سمجھنے کے لئے غور کرنا چاہیئے۔ ہر ایک آکار یعنی رنگ روپ والی شے کو ساکار کہتے ہیں اور جس کا کوئی رنگ روپ نہ ہو اسکو نراکار جو شے محدود از مکان و زمان ہو وہ اسٹ۔ اور جو دیش کال وستو پرچھید سے رہت ہو۔ وہ ست کہلاتی ہے اس شلوک کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر شے جو نام روپ والی ہے محدود ہے تبدیل ہونے والی ہے وکار وان ہے۔ اسلئے ست نہیں ہو سکتی لہذا اسٹ ہے اور نام روپ سے رہت وستو ہی نروکار غیر مبدل اور ست ہو سکتی ہے اے ہکشور اس تتو اور رمز کو سمجھ اسی سے موکش ہوگا۔ دو تتو کیا ساکار کو اسٹ اور نراکار کو نشچل جان دنیا کی تمام اشیا ساکار ہیں اپنا شریر بھی ساکار ہے اس لئے

یہ سب مانندِ خواب مجتبا ہیں آغاز نما کار ہے وہی ایک ست و شدو ہے وہ آنند سروپ ہے وہی ہم ہیں۔

۱۸۔ جیسے آئینہ میں صورت کے اندر باہر آئینہ ہی ہے۔ اسی طرح اس شریر کے اندر باہر پرمیشور ہی ہے۔

(شرح) شیشہ میں جو عکس آتا ہے اس کے لئے تین اشیا ضروری ہیں آئینہ، صاحب عکس اور عکس۔ شیشے میں منعکس صورت صاحب عکس کے بغیر کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ وہ محض ایک دکھاوا ہے اور اس صورت یا عکس کی کھوج کی جاوے تو معلوم ہوئے آئینہ کے وہاں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی پشت پناہ محض صاحب عکس ہے۔ اسی طرح اس شریر روپی آئینہ کے اندر و باہر ایک پرماتما ہی روپ رہا ہے جس طرح آئینہ کے ناش سے صاحب عکس کا ناش نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح شریر کے ناش ہونے سے آتما یا پرماتما کا کچھ نہیں بگڑتا۔ وہ جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ اس درشٹی کا ابھیاس کرنا ہے تا جن اس سے آنند پد کی پراپتی ہوگی۔

۱۹۔ جیسے گھڑے کے اندر باہر ایک مہا آکاش ہی یاپک ہے اسی طرح لازوال برہم تمام اشیا میں محیط ہے۔

(شرح) آکاش یعنی خلا دراصل ایک غیر منقسم شئے ہے لیکن گھڑے کی اپادھی سے گھڑے کے اندر کے خلا کو گھٹ آکاش کہتے ہیں اور باہر کے پوران آکاش کو مہا آکاش کہتے ہیں۔ ایسی کلپنا کے ہوتے ہوئے بھی گھٹ آکاش اور مہا آکاش دو نہیں ہو جاتے۔ بلکہ درحقیقت گھڑے کے اندر اور باہر ایک مہا آکاش ہی پوران ہے اسی طرح دنیا کی تمام چیزوں میں جو گھڑے کے مانند ہیں اور جدا جدا دکھائی دیتی ہیں ان میں چیتن شکتی مختلف درجوں میں کام کر رہی ہے یعنی چیتن کا ظہور ان میں

کم و بیش بلحاظ حصول تحریر پر ہوتا ہے۔ چیتن شکتی یا برہم روپ سے سرشٹ دیا پک ہے۔ اسی طرح جب تم دنیا کی شے کا ملاحظہ کرتے ہو۔ درحقیقت تم ایشور پرماتما برہم کے درشن کرتے ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم ان کو ایشور پرماتما نہیں جانتے بلکہ ان کو است بھاؤ اور نام روپ میں بیوپار کرتے ہو۔ اس لئے تم برہم کو دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھنے سکتے کرتے ہوئے بھی امرت کے پیاسے ہو۔ یوں سمجھو اور تم ساکشات کار پراپت کرو۔ اوم۔

دوسرا ادھیائے

شِشیہ انوبھو ولاس

۱۔ اہو آنند میں نرنجن شانت بودھا اور پرکرتی سے پرے ہوں۔ اتنے دنوں بھرم میں پڑ کر دھوکا کھا رہا تھا۔

(شرح) گنی ورگ کے گیان پورن وچن سن کر راجہ نے انکا منن کیا۔ بہت دنوں کے وچار اور ابھیاس کے بعد ان کو جب سروپ کا بودھ درڑھ ہوا تو انہوں نے گرو دیو سے اس پرکار اپنا انوبھو آنند پرگٹ کرتے ہوئے بیان کیا۔ واہ واہ کیا موج ہے میں آنند سروپ ہوں۔ مایا مل سے رہت ہوں ہر پرکار کے وکشیپ سے رہت ہوں۔ جیا اور گیان سروپ ہوں۔ پرکرتی پرمیشور ادھین پا سکتی۔ ایسا میں لے جاتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ اتنا عرصہ دیہہ ابھیمان کی بھول بھلیاں میں سکھ دکھ روپی ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ اور بھرم سے اپنے آپ کو کچھ اور کا اور جانتا تھا۔

۲۔ جس طرح میں اس دیہہ کو پرکاش کرتا ہوں۔ اسی طرح اس جگت کو بھی۔ اس لئے تمام جگت میرا ہے۔ یا کچھ بھی نہیں ہے۔

(شرح) میں شریر نہیں ہوں۔ سکا وا نند ہ بینندہ اور روشن کنندہ ہوں۔
یہ شریر میری روشنی سے روشن ہے اور میری چیتنا ہی سے چیتن سا دکھائی دیتا ہے
جس طرح میں اس شریر کو آتم روپ سے پرکاش کرتا ہوں۔ اسی طرح سے تمام سنسار
جو کہ میرا سنکلپ ماتر ہے مجھ پرکاش سروپ سے پرکاشمان ہے اپنی کوئی جداگانہ ہستی
نہیں رکھتا۔ اس لئے حقیقت اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ تمام جگت یہ اسی پسارہ
ہے یا تو یہ سب کچھ میں ہی ہوں یا سب کچھ ہیچ ہے کچھ بھی نہیں

۳۔ اہو آنند سروپ یہ جگت کو چھوڑ کر اب میں کشل سے پرماتما کو دیکھتا ہوں۔

(شرح) ہا ہا ہا ہا۔ اب دوئیت کلپنا سب مٹ گئی ہے ۔

جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں میں اپنا ہی جلوہ عیاں دیکھتا ہوں

شریر اور جگت۔ گندھرو نگر یا آکاش میں پھول کی مانند نسیدما تو ہیں اب تو
ڈھونڈے سے بھی ان کا پتہ نہیں ملتا۔ ان سے آزاد ہو کر اب میں اپنے پرماتم
سروپ میں نت ستھت ہوں۔ جہاں آنند ہی آنند ہے ۔

نت راحت ہے نت فرحت ہے نت رنگ نئے آزادی ہے
ہر رات نئی اک شادی ہے ہر روز مبارکبادی ہے

۴۔ جیسے لہر جھاگ بلبلا پانی سے بھن نہیں ہیں ایسے ہی مجھ آتما سے پیدا شدہ جگت مجھ سے بھن نہیں ہے۔

(شرح) یہ نظر محدودیت پانی کے آشرے ہونے والے لہر جھاگ اور بلبلے
سب علیحدہ منفرق اشیاء دکھائی دیتی ہیں لیکن در حقیقت پانی سے پیدا ہوتی

پانی کے آشرے قائم رہتی اور پھر پانی میں گم ہو جاتی ہیں غرض کہ یہ سب پانی ہی

ہیں۔ پانی سے علیحدہ ان کی کوئی ہستی نہیں۔ اسی طرح یہ نام روپ آتما کے سنسار مجھ چیتنا ماتر سے ظاہر ہو کر بھی آتما سے سمت ہونے سے مجھ سے جدا کوئی وستو نہیں ہے۔ یہ میں ہی ہوں یا کچھ بھی نہیں ہے ۔ ۵

ہر رنگ ہستی درہے ہستی کے ہماری ذات پہ تمام ہماری نظر پڑنے سے نکل آتے ہیں
بورنگ مختلف نام و شکل جو دکھائی دیتے ہیں ہمارے طور کے شعلے سے اٹھتے یہ شرارے ہیں

۵ جس طرح کپڑے میں سوت رہتا ہے ویسے ہی جگت بھی آتم ماتر ہے ۔

(شرح) کپڑا دراصل سوت ہے۔ نام اور روپ کی تبدیلی سے سوت ہی کپڑا کہلاتا ہے سوت نکال لیں تو کپڑا کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح سنسار پرپنچ بھی نام روپ ہی ہے۔ چیتن سے بھن کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ وششٹ جی نے رام جی کو اپدیش کرتے ہوئے کہا تھا ہے رام جی یہ سنسار امرت ہے تینوں کالوں میں ہے ہی نہیں۔ یہ برہم اور جگت ایک وستو کے دو نام ہیں کسی مہاتما کا قول ہے"

جت ول دیکھاں توں ہی توں تانا پیٹا توں ہی توں

مطلب۔ جہاں دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے۔ جس طرح کپڑے میں تانا بانا ہر طرف سوت ہی دکھائی دیتا ہے۔ دیگر۔

ہماری ذات مطلق سے ہوئے یہ سب پیدا سب ہیں

۶۔ جیسے گنے کے رس میں شکر محیط ہے ویسے ہی یہ مجھ سے کلپت جگت محیط ہے۔

(شرح) کپڑے کی مثال کے بعد گنے کے رس کی مثال دیتے ہیں جس طرح میٹھا رس گنے کے ... ہے بالکل اسی طرح یہ جگت جو کلپنا محض

سے ہے مجھ آتم سروپ سے ادویت پروت ہے اس کے اندر باہر اوپر نیچے ہر طرف ہر جگہ میں موجود ہوں ۔

شب میں رام رہیا پر جہد ایکے۔ پیکھ پیکھ نانک بگھ آئی

۲۷ آتما کے اگیان سے جگت کا بھاس ہوتا ہے اور آتما کے گیان سے نہیں ہوتا جیسے رسّی کے اگیان سے رسّی میں سرپ دکھ پڑتا ہے اور رسی کے گیان سے غائب ہو جاتا ہے۔

(شرح) جب جگت کچھ شے است ہے یا کچھ نہیں تو نظر کیوں آتا ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے راجہ جنک کہتے ہیں کہ اب معلوم ہوا کہ سنسار بھرم یا اگیان سے دکھائی دیتا ہے۔ جب تک میں نے اپنے آپ کو نہیں جانا تھا اپنی درشٹی باہر رکھی تھی۔ جزوی نگاہ میں اپنے کو شریر ماتر اور باقی سب کو غیر جانتا تھا۔ تب تک یہ سنسار بھاس رہا تھا جونہی آتم گیان ہوا جزوی نگاہ کلّی نگاہ میں تبدیل ہو گئی اور میرے اپنے آپ نے ایک شریر کو چھوڑ کر سب کچھ گھیر لیا اب میں سب کچھ ہو گیا کوئی غیر باقی نہ رہا " سروم کھلودم برہم" یہ سب برہم ہے یہ ست دیکھنے لگا تو سنسار گم ہو گیا۔ نہ رہا نشانہ سنسار رہا اس کی مثال اس طرح دیتے ہیں کسی پُرش کو دُھندلی روشنی میں رسی میں سانپ کا وہم ہو گیا اس کو ہو بہو وہاں سانپ دکھائی دینے لگا اس کے ساتھ ڈر بھی شامل ہو گیا۔ ایسے غلط جاننے والے کو یہ رسّی ہے ایسا نہ جاننے تک ہی بھرم رہ سکتا ہے۔ جونہی روشنی کی مدد سے جانا کہ یہ رسی ہے سانپ اور اس کا ڈر کہیں جاتا دکھائی نہیں دیا۔ سنسار کا نظر آنا بھی اسی طرح کا بھرم ہے جو کہ آتم گیان سے کافور ہو جاتا ہے۔

منی شاردول وشسٹھ جی نے رام جی کو اپدیش کرتے ہوئے کہا ہے ہے رام جی

اگیانی بالکوں کو سنسار دکھائی دیتا ہے اور گیانی پرشوں کو یہی برہم سروپ نظر آتا ہے سنسار نظر نہیں آتا جیسی جیسی من کی بھاونا ہوتی ہے ویسا ویسا ہی دکھائی دیتا ہے۔

۸۔ پرکاش میرا نج سروپ ہے۔ میں اس سے جُدا نہیں ہوں۔ اس لئے جگت کا پرکاش میرے ہی پرکاش سے ہوتا ہے۔

(شرح) مہاراج جنک آتم کا پرکاش سروپ ورنن کرتے ہوئے کہتے ہیں نور روشنی یا پرکاش میں ہی ہوں۔ یہ میرا اگُن نہیں سروپ ہے اس لئے مجھ سے جدا نہیں۔ بس کیونکہ نور روپ یا پرکاش سروپ ہوں۔ آؤ وچار کریں کہ جاگرت اوستھا میں جہاں جہاں ہماری برتی چیتن بہت بذریعہ آنکھ باہر جاتی ہے وہاں وہاں اُن پدارتھوں کو روشن کرتی اور دکھاتی ہے۔ ہماری توجہ نہ ہونے سے آنکھ بیشک ہی کھلی ہو۔ ہم کچھ دیکھ نہیں پاتے۔ اسی طرح سوپن اوستھا میں جہاں باہری نور سورج وغیرہ نہیں ہوتے ہم صرف اپنی قدرت سے نہ صرف سورج۔ چاند ستارے پیدا کر لیتے ہیں بلکہ انہیں دیگر ہر شے کو روشنی عطا کر دیتے ہیں۔ اگر ہم سویم جیوتی نور اعلیٰ نور نہ ہوتے روشنی کے خزانے نہ ہوتے تو اس قدر لامحدود نور کہاں سے ظاہر ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ سشپتی اوستھا کو ہی لو۔ وہاں گہری نیند میں سوائے اگیان یا جہل کے کچھ نہیں ہوتا وہاں بھی ہم اپنی ذاتی روشنی سے اگیان اور آرام کو روشن کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم نور ہیں عین نور اور اسی نور سے سنسار نورانی ہو کر ظاہر ہو رہا ہے۔ یا یوں کہو جگت کا پرکاش میرا ہی پرکاش ہے۔ مہاتما بلھے شاہ کیا خوب فرماتے ہیں

چ: جاننا کل جہان داتوں تیرے آسرے ہوئے بیوہار سارا
ہو ساکشی سب دی تہ کھ نوں دیکھدا ایں تینوں سمجھدا جاننا اندھیارا
جاگت سونا جاگنا خواب نیندوں دیکھ تیرے آگے ہوئے کئی بارا
بلھا شاہ پرکاش سروپ تیرا گھٹے ودھے نہیں سوت ہے یکسارا

۹- اہم۔ آنند۔ یہ کلپت جگت اگیان سے مجھ میں دکھائی دیتا ہو جیسے سیپ میں چاندی اور سورج کی کرن میں جل۔

(شرح) ویدانت شاستر اور مہاتما پرش اس جگت کو کلپنا ماتر بتاتے ہیں ادویت ستا اپنے آپ میں جوں کی توں قائم ہے۔ کچھ ہوا ہی نہیں مگر جگیاسو کو پہلے سنسکاروں کی وجہ سے جگت کی درڑھ پرتیتی ہو رہی ہے اور پرتیکش پرمانوں سے وہ اسے ہو بہو ست دیکھتا ہے۔ اس لئے بار بار اس کے من میں شنکائیں اُتپن ہوتی ہیں "یہ ہے نہیں تو دکھائی کیوں دیتا ہے؟" وغیرہ۔ مہاراجہ جنک اپنے گورو رشی اشٹاوکر سے گرہن کئے اُپدیش کو منن کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ست ہی ہے کہ جگت کلپت ہی ہے شدھ ادویت ستا کے اگیان سے دکھائی دیتا ہے لیکن کہاں؟ میرے ہی اکھنڈ سروپ کے اندر۔ میں ہی اس کلپنا کا ادھشٹان ماتر ہوں کیونکہ جیسے سیپی کا گیان نہ ہونے سے کبھی کبھی اس میں چاندی کا بھرم ہوتا ہے یا سورج دیو کی کرنیں جو ریت پر چمکتی ہیں ان میں جل کا بھرم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ چاندی اور جل کی اپنی ستا کچھ بھی نہیں۔ تو بھی ان کا اظہار پرتیکش ہے اور وہ سیپ و سورج کی کرنوں کے آسرے انہوں کے اندر بھاستی ہیں اسی طرح سنسار پرپنچ جو بہت لمبا چوڑا دیکھنے میں آتا ہے اس کی ہر شے تبدیل پذیر ہے متغیر اور ناپائدار ہے۔ جادوگر کے پٹارے کی طرح رنگ بدلتی ہے لیکن یاد رہے کہ ہر تبدیلی کسی غیر متبدل شے کے آسرے ہو سکتی ہے۔ ہر حرکت کسی ساکن شے کے سہارے ظہور میں آتی ہے۔ لہٰذا ہر شے جو یہاں موجود ہے اس کا ادھشٹان چیتن ستا ہے وہی میں ہوں "اہم برہم اسمی" میں برہم ہوں "سروم کھلودم برہم" یہ سب کچھ برہم ہے۔

۱۰- یہ جگت مجھ سے پیدا ہوا ہے اور مجھ میں ہی لے ہوگا۔

جیسے مٹی میں گھڑا۔ پانی میں لہر سونے میں زیور۔

(شرح) پیارے پاٹھک آؤ۔ آج ایک مخفی راز کو فاش کر دیں۔ تاکہ ایک عقدہ حل ہو جائے رجگیاسو کی ایک مشکل دُور ہو جائے اور سالک کی ایک منزل کٹ جائے سو وہ راز کیا ہے؟ لفظی پیچید گی دُنیا میں تمام جھگڑا رصدا آواز۔ ندا شبد یا لفظوں کا ہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے۔ کوئی کچھ سنتا ہے اور کوئی اور کا اور ہی سمجھتا ہے۔ پیچید گی بڑھتی جاتی ہے۔ فلسفہ کی سب سے مشکل گرہ۔ دنیا کی پیدائش قیام اور فنا ہے۔ جس پہ لائبریریاں کتابوں کی لکھی اور بھری جا چکی ہیں لیکن یہ مسئلہ آج تک حل نہیں ہوا۔ آواز کو آواز سے یا لفظ کو لفظ سے اور پیچیدہ بنا دیا گیا ہے۔ عام اصطلاح میں پیدا ہونے اور فنا ہونے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ نیستی سے ہست ہونا جو شے پہلے نہیں تھی اس کا نیا بنا کر تیار کر دینا اس کا پیدا ہونا ہے اور نیست ہو جانا ہستی کا گم ہو جانا یا بالکل ختم ہو جانا موت یا فنا ہے اسی وجہ سے سنسار کے متعلقہ سوال پیچیدہ معلوم ہوتے ہیں کہ اتنی بڑی لامحدود شے کس طرح اور کیونکر پیدا ہوئی۔ کس میں قائم ہے اور کیسے ناش کو پراپت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ

لفظ پیدا فارسی کا مصدر "پدیدن" سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ظاہر ہونا یا دکھائی دینا ہے۔ پیدا ہونے سے دراصل مراد یہ ہے۔ جو شے پہلے ظاہر نہیں تھی اب ظاہر ہوئی ہے گویا پہلے ہست یا موجود تو تھی لیکن چھپی ہوئی تھی اور آنکھوں سے اوجھل تھی اب ظاہر ہوئی ہے۔ یہی پیدا ہونا ہے علیٰ ہذا القیاس فنا کے معنی بھی پس پردہ چھپ جانے کے ہیں جس طرح تھیٹر کی اسٹیج پر کام کر کے ایکٹر لوگ پس پردہ چلے جاتے ہیں اور پھر نئی شکلیں دھارن کر کے حاضر ہو جاتے ہیں اسی طرح اس دنیا میں اظہار اور اخفا پیدا اور فنا جنم مرن کا سلسلہ ہر دم جاری ہے۔ یہی

آواگون ہے۔

جو شے جس سے ظہور میں آتی ہے اس علّت مادی یا اُپادان کارن میں قائم رہتی ہے۔ اور اسی کے اندر چھپ جاتی ہے مثلاً مٹی سے گھڑا ظاہر ہوتا ہے جب تک گھڑے کی شکل میں رہتا ہے مٹی ہے اور مٹی کے آسرے قائم ہے۔ جب ٹوٹ جاتا شکل تبدیل کرتا ہے مٹی ہی ہوتا۔ مٹی میں مل جاتا ہے۔ اسی طرح پانی سے پیدا ہونیوالی لہر پانی اور سونے سے پیدا ہونے والے تمام زیورات سونے ہی میں قائم اور سے پائم ہوتے ہیں۔ اوپر کی مثالیں دے کر راجہ جنک کہتے ہیں یہ جگت جو کہ میرے برہم سروپ سے پرادہ اظہار پر آیا ہے اور مجھ ہی میں قائم ہے میرے سروپ میں ہی لین ہو جاوے گا۔ یعنی اس جگت کے پیدائش قیام اور فنا تینوں حالتوں میں میں چیتن کا توں قائم ہوں یا یہ سب کچھ میں ہوں یا یہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ محض خیال ہے۔

ہر طالب حق کو واجب ہے کہ اس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے یکسوئی خیال کی مشق کرے جس سے ان باتوں کا عملی ثبوت حاصل ہو اور یقین کامل ہو کر عین الیقین کے درجہ تک رسائی ہو۔ تاکہ اسی زندگی میں جیون مکتی کا آنند ملے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لوگ کہتے ہیں خدا نے خلق کو پیدا کیا دے
میں وہ خالق ہوں کہ کن میری سے خدا پیدا ہو

۱۱۔ او ہو آنند میں اوناشی ہوں مجھ کو نمسکار ہے، برھما سے لے کر تنکے تک جگت کے ناش ہوتے بھی میں قائم ہوں۔

(شرح) ہم اوپر بیان ہو چکا ہے کہ دنیا اور کل چراچر برہم پر ہمارے

خیالات کی دوہری تہہ ہے۔ تمام نام روپوں کی تہہ میں ہم چیتن ستا کو پاتے ہیں
جو ایک ہے۔ ادویت ہے۔ غیر متبدل ہے۔ گویا چیتن روپی ادھشٹان ہے جس
کے اندر نام روپ والا جگت ظاہر ہوتا ہے اور بدلتا رہتا ہے تبدیلی بقدر تیزی
سے اور لگاتار ہو رہی ہے کہ محدود آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی جس طرح دریا
کا پانی ہر لمحہ بہتا اور تبدیل ہوتا رہتا ہے لیکن سلسلہ روانی مسلسل جاری ہے۔ ظاہر میں
آنکھ یہ دیکھ نہیں پاتی کہ ہم وہی پانی دیکھ رہے ہیں یا ہر لحظہ پانی نیا آرہا ہے اور
ہم ہر سیکنڈ میں نیا پانی ہی دیکھ پاتے ہیں جس طرح زمین کا وہ حصہ جس پر پانی بہہ
رہا ہے دائم قائم ہے۔ پانی ہر دم تبدیل ہو رہا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح
چیتن روپی زمین پر جگت روپی نام روپوں والا دریا بہا چلا جاتا ہے اور ہر دم نئی
شکلیں پردہ اظہار پر لاتا ہے اور پرانی صورتوں کو پس پردہ لے جاتا ہے لیکن
ہم کو پتہ نہیں لگتا کہ واقعی تبدیلی ہو رہی ہے۔ اس تمام تبدیلی کے ہوتے ہوئے
میں جو چیتن روپ ہوں بذات خود دائم قائم ہوں۔ آہا ہا آنند کیا ہی خوشی کا
مقام ہے کہ میں پیدائش اور فنا سے بالاتر ہوں۔ اج امر اور ابناشی ہوں۔ ایسا
میرا آنند سروپ ہے۔ ایسا جو میں ہوں۔ بس میرے سروپ کو نمسکار ہے۔

۱۲-۱ او ہو۔ مجھ کو نمسکار ہے شریروں کے ہوتے ہوئے بھی میں ایک
ہوں۔ نہ کہیں آتا ہوں نہ کہیں جاتا ہوں جگت میں ویاپک ہو کر قائم ہوں۔

(شرح) میں شدھ چتنا ستا ایک ادویت نروِوند اڈول اور اچل اپنے
آپ میں قائم ہوں۔ شریروں اتھوا نام روپوں کی انیکتا کے باوجود میں ایک
ہوں کیونکہ میں ہر دیہ میں سرو سروپ ہوں۔ تمام دیش کال اور وستو مجھ سے
ویاپک ہیں۔ مجھ سے باہر نہیں۔ لہٰذا میرا آنا جانا نہیں ہو سکتا میں اچل ہوں

جگت میرا ایک چمتکار ہے۔ میری لہر ہے۔ مجھ سے جدا کچھ وستو نہیں ایسا جو ادبت
سروپ میں ہوں۔ اسے میرا نمسکار ہے۔ واہ واہ۔ کیا ہی موج ہے۔

۱۳۔ اوہو مجھ کو نمسکار ہے۔ مجھ جیسا کوئی ہوشیار نہیں ہے جس نے بغیر
تعلق شریر کے جگت کو ہمیشہ قائم رکھا ہے۔

(شرح) راجہ جوں جوں اپنے شریر سے نظر اٹھا کر آتم سروپ کا ساکشات کار کرتے
ہیں حیرت اور وسمے کو پراپت ہو رہے ہیں اور بار بار اپنے سروپ کی مہما اور وبھانتا
کا بیان کر کے اسے پرنام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ جیسا بھی کوئی چتر گیانی ہے
جس کا جگت تو در کنار شریر ماتر سے سمبندھ نہیں جو اسنگ چیتن اور نراکار ہے
ایسا ہوتے ہوئے بھی جگت کو ہمیشہ بنائے رکھا ہے کیسی انوکھی لیلا ہے اور گاتے ہیں

(۱) نہ ہم میں دیہہ من بدھی نہیں ہم جیو نہ ایشر
دلے ایک گن ہماری سے ہوئے یہ سب بسائے ہیں

(۲) ہماری ذات نورانی ہے اک حال یہ دائم
کہ جس کی چمک سے چمکیں یہ مہر و ماہ ستارے ہیں

۱۴۔ آہا مجھ کو نمسکار ہے میرا اپنا کچھ بھی نہیں یا سب کچھ
میرا ہے۔ جو من بانی میں آسکتا ہے۔

(شرح) راجہ جنک اپنے آتم سروپ کا اسنگ پن بیان کرتے ہیں "میں
ادویت شدھ چیتن ماتر سنا ہوں۔ تمام شریروں کے ہوتے ہوئے بھی میں ایک اور
اسنگ ہوں میرا اپنا کچھ بھی نہیں یا دوسرے لفظوں میں جو کچھ من بانی میں
آسکتا ہے وہ تمام اشیاء میری ہی ہیں۔ کیونکہ ان میں انترآتما روپ سے میں ہی
سنتت ہوں۔ میری ہستی سے وہ ہست ہو رہی ہیں میری روشنی سے وہ روشن

ہیں۔ اے میرے آتم سروپ کو نمسکار ہے۔

۱۵۔ اگیان یا گیان گیہ کی ترپٹی اصل میں کچھ نہیں ہے۔ جس شے میں یہ اگیان سے نظر آتے ہیں وہ نرنجن میں ہی ہوں۔

(شرح) اشیا کو جاننے والا۔ گیاتا۔ انکا جاننا گیان اور جانی ہوئی اشیا گیہ وستو کہلاتی ہے۔ جب ہم کسی وستو سے دو چار ہوتے ہیں تو یہ مندرجہ بالا ترپٹی (تثلیث) پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نظر محدود بیت و یہ تشم جز دیت جب ہم اپنے کو ظاہر جسم اور باقی اشیا اپنے سے باہر اپنے سے علیحدہ یقین کرتے ہیں اور یہی اگیان ہے تب ہی یہ ترپٹی قائم رہتی ہے۔ ایکتا میں نہیں۔ جب سرد ترھم یقین ہو گیا پھر گیاتا اور گئے اور رور شتا اور رور شیہ کا جھمیلا کہاں رہ سکتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ترپٹی درحقیقت است ہے اور اگیان کال میں جس وستو چیتا ترکے اندر اور جس کے آسرے دکھائی دیتی ہے وہ پایا مل سے رہت وہ چیتا ترستا میں ہوں۔

۱۶۔ دکھ کی جڑ دوئی کی اس کے سوا کوئی دوا نہیں ہے کہ اس نظر آنیوالے جگت کو است اور اپنے آپ کو ایک اور چیت جانوں۔

(شرح) تمام دکھوں کی جڑ دویت درشٹی ہے۔ شرتی کا کتھن ہے بھے دوسرے سے ہوتا ہے اپنے آپ سے نہیں۔ اس لئے دکھوں کو دور کرنے کا ایک ماتر اپائے دویت درشٹی کو تبدیل کر دینا ہے یعنی یہ جگت جو پرکاش مان ہے اس کو نقطہ موہوم کی طرح است یقین کیا جاوے اور اپنے آپ کو ایک ادویت گیان سروپ نشچے کرے۔ برہم ستیم جگن متھیا کا زبردست ابھیاس کرنا چاہیے۔ جہاں جہاں نظر جائے وہاں برہم درشن کرے نام روپ کو متھیا یقین کرے۔

۱۷۔ میں گیان مطلق ہوں۔ اگیان سے میں نے اپادھی کو

مان لیا ہے۔ ایسا ہمیشہ وچار کرنے سے میری نروکلپ میں سنتھتی ہے۔

(شرح) راجہ جنک اپنی سرد پستھتی کا کارن بیان کرتے ہیں کہنے لگا ہے گورو دیو۔ آپ کی مہان کرپا سے میں نے اُپلے آپ کو جانا ہے آپکے اُپدیش اور سروپ کے ابھیاس کے بل سے میں سدا نروکلپ اوستھا میں قائم ہوں۔ اب میرے اندر کوئی چنتا باقی نہیں رہی۔ میں ہمیشہ ایسا وچار کرتا ہوں میں چد آکاش سروپ چنماتر ستا۔ عین علم ہوں نام روپ آتمک جگت کی اُپادھی۔ سروپ اگیان سے مان رکھی ہے یعنی واستو میں یہ جگت تینوں کال ہوا ہی نہیں اور میں سدا سرد تر جوں کا توں قائم ہوں ایسے میرے گیان سروپ کو نمسکار ہے ؎

آپ ہی آپ ہوں یاں غیر کا کچھ کام نہیں
ذاتِ مطلق میں میری شکل نہیں نام نہیں

۱۸۔ مجھ کو بندھن نہیں موکش نہیں۔ نہ میں بھرانتی کا آشر ہوں۔ میں لال منی کی طرح قائم ہوں۔ یہ جگت میرا آدھار نہیں ہے۔

(شرح) جس طرح لال منی جہاں کہیں رکھی ہو اس کی چمک اپنے آپ چاروں طرف پھیلتی رہتی ہے وہ اس کا سوبھاو ہی ہے آدھار آدھی کی کلپنا لال منی میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح آتم روپ سے میں اپنی مہما میں قائم ہوں اور لیلا دنت لوک جو کہ بھاسمان ہو رہا ہے مجھ سے جدا کوئی ہستی نہیں رکھتا اسی میرے میرا آدھار نہیں ہے میں تو قائم کلپ ... نروکلپ

ہوں - اس لئے بندھ موکش وغیرہ بھرم مجھ میں نہیں ہیں - میں ان سے پرے ہوں -

۱۹- شری یہ بہت یہ جگت کچھ نہیں ہے - اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے آتما شدھ چیتنا تمہ ہے - اب کلپنا کس میں ہووے -

(شرح) راجہ کہتے ہیں کہ اب مجھے ذرا بھی شک نہیں رہا - یہ نام روپ والا جگت بجز میرے شریر کے اپنی کچھ ستا نہیں رکھتا - چیتن آتما کی ستا سے چیتن معلوم ہوتے ہیں - وہ چیتن مایا مل مسوبت شدھ گیان سروپ ہیں علم ہے ایک اودادویت ہے من بانی کا وشئے نہیں جس میں من بانی است ہی ہیں - جیسے من سمادھ قہقہہ دیوار صم "بکم" وغیرہ نام نقیروں نے دیئے ہیں وہاں کلپنا روپی کبوتر کا پرواز نہیں ہو سکتا کلپنا دو میں ہو سکتی ہے ایک میں نہیں اور وہ من کا سوبھاو ہے - جو خود ہے نہیں - لہٰذا آتما میں کوئی کلپنا نہیں ہو سکتی -

۲۰- شری سورگ نرک بندھ موکش اور بھے سب کلپنا ماتر ہیں - مجھ چد آتما کو کیا کر سکتے ہیں ؟

(شرح) میں گیان سروپ چیتن آتما ہوں شریر نرک سورگ بندھ موکش اور بھے آدی چت کی کلپنا ماتر ہیں - میں چت سے رہت چیتن ہوں - مجھ میں کوئی کلپنا نہیں - اس لئے میں ان رو چک - بھیانک القوا ایڈ ایک شبدوں سے مکت ہوں - ان سے میرا سمبندھ نہیں - یہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ہیں واحد لاشریک ہوں ۔

پاپ پن دو بھی کہاوت کوئی نرک کوئی سورگ بتاوت
یہ پاپ پن سے نرک سورگ کی باتیں ہیں حقیقت کچھ نہیں ۔

۲۱۔ اے عاقلو مجھ میں دوئی نظر نہیں آتی۔ جگت جنگل کی طرح سنسان ہو رہا ہے میں کس سے سمبندھ پیدا کروں۔

(شرح) شرتی نے کہا ہے کہ "یہ پرش اسنگ ہے"۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر راجہ باواز بلند کہتے ہیں۔ اے سنساری بدھی رکھنے والو دیکھو! مجھے اپنی ذات میں غیریت کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ میرا شریک پیدا ہی نہیں ہوا۔ میں ہی میں ہوں۔ جسے تم جگت کہتے ہو وہ میری درشٹی میں کبھی ہوا ہی نہیں یا وہ مجھے صاف رہت فانی مہتیا است پرتیت ہوتا ہے۔ جیسے سنسان بن ہو۔ جب ایسی دشا ہے۔ تب میں کس سے تعلق یا سمبندھ پیدا کروں۔ میرا سمبندھ کس سے ہو سکتا ہے۔ دوسرا ہے نہیں تو سمبندھ کیسا۔ ایک اسنگ ادویت پُرش ہوں۔

۲۲۔ نہ میرا شریر ہے نہ میں شریر ہوں میں جیو بھی نہیں میں چیت ہوں۔ زندگی کی چاہ میرا بندھن ہے۔

(شرح) ادویت درشٹی سے راجہ کہہ رہے ہیں میں اسنگ نرونداِیک ادویت آتما ہوں۔ میں ناشوان بھوتوں کا کاریہ روپ شریر نہیں ہوں۔ نہ میرا اس سے کچھ سمبندھ ہے۔ ستھول سوکشم کارن تینوں شریروں کا میں درشٹا اور پرکاشک ہوں۔ یہ تینوں میرے سامنے تبدیل ہوتے رہتے ہیں میں نت ازنافنی روپ سے قائم ہوں۔ اس لئے میں شریر نہیں ہوں نہ میرا کوئی شریر ہے میں جیو بھی نہیں ہوں یہ بھی ایک کلپنا ہے۔ میں گیان ہوں۔ پرنتو جینے کی خواہش ہی ایک بندھن ہے۔ جو بار بار مجھے شریر ادھیاس میں گرفتار کرتی رہتی

۲۳- مجھ گہرے سمندر میں من روپی وایو پیدا ہوئی -
اور اس سے انیک جگت روپی لہریں اب تک اُٹھیں -

(شرح) مجھ آتم روپی گہرے سمندر میں جس کا کوئی پارا وار نہیں۔ پھرنا من روپی وایو پیدا ہوئی - اور اس پھرنے کی ہوا سے اب انیک جگت روپی ترنگیں اب تک اُٹھتی رہی ہیں۔ پھرنے کے شانت ہونے سے اب وہ جگت روپی لہریں آتم روپی سمندر میں آپ سے آپ لین ہو گئی ہیں۔ گویا چیتن تتو میں پھرنے سے سوبھاوک ہی سنسار کی اُتپتی ہوتی ہے۔ اور جب تک پھرنا قائم رہتا ہے سنسار کی ستھتی بنی رہتی ہے۔ پھرنے کے لین ہو جانے پر سنسار بھی شانت ہو جاتا ہے لہذا یہ سنسار پھرنا ماتر ہے۔ میں جوں کا توں ایک رس قائم رہتا ہوں۔

۲۴ مجھ بڑے ساگر میں من کی ہوا بند ہوتی ہے۔ تو ابھاگیہ
سے جیو روپی سوداگر کا جگت روپی جہاز برباد ہو جاتا ہے۔

(شرح) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ من جب ست سنگ اور ست شاستر کے ابھیاس سے امن ہو جاتا ہے۔ اس کا پھرنا باہر مکھ ہونے کی بجائے انترمکھ ہو جاتا ہے۔ سنکلپ وکلپ شانت ہو جاتے ہیں۔ جیو کا جیو پن نہیں رہتا اور جو جیو نے سرشٹی روپی سنسار کی کلپنا جیو نے من سے کر رکھی تھی وہ مٹ جاتی ہے۔ یہی جیو روپی سوداگر کا سرشٹی روپی جہاز کا برباد ہونا ہے۔

۲۵- تعجب ہے۔ مجھ گہرے سمندر میں جیوؤں کی لہریں آپ
ہی آپ اُٹھتی ہیں۔ ٹکراتی ہیں کھیلتی ہیں اور مجھ میں لے
ہو جاتی ہیں۔

(شرح) سمندر کے کنارے پر بیٹھ کر نظارہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ سمندر کی گہرائی اور اور گمبھیرتا کی وجہ سے اس میں ہر وقت لہریں اٹھتی رہتی ہیں آپس میں ٹکراتی ہیں۔ اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی ہیں۔ گویا پانی کی سطح پر کھیلتی ہیں۔ اور پھر اسی پانی میں لین ہو جاتی ہیں۔ حقیقت کی نظروں سے دراصل کچھ ہوا ہی نہیں۔ پہلے اور پیچھے سمندر پانی روپ ہے۔ درمیان میں لہروں کی شکل میں پانی ہی ہے۔ سمندر کی بڑائی میں کوئی فرق یا کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح چیتن روپی سمندر میں دن رات جیو روپی لہریں پرگٹ ہوتی ہیں آپس میں ٹکراتی اور کھیلتی ہیں۔ جگت روپی کھیل رچتی ہیں اور پھر اسی چیتن میں لین ہو جاتی ہیں۔ راجہ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہی عجیب تماشہ ہو رہا ہے۔

تیسرا ادھیائے

گورو واکیہ

۱- ایک اور ادوتیہ آتما کو پہچان کر بھی اے شِشیہ اجھ آتما کے جاننے والے دھیر کو سنسار کے پدارتھوں کی چاہ کیوں ہے۔

(شرح) اس ادھیائے میں رشی اشٹاوکر راجہ جنک کو اسکی کمزوریاں جتلا کر اُپدیش کریں گے۔ راجہ نے ابھی ابھی دوسرے ادھیائے میں اپنا آتم انوبھو بیان کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ راجہ گیانی ہو چکا ہے اور گورو کے بتلائے ہوئے اُپدیش کو بخوبی سمجھ گیا ہے لیکن رشی کو ابھی کچھ ترٹیاں یا خامیاں دکھائی دیتی ہیں اسی لئے راجہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں اے شِشیہ اب تو نے ایک نشچل آتما کو جان لیا ہے اور اس گیان سے تیری بدھی سِتھر ہو گئی ہے۔

اس طرح دھیر تتو گیانی ہو کر بھی تیرے اندر سنسار کے ناشوان پدارتھوں کی چاہ (خواہش) کیونکر دکھائی دیتی ہے۔ ہے راجہ واسنا کا بھی پورن روپ سے تیاگ کر کے بے خواہش ہو جا۔

۴۔ سب پرانیوں میں اپنی آتما کو اور اپنی آتما میں سب پرانیوں کو جاننے والے من سے اپنے پرائے کا خیال نہیں چھوٹتا۔

(شرح) حیرت کا مقام ہے کہ جس مہا پرش نے سب پرانی ماتر کو اپنی آتما میں اور اپنے آپ کو سب کے اندر جان لیا ہے گویا جس نے یہ آتما ہی برہم ہے یا "اتیا ورسیم" کو اپنے جیون میں دھارن کر لیا ہے۔ ایسے ودوان منن شیل پرش کے دل میں اپنے اور بیگانے کا بھید بھاؤ! ویدانت ایش اپنشد میں کہا ہے کہ جس نے اپنی آتما میں سب کو اور سب میں اپنی آتما کو دیکھ لیا اس کو پھر کہاں موہ اور کہاں ملال۔ مطلب یہ کہ جب سب کچھ آتم سروپ ہے مطلب میں ہی ہوں تو مجھے کس کے ساتھ موہ ہو سکتا ہے کس غیر سے رنج دور ہے جب میں ہی ہوں تو غیر کیسا۔ اپنی ہی تصویر اور فوٹو سے کیا کوئی لگتا ہے۔ شیشے میں اپنے ہی عکس سے کیا دویت درشٹی ہو سکتی ہے

۵۔ اہو۔ آتما کے اگیان سے ہی وشیوں کے بھرم میں پریتی ہوتی ہے۔ جیسے سیپ کے اگیان سے چاندی کے بھرم کے لالچ ہوتا ہے۔

(شرح) منش وشے واسناؤں میں اس وقت تک الجھا رہتا ہے جب تک اسے اپنے سروپ کا گیان نہیں ہوتا۔ جب تک اگیان دور نہیں ہوتا باہر کبھی پدارتھوں میں آنند مانتا اور ڈھونڈتا ہے اور جب یہ گیان ہو جاتا ہے کہ

آنند کی کان اپنا آتم برہم ہے میرے آنند کے سمندر سے ادھار لے کر سب وستو آنند والی ہوتی ہیں۔ اس وقت وشئے بھرم میں پرتیتی نہیں رہتی جس طرح جب تک سیپ کا گیان نہیں ہو جاتا انہوں میں چاندی کا بھرم ہوتا ہے اور اس سے لالچ پیدا ہوتا ہے لیکن جونہی سیپ کا گیان ہوا بھرم اور لالچ دونوں نداد کھیں گم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سمندر میں لہروں کی طرح جس میں یہ جگت دکھائی دیتا ہے وہ میں ہوں۔ یہ سمجھ کر بھی تو کیوں دین کی طرح دوڑتا پھرتا ہے۔

(شرح) اے راجہ جب تو نے اچھی پرکار سے سمجھ لیا ہے کہ لہروں کا ادھشٹھان سمندر ہے۔ لہر بحر اور نہر سب پانی ہی ہے۔ پانی سے بھن کچھ نہیں نام مانند شبدوں کا بھید ہے۔ اسی طرح جس ادھشٹھان برہم میں جگت دکھائی دیتا ہے قائم رہتا ہے اور لین ہو جاتا ہے۔ وہ برہم تو ہی ہے۔ تو ایسی اتما گیان ہو جانے پر بھی تو سنسار میں عاجز ہو کر مارا مارا پھرتا ہے۔ سند رہو جا۔ تشنگ ہو جا اب تجھے کچھ کرنا باقی نہیں ہے۔ اپنا آپ دیکھ اور خوش ہو۔ "یہ تیری ذات نورانی سے ہوئے سب نظارے ہیں"۔ وشے کو تیاگ۔ اور زور سے گرجنا کر آنند

ہم۔ شو ہم سوہم۔

۵۔ تو نے سن لیا کہ آتما شدھ چیتن اور سندر ہے۔ پھر بھی وشیوں میں آسکت ہو کر غصہ اور رنج میں پھنستا ہے۔

(شرح) رشی کہتے ہیں۔ اے راجہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک وشئے واسناؤں میں تیری آسکتی موجود ہے۔ اس طرح نفسانی خواہشات کے زیر اثر ہو کر تو

کیوں دکھی اور دھوکا کھا رہا ہے۔ ایسا کیوں جب تو نے اپنے آتم

سروپ کا بیان سن لیا ہے اور ایسا انوبھو کر کے سمجھا ہے کہ تیرا اپنا آپ ہر قسم
کی آلائش سے پاک پاپ اور پن سے مبرا۔ گیان سروپ محض علم اور سندر ہے
تجھے ہر قسم کی خواہشات سے بالاتر رہنا چاہیئے اس لئے بے خواہش ہو جا۔

۶۔ جو پرم ادویت کا پورا الیقین کرتا ہے اور مکتی کے لئے مستعد
بھی ہے اُس کا کام کے بس ہو کر فکر سے بے کس ہونا تعجب ہے۔

(شرح) رشی تعجب اور حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں حیران
ہوں کہ جس پُرش کو اپنے آتم سروپ کا جو پرم ادویت ہے دویت کا نام نہیں
سہار سکتا۔ پورا پورا الیقین ہو چکا ہے۔ جو موکش کا جگیاسو نہیں مکت ہی ہے
یا مکتی کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ وہ کام (واسنا) کے زیر اثر چنتا سے لاچار کیوں ہو۔
ایسے پُرشوں کو تو چاہ رہتی ہے نہ چنتا۔ وہ تو اپنی شہنشاہی ذات میں موج اڑاتے
ہیں۔ اپنی ذات کا تماشا دیکھتے ہر دم خوش رہتے ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے ؎

چاہ گئی چنتا مٹی منوا بے پرواہ
جن کو کچھ نہ چاہیئے سو شاہن پتی شاہ

۷۔ آشچریہ ہے کہ کام کو گیان کا دشمن سمجھ کر موت سے گھبرا
ہوا دین پھر بھی کام کی چاہنا کرے۔

(شرح) پربھو کی کیا ہی مایا ہے اور وپریت بھاونا کا کتنا اثر ہے منش
یہ جانتا ہے کہ کام یا خواہشاتِ نفسانی گیان کی دشمن ہیں جب تک خواہشات
موجود ہیں انسان کو چنتا فرصت نہیں دیتی کہ وہ آزادی اور چین کا
سانس لے سکے۔ نیز پرش یہ بھی سمجھتا ہے کہ وہ موت سے اس طرح گھبرا رہا
ہے جیسے طرح سانپ کے منہ میں مینڈک۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر دم

آیا آیا۔ نہ آیا تو کھیل ختم سا ایسی دشا کے ہوتے ہوئے بھی نش کام کی چاہ دل میں رکھتے ہیں بلکہ ساری عمر اسی کے پیچھے بھٹکتے پھرتے ہیں۔ کام بھی تمام نہیں ہوتے اور خود موت کے منہ میں جا پڑتے ہیں۔ یہی آشچریہ کی وارتا ہے۔

۸۔ آشچریہ ہے کہ نت انت کا گیان رکھنے والا موکش ابھلاشی شریر کی علیحدگی کا خوف کرے۔

(شرح) جس جگیاسو نے اچھی پرکار وچار کر کے یہ نرنیہ کر لیا ہے کہ آتما نت ہے اور سنسار انت ہے۔ شریر کشن بھنگر ہے تبدیلی بکت ہے ناشوان ہے اور انتیہ ہے۔ جس نے نت کو گرہن اور انت کو تیاگ کرنے کا دڑھ نشچیہ کر لیا ہے۔ ایسے مکش دوبکی کو اگر موت کے وقت شریر کی جدائی کا دکھ ہو یا خوف طاری ہو جائے تو حیرت ہے اس کے گیان وچار کا کیا فایدہ۔ وچار وان اور اتھوا گیان وان کو آتما میں ستھتی ہونے سے شریر رہے یا جائے۔ اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی اور نہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے ہے راجن تو شریر کا دھیاس چھوڑ سروپ میں استھت ہو کر بے خواہش اور بے خوف ہو جا تو آتما نت مکت شانت مکت شانت شیو اور سندر ہے۔ شریروں کا اپجاؤ ابھاؤ تیرے اندر کبھی ہوا ہی نہیں۔

۹۔ دھیر پرش وشیوں کو بھوگتا ہوا اور دکھ بڑا سہتا ہوا اگر آتما کو دکھ سکھ سے پاک دیکھتا ہوا کبھی دکھی ہوتا ہے نہ سکھی۔

(شرح) جس کی بدھی آتم سروپ میں قائم ہو گئی ہے جو ستھت پرگیہ ہے نردوند آزاد اور غنی ہے اس کی اندریاں وشیوں میں برتتی ہیں وہ بھوگوں کو بھوگتا ہے۔ شریر سے پراربدھ وش کرم کرتا ہے اور ان کے پھل سروپ

دکھ سکھ کو برداشت کرتا ہے لیکن چونکہ وہ اپنے آتم سروپ کو دکھ سکھ سے بالاتر آنند سروپ۔ شدھ ادویت دیکھتا ہے اس لئے شریر کے کرموں یا ان کے پھل دکھ سے نہ دکھی ہوتا ہے نہ سکھ سے سکھی بلکہ ایک اڈول وس تھینی ووستھا میں قائم رہتا ہے۔ یہی گیان کا فائدہ ہے۔

۱۰۔ جو دھیر اپنے چیتن شریر کو دوسرے کے شریر کے سمان دیکھتا ہے وہ مہاپرش نندا اور پرشنسا سے کیا دکھی سکھی ہو سکتا ہے؟

(شرح) جس گیاوان نے انتم داتم روپ آدی سے آتما کو شریر سے علیحدہ کر کے انوبھو کر لیا ہے۔ جس کا شریر ادھیاس بالکل بھسم ہو چکا ہے جو اپنے شریر کو اس طرح جدا دیکھتا ہے۔ جیسے کسی دوسرے شخص کا شریر ہے۔ ایسے مہاپرش نندا سے دکھی ہوتے ہیں اور نہ اپنی تعریف سے پرسن کیونکہ نندا استت تو ظاہرا شریر کی کی جاتی ہے۔ آتما کی نندا استت ہو نہیں سکتی۔ گیانی نردوند ہے۔ گرمی۔ سردی۔ بھوک۔ پیاس۔ دکھ سکھ۔ مان اپمان۔ نندا استت میں سمان رہتا ہے۔

۱۱۔ اس جگت کو مایا ماتر دیکھتے ہوئے دھیر گیانی کو تریو کے زنکت کا کیا بچے ہے۔

(شرح) جس بدھیمان گیانی نے اس سنسار پرپنچ کو متھیا اسار الکھدا مایا ماتر جان لیا ہے جس کی گیان درشٹی میں سنسار کبھی ہوا ہی نہیں یا جگت کیول ایک لیلا ماتر ہے۔ ایسے مہاپرش کو شریر نک سے موہ ہٹ گیا ہوتا ہے وہ سب جگہ ایک ادویت برہم ست دیکھتا ہے شریر بنا رہے یا نشٹ

ہو جائے۔ وہ چنتا نہیں کرتا۔ اس لئے موت کو نزدیک دیکھ کر اسے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ یعنی مرتیو کو سامنے دیکھتا ہوا گیانی نربھے رہتا ہے۔

۱۲۔ جس مہاتما کے من میں موکش کی بھی چاہ نہیں اس آتم گیان سے ترپت پرش کی کس سے تلنا کی جا سکتی ہے۔

(شرح) جن مہا پرشوں نے منوناش اور واسنا کشے کر کے تت گیان حاصل کیا ہے جن کی تمام کامنائیں پورن ہو گئی ہیں جو آتم رت اور آتم ترپت ہیں۔ جن کو اب مکتی کی بھی اچھا نہیں رہی۔ ان مہا پرشوں کو کس سے تشبیہہ دی جائے۔ ان کی برابری کون کر سکتا ہے۔ الغرض کوئی نہیں۔ وہی اس دنیا میں سچے معنوں میں شہنشاہ ہیں۔ وہی مکمل انسان ہیں۔

۱۳۔ جو سوبھاؤ سے وشیوں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ وہ دھیر کس کو گرہن اور کس کو تیاگ کے یوگیہ سمجھے۔

(شرح) گرہن اور تیاگ کی بدھی انوکول اور پرتی کول گیان سے اتپن ہوتی ہے۔ کیونکہ جب۔ یہ نشچے ہو۔ یہ شے میرے انوکول ہے۔ اس کو ہم گرہن کرنا چاہتے ہیں اور جو پرتی کول یقین ہو اس کو ہم فوراً تیاگ دیتے ہیں۔ انوکول پرتی کول گیان اس وقت تک دور نہیں ہوتا جب تک پدارتھوں میں بھید بھاؤ یا دویت بدھی ہے یا جب تک پدارتھوں کا سروپ گیان حاصل نہیں ہو جاتا۔ یہ بھید بدھی آتم گیان کے بغیر دور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے رشی کہتے ہیں۔ جن مہاتماؤں نے وشیوں کی حقیقت کو جان لیا ہے۔ جس کی بھید بدھی نشٹ ہو گئی ہے۔ وہ کس کو قابل ترک اور کس کو قابل اختیار جانے۔ اس کے واسطے گرہن تیاگ سمجھ

حقیقت نہیں رکھتے۔

۴ ا جس نے وشیوں کی چاہ دور کر دی ہے۔ دکھ سکھ گرمی سردی وغیرہ کے جھگڑے سے اپنے آپ کو پراپت ہونے والے وشے نہ اس کو سکھ دیتے ہیں نہ دکھ۔

(شرح) جن کا من نروا سنک ہو چکا ہے جو من سے وشیوں اور پداتھوں کو نہیں چاہتے۔ ایسے منن شیل مہاتما کو ماترا سپرش یعنی اندریوں اور وشیوں کے سمبندھ سے ہونے والے سکھ دکھ گرمی سردی وغیرہ دوند سکھی دکھی نہیں کر سکتے۔ وہ ان کو آگما پائی جان کر ان سے نرلیپ رہتے ہیں اور ان سے موثر نہیں ہوتے کیونکہ ان کی سنتھتی اپنے اپنے سروپ آتما میں نیل دھارا وت بنی رہتی ہے۔

چوتھا ادھیائے

۱۔ آہا۔ آتما کے جاننے والے دھیر کی ظاہرا وشیوں کے بھوگتے ہوئے بھی سنسار میں آسکت اگیانیوں سے سمانتا نہیں۔

(شرح) گیانی اور اگیانی کے ظاہرا بیوہار اور کرموں میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا دراصل فرق اندرونی بھاو اور درشٹی میں ہوتا ہے۔ اگیانی کا بھاو صرف ایک جسم کے ار دگرد بند ہے اور گیانی تمام دنیا کو اپنے اندر گھیرے ہوئے ہے۔ ایک تو اکیلے اپنے جسم کے فائدے کے لئے دوسروں کا نقصان کر دیتا ہے لیکن دوسرا اوروں کے فائدہ کے لئے

اپنا نقصان بصد شوق اور خوشی سے کرتا ہے۔اس لیئے رشی کہتے ہیں کہ گیان دان کی جو کہ صرف ظاہرا طور پر وشیوں کو بھوگتا ہے۔ سنساری اگیانیوں کے ساتھ جو کہ وشیوں میں پھنسے ہوئے ہیں کیسے مقابلہ کیا جائے الغرض گیانی کی اگیانی سے کوئی سمانتا نہیں۔

۲- اِندر وغیرہ تمام دیوتا بھی جس پد کے خواہش مند ہیں آہا وہاں اس پد کو پراپت کیا ہوا یوگی اپرسن نہیں ہوتا۔

(شرح) دیوتاؤں کے راجہ اِندر دیگر تمام دیوتا لوگ جس برہم پد کو حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں گیانی اس مہان پد کو پراپت کرکے بھی کوئی وشیش خوشی کا اظہار نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے نج سروپ میں نت ستھت ہونے سے ہر پرکار کے دوندووں سے آزاد سدا ایک رس رہتا ہے۔ دکھ سکھ سردی گرمی عزت بے عزتی خوشی اور رنج کو اس کے چت میں راہ نہیں۔ وہ آتم کام۔آتم رت اور آتم ترپت ہے۔ اپنے آپ ہی میں کریڑا کرتا ہے اور اپنی مہما میں قائم ہے۔ ادم

۳- تتو گیانی کو پاپ پُن سے من میں کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ جیسے دھوئیں سے ملے ہوئے آکاش کو دھوئیں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

(شرح) جس طرح آندھی غبار اور دھوئیں سے آسمان میلا نہیں ہوتا بلکہ شدھ کا شدھ نرلیپ رہتا ہے اسی طرح تتو گیانی جس نے اپنے آتما کا ساکشاتکار کیا ہے یوں سمجھتا ہے کہ پاپ پُن کی دھول اسکے سروپ آکاش کو میلا نہیں کر سکتی۔ سروپ سے وہ جیوں کا توں قائم ہے اسکے

من میں پاپ پُن کا کوئی خیال ہی نہیں اس لئے اس کو ان سے کوئی لگاؤ یا واسطہ نہیں گیانی سروپرکار کی کلپنا سے رہت ہے ۔

پاپی پُنی آکھن ناؤں   کر کر کرنا لکھ لے جاؤں

۴ - یہ سارا جگت آتما ہی ہے ۔ ایسا جس مہاتما نے سمجھ لیا اس سنتوشی کو کسی سے ورودھ نہیں ہوتا ۔

(شرح) جس مہاپُرش نے یہ انوبھو کر لیا ہے " ہری ریو جگت جگدیو ہری " ۔ ہری ہی جگت ہے اور جگت ہی یقیناً ہری سروپ ہے ۔ یا سارا سنسار ہی آتم روپ ہے میں ہی یہ سب کچھ ہوں ۔ ایسے گیانوان کو کس سے دشمنی ہو سکتی ہے ، ایشا دسیہ اپنشد میں کہا ہے ۔ جس نے اپنے آپ کو سب میں ، اور سب کو اپنے آپ میں دیکھ لیا اسے کہاں موہ اور کہاں ملال ۔ بقول گورو نانک جی ۔

نہ کوئی دیری نہ ہی بیگانہ   سکل سنگ ہم کو بن آئی
سب میں رم رہیو پربھ ایکے   پیکھ پیکھ نانک بگسائی[1]

۵ - برہما سے لے کر تنکے تک چار پرکار کی سرشٹی میں راگ دویش رکھنے کی شکتی کیول گیانی میں ہی ہے ۔

(شرح) راگ دویش گرہن تیاگ والی بدھی میں ہوتا ہے ۔ گرہن تیاگ بدھی انوکول پرتی کول گیان سے اُتپن ہوئی ہے ۔ انوکول پرتی کول گیان دویت بھرم اور سروپ اگیان سے ہوتا ہے ۔ ساری دنیا میں چار پرکار کی پیدائش ہے ۔ انڈج یعنی انڈے سے پیدا ہونیوالے

---

[1] خوش ہوتا ہے ۔

جیوج جیر سے پیدا ہونے والے (انسان پشو وغیرہ) سویدج پسینہ سے پیدا ہونے والے۔ اد بھج مٹی سے پیدا ہونے والے نبپتی وغیرہ۔ اب ساری سرشٹی میں صرف برہم گیانی کا دویت بھرم مکمل طور پر ناش ہو گیا ہوتا ہے۔ اسلئے سنسار کی روش کو روکنے کی طاقت قدرتی طور پر گیانوان کو حاصل ہوتی ہے عمر

جو بن آوے سو ہی اچھا وہی بیراگ دارڑھ ہے

۶۔ جگدیشور ادوتیہ آتما کو کوئی ورلا ہی جانتا ہے۔ اور جو جانتا ہے اسے کہیں بھی بھے نہیں ہے۔

(شرح) یہاں جاننے سے مراد اپروکش انوبھوتی یا ساکشات کار سے ہے سوشی کہتے ہیں۔ واچاک گیانی بہت ہو سکتے ہیں۔ اندر یہ جنن گیان بھی بہتیروں کو ہو سکتا ہے لیکن اپروکش انو بھو نواسی کا حصہ ہے جس کا من پورن روپ سے شدھ ہے اور جس کو یکسوئی دل کمال درجہ کی حاصل ہے۔ جس کی بدھی حد درجہ صاف ہے۔ جو عالم باعمل ہے دیراگ کی ساکشات مورتی ہے۔ وویک کا تو مجسمہ ہی ہے۔ ایسا مہاتما کوئی ورلا ہی ہوتا ہے۔ جو جگت کے ایشور آتما کو واقعی طور پر جانتا ہے۔ جس نے جان لیا وہ سدا نربھے ہو گیا۔ شرتی کہتی ہے "بھے دوسرے سے ہوتا ہے گیانی کا دوسرا (غیر) ہے ہی نہیں۔ لہٰذا وہ ابھے پد کو پراپت ہوتا ہے۔

پانچواں ادھیائے

۱۔ تجھ کو کسی سے سمبندھ نہیں ۔ تو شدھ ہے۔ تجھے کیا تیاگنا ہے۔ سنگھات کو لے کر ایسے ہی تو لے ہو جا۔

(شرح) اس ادھیائے میں رشی نے جنتن کا اپدیش کرتے ہوئے کہتے ہیں اے راجہ تجھے اس سارے وشو میں پابند کرنے والی کوئی وستو دکھائی نہیں دیتی۔ تو اسنگ شدھ اور مکت ہے۔ مایا مل سے رہت نرنجن اور ادویت تو ہے۔ تجھے کچھ تیاگ کرنے یوگیہ نہیں ہے۔ اس شریر یعنی مجموعہ اعضا کے ہوتے ہوئے تو سروپ چنتن میں لے ہو جا۔ "کیا" اور "کیوں" کا خاتمہ کر کے آتمانند کی گہرائیوں میں غوطہ لگا۔ یہ سب کچھ تو ہی ہے تتوسی۔

۲۔ سمندر میں بلبلے کی طرح تجھ سے جگت پیدا ہوتا ہے۔ ایک آتما کو جان کر تو لے ہو جا۔

(شرح) تیرے شدھ سروپ سے جگت کی اتپتی اس طرح ہوتی ہے۔ جس طرح سمندر میں وایو کے ویگ سے بلبلے وغیرہ۔ گویا درحقیقت پیدائش اور فنا تیرے اندر کوئی ہو ہی نہیں رہی۔ یہ سب دید نی دیکھنے ماتر مانند خواب ہے۔ تو اپنی مہما میں جوں کا توں قائم ہے۔ آتما کی ایکتا اور اچل سوبھاؤ کو انوبھو کر کے شانتی کے اتھاہ سمندر میں ڈبکی مار اور مست الست ہو جا۔

۳۔ رسی میں سانپ کی طرح پرگٹ ہونے پر یہ جگت ہوتے ہوئے بھی تجھ میں نہیں ہے۔ ایسے ہی تو لے ہو جا۔

(شرح) جس طرح رسی میں سانپ دکھائی دیتا ہے وہ محض ابھاس ماتر ہے درحقیقت وہاں سانپ موجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ جگت بھی حقیقت سنا میں آبھاس ماتر یا عکس محض ہے تیرے شدھ سروپ میں تینوں کال ہوا ہی نہیں۔ یہی نشچے دھارن کر اور سروپ ابھیاس میں لے ہو جا۔

۴۔ آس نراستا سکھ دکھ جیون مرنیو میں سمان پورن ہوکر تو لے ہو جا۔

(شرح) اے راجہ! دکھ سکھ۔ امید ناامیدی اور زندگی و موت سب شریر اور انتہ کرن کے دھرم ہیں۔ اور آتما یا تی ہیں اور تھا تو آنے جانے والے ہیں۔ جس طرح ان کے دھرمی شریر وغیرہ نشور ہیں بتھیا ہیں اسی طرح یہ بھی کھشن بھنگر ہیں۔ یعنی لمحہ بہ لمحہ ناش ہونے والے ہیں۔ تیری ذات میں ان کو راہ نہیں اس لئے ان کی اصلیت کو سمجھ کر تو ان میں سمان چت سے بیوہار کر اور اپنے آپ میں پورن ہو کر قائم ہو۔ جزدی خودی کو مٹا کر تو الست ہو جا۔ اس شلوک میں "تتکشا" کا اپدیش دیا گیا ہے جو کہ ویدانت کے ادھکار پراپت کرنے والے چار سادھنوں میں سے ایک کھٹ سمپتی کا انگ ہے۔ اس کے معنی برداشت کے ہیں۔ اصطلاح میں دکھ سکھ۔ بھوک پیاس۔ مان اپمان۔ گرمی سردی وغیرہ تمام دوندوں کو سمان چت سے برداشت کرنے کو کہتے ہیں جنہیں یہ سادھن حاصل ہے انہیں دنیا کی کوئی شے چلائمان اور پریشان نہیں کر سکتی۔

چھٹا ادھیائے

شنکہ کا جواب

۱۔ میں آکاش کے سمان اننت ہوں پراکرت جگت گھڑے کے سمان ہے۔ یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا۔ اسکو گرہن تیاگ اور لے کچھ بھی نہیں ہے۔

(شرح) آکاش کے سمبندھ میں دو شبد ویدانت گرنتھوں میں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ مہا آکاش اور گھٹ آکاش۔ وہ خلا جو محیط ہر جا ہے مہا آکاش کہلاتا ہے اور وہ جو صرف ایک گھڑے کے اندر موجود ہے وہ گھٹ آکاش کہلاتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ گھڑے کے اندر اور باہر خلا میں کسی قسم کا فرق نہیں اور نہ ہی ان کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تقسیم محض فرضی اور وہمی ہے جو انسان کے ذہن میں موجود ہے درحقیقت آکاش بعید اور وسیع شئے ہے جو گھڑے کے اندر باہر موجود ہے۔ راجہ کہتے ہیں۔ میں آکاش کے مانند لامحدود ہوں اور یہ سماں جگت گھڑے کی مانند ہے۔ گویا میں اس جگت کے اندر اور باہر یہی پورن ہوں یہی سچا گیان ہے۔ یہی جس نے اپنے آتما کو ایسا انوبھو کر لیا ہے اس کو گرہن تیاگ اور لے سے کیا کام۔

۲۔ میں بڑے سمندر کی طرح ہوں اور یہ پرپنچ لہروں کے سمان ہے یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا۔ اس کو گرہن تیاگ اور لے کچھ بھی نہیں ہے۔

(شرح) سمندر میں جس طرح انیک لہریں اٹھتی اور بیٹھتی جاتی ہیں۔ لہروں کی ہستی سمندر سے ہے اور سمندر کے اندر ہی ہے سمندر سے پیدا ہو کر اسی میں لین

ہو جاتی ہیں سمندر میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ وہ جوں کا توں قائم رہتا ہے اسی طرح راجہ کہتے ہیں کہ میں سمندر کی مانند ہوں سنسار پرپنچ اس میں لہروں کے سمان ہے جو ہر دم اتپن اور لے ہو رہا ہے لیکن میں اپنی ذات میں جوں کا توں قائم رہتا ہوں۔ یہی ست گیان ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا اس کو گرہن تیاگ اور لے سے کچھ مطلب نہیں۔

۳۔ میں سیپ کی طرح ہوں اور جگت کی کلپنا چاندی کے سمان ہے یہ گیان ہے جو ایسا ہو گیا اس کو گرہن تیاگ اور لے کچھ بھی نہیں۔

(شرح) جس طرح دریا کے کنارے ریت پر کہیں سیپ پڑی ہو اور چاند کی چاندنی میں کسی کو اس کی چمک دیکھ کر بھرم ہو جاوے کہ یہ چاندی ہے۔ گو وہ چاندی کلپنا ہی ہے حقیقی نہیں خیالی ہے لیکن بھرم کے دوران میں وہ نظر تو ضرور آ رہی ہے۔ اس چاندی کی پشت و پناہ سیپی ہے جو کہ جوں کی توں ہے اور چاندی میں تبدیل نہیں ہو گئی۔ راجہ کہتے ہیں میں سیپ کی مانند ہوں اور جگت اس میں چاندی کی کلپنا کے سمان ہے جب تک چت کلا کبھرتی ہے کلپنا موجود ہے۔ یہ دکھائی دیتا ہے لیکن میں جو اس سنکلپ کی پشت پناہ ہوں یا ادھشٹان ہوں غیر مبدل ہوں جو حاصل کر یا تبدیل ہو کر جگت نہیں بن جاتا۔ جس طرح دودھ سے دہی بن جاتا ہے۔ میں اپنے سروپ میں جوں کا توں قائم ہوں۔ یہی سمیک گیان ہے جس کو یہ حاصل ہو گیا اسے گرہن تیاگ اور لے کی کیا ضرورت باقی ہے

۴۔ میں ہی سب پرانیوں میں ہوں۔ اس سے جگت مجھ میں ہی ہے۔ یہ گیان جو ایسا ہو گیا ہے تو گرہن تیاگ ادر لے کچھ نہیں ہے
(شرح) پران ایک حیوانی طاقت ہے جو دانش نہیں رکھتی لیکن اپنے آپ مشین کی طرح کام کرتی رہتی ہے چیتن آتما سے اس کی پیدائش کہی گئی ہے
دراصل چیتن کی چیتنا کا نام ہی پران اور حرکت ہی اس کا نشان ہے اسلئے
چیتن پرانوں کا پران ہے۔ لہٰذا راجہ کہتے ہیں۔ پرانی ماتر میں جو چیتنا ہے
وہ میں ہی ہوں۔ تمام بھوت ماتر میں میں محیط ہوں اس لئے تمام برہمنڈ
مجھ میں ہے۔ یہی سچا گیان ہے جس نے ایسا جان لیا وہ مکت ہو گیا۔
اسے گرہن تیاگ ادر لے کچھ بھی شیش نہیں۔ اوم

———

نرسنگداس لو
مئی ۱۹۶۳ء

فہرست مضامین

"دوشبد"

شری اشٹاوکر گیتا حصہ اوّل آپ سجنوں کو بھینٹ ہوئے چھ ماہ ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں کچھ تعریفی خطوط موصول ہوئے اور کچھ اپیرداد بھی کچھ پریمی جنوں نے وعدہ پورا کرنے کی چیتاونی بھی دی۔ اور وہ بالکل ہمیں جانتا کہ کس بہکا کر نکتا پرکٹ کروں۔ ماتا پتا جس طرح اپنے بالک کے اودھ پن کو جان بوجھ کر دھیان میں نہیں لاتے اور اس سے پیار کرتے ہیں اسی طرح سنت جن اور سجن پُرش بھی میری اس ڈھٹائی کو نظر انداز کر کے جس ادبیت بھاد سے یہ تچھ سیوا ارپن کی جا رہی ہے اُسے سویکار کریں گے ایسی مجھے آشا ہے۔

اُپنشاد کر گینا کا دوسرا حصہ اب بھینٹ ہو رہا ہے اس میں ۱۷ ادھیائے کے حصے لے کر ۱۲ تک چھپ رہے ہیں۔ اگر ایشور کرپا ہوئی تو باقی کے ۴ ادھیائے یعنی ۱۸ سے ۲۱ تک تیسرے حصے میں چھاپے جاویں گے۔ آپ سنت کے پریمی اشیرواد دیں کہ یہ بُدھی آپ کی نشکام سیوا دوارا آپ کے آتم سروپ میں دھیان مگنا ہو جاوے۔

آپ کا نج سروپ

نرسنگ داس لو الہ آباد

۵ مارچ سنہ ۵۶ء

ساتواں ادھیائے

انوبھو پنچک

۱- مجھ گہرے سمندر میں جگت رُوپی جہاز ہوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر مارا پھرتا ہے۔ مجھے اس سے کوئی دُکھ نہیں۔

(شرح) راجہ جنک اپنے آتم سروپ کو ایک گہرے سمندر سے تشبیہہ دیتے ہیں اور جگت کو ایک جہاز سے جو کہ پرکرتی روپی ہوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر بھٹک رہا ہے۔ یعنی اُتپتی اور پرلے کو پراپت ہو رہا ہے جس طرح سمندر میں کسی جہاز کے بھٹکنے یا غرق ہو جانے سے کوئی بھید نہیں ہوتا۔ اسی طرح میرے سروپ میں کوئی ہلچل نہیں پڑتی جگت کے ہونے اور نہ ہونے سے مجھے کوئی دُکھ نہیں۔

۲- مجھ گہرے سمندر میں جگت روپی لہریں آپ ہی آپ پیدا ہوں یا نہ ہوں۔ مجھ میں ان سے کمی بیشی نہیں ہوتی۔

شرح) جس طرح سمندر میں لہریں پیدا ہوتی اور مٹتی رہتی ہیں لیکن سمندر جیوں کا تیوں ایک رس رہتا ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی اسی طرح مجھ آتم روپی سمندر میں جگت روپی لہریں سوتسدھ پیدا ہوں یا نہ ہوں میرے اندر کوئی کمی بیشی پیدا نہیں ہوتی میں جیوں کا تیوں رہتا ہوں

۳۔ آتما شریر کے بھاؤ میں نہیں ہے اور نہ شریر کا بھاؤ ہی اننت نرنجن آتما میں ہے۔ اس لئے میں اسنگ اور شانت ہوں۔ یہ میرا نشچے ہے۔

(شرح) کوئی انسان اپنی موجودہ ہستی سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ ہستی لفظی انکار بھی اُلٹا ہستی کا اقرار ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ہماری موجودہ ہستی خود بخود ثابت ہے۔ بقول بھگوت گیتا "ست کا کبھی ناش نہیں ہوتا اور است کا کبھی وجود نہیں ہوتا۔" ہماری موجودہ ہستی ہی ہماری گزشتہ اور مستقبل زندگی کی کافی دلیل ہے کیونکہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا ہے اور ہم چونکہ اس وقت ہیں نیست سے پیدا نہیں ہو سکتے بلکہ پہلے (اس شریر سے پہلے) ہست تھے اور بعد (اس شریر کے) ہست ہوں گے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ہماری ہستی شریر کی ہستی پر منحصر نہیں اور نہ ہی جسم کی رنگی ہمالے شدہ نرمل سوپ میں کہیں ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے میں (راجہ کہتے ہیں) اسنگ۔ لاتعلق اور شانت ہوں۔ ایسا میرا یقین ہو رہا ہے۔

۴۔ ابرہمّہ پیّنت یا ترہوں۔ جگت اندرجال کے سمان ہے۔ اس لئے گرہن اور تیاگ کی مجھ میں کلپنا کب ہو سکتی ہے۔

(شرح) اہم۔ آنند میں ہی علم ہوں اور جگت جادوگر کی بساط کی طرح ہے غیر حقیقی ہے۔ اپنی کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ چونکہ میرے مقابلہ میں جگت کی کوئی ہستی نہیں اسلئے میرے اندر گرہن اور تیاگ کی کلپنا کی گنجائش ہی نہیں

آٹھواں ادھیائے

بندھ موکش ورنن

۱- اے شسشیہ! جب تک من کچھ چاہتا ہے سوچتا ہے تیاگتا ہے گرہن کرتا ہے کسی میں پرسن اور کسی میں اپرسن ہوتا ہے۔ تب تک بندھ ہے۔

(شرح) رشی نے صاف الفاظ میں بندھن کا سروپ ورنن کر دیا ہے۔ مہابھارت میں انسان کے مکتی اور بندھن کا کارن من ہی بتلایا گیا ہے۔ یہاں من کی اس حالت کو جس میں انسان بندھن میں رہتا ہے بتلایا ہے۔ الفاظ صاف ہیں۔ من میں جب تک غیریت ہے اپورنتا ہے۔ خواہش ہے۔ انفرادی طور پر سوچتا ہے۔ گرہن اور تیاگ بدھی رکھتا ہے۔ راگ اور دویش سے ہرش اور شوک کو پراپت ہوتا ہے تب تک بندھن میں ہے۔ الغرض من کی سکڑی ہوئی حالت چھوٹائی یا جزویت ہی بندھن ہے۔

۲- جب من کچھ نہیں چاہتا۔ نہ سوچتا ہے نہ تیاگتا ہے نہ گرہن کرتا ہے۔ نہ پرسن ہے نہ اپرسن۔ تب ہی موکش ہے۔

(شرح) مطلب صاف ہے۔ من میں جو ...

کچھ خواہش نہیں کرتا۔ جزویت سے گزر کر اس قدر محوِ کُلیت ہو جاتا ہے کہ پھر تمام کاروبار قدرتی طور پر سرانجام پانے لگتے ہیں۔ خودی کو مدِ نظر رکھ کر سوچنا بند کر دیتا ہے۔ گو سن تیاگ بدھی کا آشرہ نہیں کرتا راگ دویش اور ہرش اور شوک سے بہت اُوپر اُٹھ جاتا ہے۔ جلوہ ذاتی میں عین عین ہو لطف اندوز ہوتا ہے۔ تبھی موکش ہے۔

۳۔ جب تک من کسی وشئے میں آسکت ہے تب تک بندھ ہے۔ جب سب وشیوں سے درکت ہو۔ تب موکش ہے۔

(شرح) جب من کسی شئے میں راگ کر کے پھنس جاتا ہے اس کا غلام ہو جاتا ہے تب تک بندھن میں ہے۔ جب وشئے پدارتھ اسکے لئے پھنساوٹ کا باعث نہیں ہوتے بلکہ یہ ان کو مناسبت سے مالک بن کر بھوگتا ہے۔ غلام نہیں بنتا تبھی موکش ہوتا ہے۔ تھوڑے لفظوں میں "آسکتی بندھن ہے۔ نرا سکتی موکش ہے۔"

۴۔ جب "میں" نہیں تب موکش ہے۔ جب "میں" ہے تب بندھ ہے۔ ایسا سمجھ کر اُداسین بن جا۔ نہ کچھ تیاگ کر نہ گرہن کر۔

(شرح) "میں" سے مراد اہنکار یا خودی کے ہوتے ہیں۔ یہ اہنکار دو قسم کا ہے۔ ایک شدھ اہنکار دوسرا ملین اہنکار۔ میں بذاتِ خود خراب نہیں۔ بلکہ اس کا استعمال خراب نتیجہ دیتا ہے جس وقت میں سے مراد

ایک خاص شخصیت معہ اسم و جسم سے ہوتی ہے۔ اس وقت "ملین اہنکار" ہو جاتا ہے۔ غیریت پیدا کرنا دکھ کا کارن ہوتا ہے لیکن یہی میں جب وقت شدھ آتما سے وابستہ ہوتی ہے یعنی وسیع معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ میں آتما ہوں۔ میں برہم ہوں۔ تو "شدھ اہنکار" کہا جاتا ہے۔ اس اہنکار سے کہیں نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اہنکار ہی آنند کا چشمہ ہے۔ اسلئے جب تک خودی "میں" موجود ہے ملین اہنکار کا من و جسم پر قبضہ ہے تب تک بندھن ہے اور جس وقت یہ جھوٹی میں کم ہوئی اُسی وقت موکش ہے۔ اس گیان سے واگ دولش سے رہت ہو کر آزاد ہو جا۔ کرتاپن کے ابھمان سے مکت ہو کر نہ کچھ گرہن کر اور نہ کچھ تیاگ کر۔

نواں ادھیائے

نروید اشٹک

ا۔ کرت اکرت دکھ سکھ وغیرہ جھگڑے کب کسی کے تمام ہوئے۔ ایسا سمجھ کر ان میں گرہن اور تیاگ کو فضول سمجھے۔

(شرح) جب تک انسان نابالغ ہوتا ہے تو کسی اتالیق یا گارڈین کی سربراہی میں اپنے تمام کام سرانجام دیتا ہے۔ لیکن جب بالغ ہو جاتا ہے تو کسی سربراہ کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ بلکہ اپنی نیکی و بدی خود جانتا ہے اور اپنی عقل سلیم کے مطابق آچرن کرتا ہے۔ ہو بہو اسی طرح شاستر انسان

پر جن میں ابھی روحانی پیدائش ابھی مکمل نہیں ہوئی یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ اپنے کام دھرم شاستر کے احکام کی روشنی میں سرانجام دیں جس وقت وہ بالغ ہو جاویں گے اس وقت دھرم شاستر کا ڈنڈا ان کے سر سے ہٹ جائے گا۔ اس لئے رشی جی فرماتے ہیں۔ یہ کرم کرنے یوگیہ ہے اور یہ کرنے یوگیہ نہیں ہے۔ یہ دُکھ کا کارن ہے اور یہ سکھ کا۔ اس قسم کے جھگڑے آج تک کسی کے ختم نہیں ہوئے۔ یہ ایسے ہی ناتمام رہتے ہیں۔ ان کو ایسا ہی ناتمام جان کر گیانی گرہن دنیا گ کو بے معنی خیال کرے اور جو کچھ سوبھاوک آپ بہت ہو اس میں اپنی بدھی انوسار برتے کیونکہ اب وہ گیان حاصل کر لینے پہ بالغ ہو گیا ہے۔

۷۔ برلا ہی کسی دھنیہ پُرش نے جگت کی دشا دیکھ کر جینے کی چاہ وشیوں کی واسنا اور پنڈت ہونے کی ابھلاشا سے فرصت پائی ہے۔

(شرح) لاتعداد زندہ انسانوں میں سے بہت تھوڑے انسان ہوتے ہیں۔ جن کو اپنی موجودہ زندگی سے سیری حاصل ہو کر نفرت ہو جاتی ہے عام لوگ حیوانی خواہشات پورا کرنے کھانے پینے سونے اور نسلیں پیدا کر کے مر جانے سے زائد کوئی کام نہ سوچ سکتے ہیں نہ کرتے ہیں۔ ایسے تھوڑے سے انسانوں میں چند ایک کے دل میں ویراگ کی ورتی صحیح راستہ تلاش کر لاتی ہے اور ان کے دل میں سوال پیدا ہوتے ہیں۔ یہ جگت کیا ہے۔ ایشور کیا ہے۔ میں کون ہوں۔ ان کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے؟ ان

سوالات کے اٹھتے ہی اس کا من جو دنیا کی آگ سے تقریباً دگدھ ہوا ہوتا ہے معمولی سطح زمین سے اوپر اٹھنے لگتا ہے اور کسی طرح کے جواب وہ اپنے سوالوں کے تجویز کرتا ہے۔ جوں جوں ان سوالات کی گہرائی میں غوطہ زن ہوتا ہے توں توں اس کی حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ جس شئے کو لوگ غیر حاضر اور غائب کہتے تھے وہ حاضر ناظر اور موجود ہے اور جو سب کے لئے ٹھوس حاضر ناظر ہے وہ دنیا اسے گدھے کے سینگ کی طرح کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ جوں جوں یہ انکشاف اس کے اندر دڑھ ہوتا ہے اس کا منو ناش ہو کر واسنا کھشے ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اسے اس شریر سے زندہ رہنے کی لالسا بھی نہیں رہتی۔ اب پنڈت بن کر لوگوں کی تعریف کی بھیک نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی پیشوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ بلکہ شہنشاہ کی حیثیت سے اپنے سروپ کے تخت پر براجمان ہوتا ہے لیکن رشی اشٹاوکر کہتے ہیں۔ ایسا پُرش کوئی ورلا ہوتا ہے۔ اسی کو نمسکار ہے۔ وہ دھنیہ پُرش ہے۔

۲۔ یہ جگت سب انتیہ اور تین تاپ سے دُوشت اسار اور نندت ہے۔ ایسا نشچے کرنے سے شانتی ہوتی ہے۔

(شرح) یہ جگت تبدیل ہونے والا ہوتے ہو ئے انتیہ (عارضی) ہے تین قسم کے دُکھوں سے بھرا ہوا ہے تین قسم کے تاپ ادھیاتمک ادھی دیوک۔ ادھی بھوتک ہیں سو دکھ غم وغیرہ ادھیاتمک کہلاتے ہیں۔ آندھی بارش، وبا، بھونچال سے ہونے والے ادھی دیوک اور شیر، ناگ۔ چور سانپ

دشمن سے ہونے والے ادھی بھوتک کہلاتے ہیں جس طرح پیاز کو چھلکا بعد چھلکا اتارنے سے کوئی سار یعنی ٹھوس چیز نہیں نکلتی۔ یا کیلے کے تھمبے سے سوائے پتوں کے کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح جگت کو جانچ پڑتال کرنے سے سوائے کلپنا۔ فرضی خیال کے کچھ نہیں نکلتا۔ اس لئے یہ اسار ہے سار سے رہت ہے اس لئے نندا کرنے کے یوگیہ ہے۔ شاستر اور مہاتما اس کی نندا کرتے ہیں۔ ایسا یقین کرنے سے موہ نشٹ ہوتا ہے اور موہ کے ناش سے شانتی کی پراپتی ہوتی ہے۔

۷۔ وہ کون سمے ہے جس میں پرانیوں کو جھگڑے سے فرصت ہے۔ اُن کو تیاگ کر گیانی سدھی پاتا ہے۔

(شرح) جیو دنیا داری کے جھگڑوں میں اس قدر محو ہو رہے ہیں کہ جنم سے مرن تک ان کو اس اُلجھن سے ذرا بھی فرصت نہیں ہوتی ہزار دیا کھیلا دو۔ ہزار کہانیاں سناؤ۔ لالچ دو وہ ایسے بندھنوں میں اُلجھے رہتے ہیں کہ بس توبہ ہی بھلی۔ نارد جی کی وہ کہانی یاد کرلیں۔ جس میں وہ ایک جگہ کو ہر دفعہ ہی نارائن کے پاس درشنوں کے لئے جانے کو کہتے اور بھگت ہر بار کوئی نہ کوئی کام کہہ کر انہیں ٹال دیتا۔ آخر وہ مر گیا اور مر کر بھی کُتا ہو کر اسی کے گھر میں پڑا رہا۔ یہ حالت عام دنیا داروں کی ہے۔ یا کہتے ہیں مدنچ اندر ایک بار خواب میں سؤر بن گئے اور دیکھتے ہیں کہ ایک سؤرنی بھی ان کے ساتھ ہے اور بہت سے بال بچے ہیں بڑے مزے سے لوٹتے ہیں۔ دیوتاؤں نے اپنے راجہ کی یہ دشا دیکھ کر اُن کو کسی طرح اس حالت سے جگانا چاہا

تو آپ کہتے ہیں میں یہاں ہی خوش ہوں - علے ہذا القیاس لیکن گیانوان اس قسم کے دنیاداروں سے کنارہ کش رہ کر اپنی روحانی پیدائش کو مکمل کرتا ہے اور سِدّھی حاصل کرتا ہے -

۵ - نانا مت کے مہرشی سادھو یوگی کو دیکھ کر اور ورکت ہو کر کون منش شانتی نہیں پاتا -

(شرح) تمام مختلف قسموں کے مت متانتروں سے گیاتا رعالم) سادھن سمپن گیانوان کو دیکھ کر درشن کر کے اور چت سے وشئے واسناؤں کو دُور کئے ہوئے وہ کون منش ہے جسے شانتی حاصل نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہے کہ ہر شانتی کے متلاشی کو ویراسنک اور ورکت چت ہونا چاہیئے - پھر پورن گیانوان سادھن کئے ہوئے تمام خیالات کا جاننے والا جو سدگورو ہے اس کے پاس جانا چاہیئے - اُن کے اُپدیش اور درشن وغیرہ سے ضرور شانتی پراپت ہوگی -

۶ - ورکتنا سمتا یکتی سے آتما کو سمجھ کر گیانی جس کا اب کوئی گورو نہیں سنسار ساگر سے پار اترتا ہے -

(شرح) جس پُرش نے چت کو وشئے واسناؤں سے صاف کر کے اور ابھیاسا کے ذریعہ سے سمتا یا سمبُدّھی کو حاصل کر کے اور شُدھ منی سے ہر پرکار کی یکتیوں سے آتما کو یعنی اپنے آتم سروپ کو نشچے کر لیتا ہے وہ

گیا ندان جو گورو شنشیہ کے بھیا سے بھی پرے ہو گیا اس سفینے روپی منو کلپت جگت سے پار ہو جاتا ہے۔ اس کی حالت بقول بھگوت گیتا "نہ کانکشی نہ سوچتی"، نہ کانکشا کرتا ہے نہ سوچتا ہے"۔

۷۔ بھوت اور ان کے وکار کو بھوت ہی جان۔ اسی وقت تو بندھ سے چھوٹ کر آتما میں سقتی پا دے گی۔

(شرح) جس طرح مٹی کے برتن مٹی۔ لوہے کے اوزار لوہا اور سونے کے زیور سونا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پنچ تتوں سے پرگٹ ہونے والی سرشٹی بھوت ماتر ہی ہے۔ کارن اور کاریہ میں بھید نہیں ہوتا۔ کارن ہی کاریہ روپ ہو کر پرگٹ ہوتا ہے۔ بھید محض نام اور روپوں میں ہوتا ہے۔ جس طرح مٹی کے بنے برتنوں کے نام اور روپ مختلف ہوتے ہوئے بھی تمام برتن مٹی ہی ہیں۔ اسی طرح جگت کے تمام پدارتھ خواہ کتنے ہی مختلف نام اور روپ والے ہوں وہ بھوت محض ہیں۔ اس راز کو انو بھو کرنے ہی تجھے اپنے آتم سروپ میں قیام حاصل ہوگا۔

۸۔ واسنا ہی جگت ہے اس لئے اس کو تیاگ دے اسی واسنا کے تیاگ سے جگت کا تیاگ ہوگا۔ اسی تیاگ کے پیچھے پراربدھ الوسار ہو گا۔

(شرح) ویدانت کیوں غلط سمجھا جاتا ہے؟ صرف اسی واسطے کہ

اس لئے پری بھاشا (اصطلاحی) الفاظ خاص جگہ اپنے خاص معنی لئے ہوئے مستعمل ہوتے ہیں۔ اس لئے جگیاسو کو بڑا محتاط رہنا چاہیئے۔ شاستر اور مہاتما اس فلاسفی کو صرف خاص قسم کے اعلےٰ متلاشیوں کیلئے مخصوص بیان کرتے ہیں اور ادھیکار پراپت کرنے کے لئے کئی قسم کے شغل تجویز کرتے ہیں۔ اس اشلوک میں لفظ جگت سے مراد جیو جگت ہے سرشٹی دو قسم کی ہے ایک ایشور سرشٹی۔ دوسری جیو سرشٹی۔ یعنی اور مادی دنیا جو سامنے نظر آتی ہے۔ جس کا ہر ایک کام کسی معقول نظام کی شہادت دیتا ہے۔ ایشور سرشٹی ہے اسے ایشور کا آدی سنکلپ یا علت اولےٰ کہتے ہیں۔ اسی ایشور سرشٹی میں انسانی خیال کے مطابق ہم ایک اپنی نئی دنیا پیدا کرتے ہیں۔ جس میں تمام اشیا کے نام اور روپ مقرر کرتے ہیں۔ اُن کے رشتے قائم کرتے ہیں۔ آپس کے کاروبار فرض کرتے ہیں کسی کو دوست کسی کو دشمن۔ کسی کو اپنا کسی کو بیگانہ۔ کا اپنا کہتے ہیں۔ ایشور سرشٹی کی عورت کو کہیں ماں کہیں بیوی کہیں لڑکی۔ بہو۔ چاچی۔ نانی وغیرہ ناموں اور رشتوں میں فرض کیا جاتا ہے۔ یہ سب جیو سرشٹی ہے اسی کو سادی سنکلپ یا علت ثانی کہتے ہیں۔ گویا جیو سرشٹی ایشور کے سنکلپ پر جیو کے سنکلپ کی دوسری تہ ہے اور یہ تہ خیال اور خواہش سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جیسے جیسے انسان خواہشیں اٹھاتا ہے۔ ویسے ویسے خیال کرتا ہے اور خیالات کے مطابق اس کی سرشٹی بنتی بگڑتی اور بدلتی رہتی ہے۔ اسی لئے ہر شخص کی اپنی سرشٹی ہے اور وہ بھی ہر لمحہ بدلتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ نفسوں میں بیان آتا ہے کہ ہر لمحہ انیک سرشٹیاں پیدا اور لین ہوتی ہیں۔

رشی اشٹاوکر کہتے ہیں کہ خواہش ہی جگت ہے۔ اسی خواہش کا تیاگ کر دے۔ جیو بھاؤ سے پیدا کی ہوئی خواہشیں ہی جیو جگت بناتی ہیں۔ میں ایک جسم ماتر ہوں۔ یہی جیو بھاؤ ہے۔ سب جسم میرے ہیں۔ سب میں سب کچھ میں ہوں۔ یہ برہم بھاؤ ہے۔ اس بھاؤ سے خواہش کرنا جیو جگت نہیں بناتا بلکہ ایشور جگت کا سہایک ہوتا ہے۔ اس لئے خواہش کے تیاگ سے مراد جیوپن کی خواہشات کا تیاگ ہے۔ اس قسم کے واسنا تیاگ سے جگت کا تیاگ ہوگا۔ کیونکہ جیو جگت ہی انسانی دکھوں کا کارن ہے اور دکھ سے ہر کوئی نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے خواہش کے تیاگ سے جگت کا تیاگ ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس (جگت تیاگ) کے بعد شریر کی کریا پرالبدھ انوسار ہوگی۔ سوتنتر سدھ اور سوبھاوک ہوگی۔ شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان سری کرشن یوں فرماتے ہیں "جو انینہ نشٹھ لوگ میرا چنتن کرتے ہوئے پورا پورا اپاستے ہیں۔ اُن نت یکت پرشوں کا یوگ کھیشم میں اٹھاتا ہوں"۔ (۹-۲۲) جیوپن کو دور کر کے جیو جگت کا تیاگ کر کے خواہشات کو "سرو بھوت ہتے رتا" کے مطابق سدھار کر کے ایشور جگت کا صحیح معنوں میں انگ ہو کر اس میں بسنے لگتا ہے وہ کھاتا ہے پیتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لیتا دیتا ہے۔ سوتا جاگتا ہے لیکن شریر بدھی سے نہیں۔ بلکہ آتم بدھی سے سنسار کے بھلے کے لئے۔ اس کے کرموں کا مرکز وہ آپ نہیں بلکہ تمام دنیا ہوتا ہے۔ سیوا اس کا انتم لکش اور آدرش ہو جاتا ہے مگر اس کے شریر کا کیا ہوتا ہے۔ وہ ساری دنیا کا فکر کرتا ہے ساری دنیا اس کے جسم کا فکر کرتی ہے۔ جگت ہی یقیناً ہری ہے اور ہری ہی جگت ہے۔ اس کے

مطابق جو ہری روپی جگت کی سیوا میں اننیہ بھاو سے جڑ جاتا ہے۔ جگت روپ ہری بھی ایسے مہا پرش کا یوگ کھشیم اپنے سر لیتے ہیں۔ اس طرح اس کی کریا سو بھاوک ہوتی ہیں۔

دسواں ادھیائے

اُپشم اشٹک

۔ اکام کی چاہنا کو شتر و۔ ارتھ کو انرتھ جان۔ سکام کرم اور ان کے کارن دھرم کو چھوڑ کر ان کا نرادر کر۔۔۔

(شرح) جس طرح ہندو دھرم نے مانوجاتی (یعنی نوع انسان) کی چار ورنوں برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر میں انسانی زندگی کو چار آشرموں برہمچریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس میں تقسیم کیا ہے اسی طرح دُنیا کے تمام پدارتھوں کی تقسیم چار حصوں میں کی گئی ہے چار پدارتھ یہ ہیں۔ دھرم ارتھ۔ کام اور موکش۔ دھرم سے مراد کرم کانڈ یعنی شریعت ہے۔ ارتھ سے مراد دھن سمپتی کا کمانا۔ کام سے مراد سنتان اتپتی اور موکش سے مراد آزادی از ذہن دُنیا ہے۔ برہم جگیاسو کو اس لئے رشی یوں ہدایت کرتے ہیں کہ شانتی کی پراپتی کیلئے کام کی چاہ کو اس طرح تیاگ دینا چاہیئے جس طرح شترو کو دُور سے دیکھ کر ہی تیاگ دیا جاتا ہے۔ دھن سمپتی (ارتھ) کو انرتھ (دُکھ یا ظلم) سمجھ کر چھوڑ دینا

چاہیئے۔ کامنا سہت کرموں کو معہ اُن کے کارن یا شریعت کے تیاگ دینا چاہیئے۔ یہی نہیں بلکہ ان کا دل سے نرادر کرنا چاہیئے۔

۲۔ منتر۔ پرتھوی۔ دربیہ۔ گھر۔ استری وغیرہ سامان کو سوپن اور اندرجال کے سمان دیکھ۔ یہ تین یا پانچ دن کے ہیں۔

(شرح) جیو سرشٹی کے تمام سامان مثلاً متر۔ پرتھوی۔ دھن۔ دولت گھر۔ مکان۔ استری وغیرہ کو سوپن ماتر یا محض ایک خواب سمجھو یا جادوگر کا پسارا جانو۔ کیونکہ یہ عارضی اشیا ہیں۔ ان کا انحصار ہمارے خیال پر ہے جب تک ہمارا خیال ایک رس قائم ہے۔ اُسی وقت تک یہ سامان ہمکو درپیش ہیں لیکن جوں ہی خیال بدلا ان سامانوں کا رشتہ بھی بدل جاتا ہے اور اس وقت دُکھ ہوتا ہے۔ چونکہ خیال ایک متزلزل شے ہے۔ بدلنے والا ہے۔ اس لئے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۳۔ جہاں جہاں ترشنا ہو وہیں جگت سمجھو پردڑھ ویراگ کا آسرا لے کر ترشنا رہت بن کر سکھی ہو۔

(شرح) پہلے بیان ہو چکا ہے کہ "خواہش ہی جگت ہے۔" اب اسی کے آدھار پر کہتے ہیں کہ جہاں جہاں ترشنا خواہش ہو وہاں ہی جگت جانو جب تک ہردے میں ترشنا ہے تب تک جگت موجود ہے۔ اس لئے ویراگیہ کا کلہاڑا لے کر ترشنا روپی درخت کو کاٹ ڈالو اور آنند کو پراپت ہو جاؤ۔

۴۔ ترشنا ماتر ہی بندھن ہے۔ اس کا مِٹ جانا ہی موکش
ہے شریر وغیرہ کی بے تعلقی سے ہی آتما کی پراپتی اور تسنشٹی
ہوتی ہے۔

(شرح) پچھلے شلوک میں ترشنا رہت ہونے کا اُپدیش کیا گیا ہے
اب اس میں کارن بتلایا ہے۔ کہتے ہیں انسان کو اگر کوئی شے باندھنے والی
ہے اس کو محدود۔ جزو۔ جیو بناتی ہے۔ وہ ترشنا ہی ہے اس لئے ترشنا کا دور
ہونا ہی خواہش اوستھا کا حاصل کرنا ہی مکتی ہے اور مکتی پرم سکھ ہے خود مکت
اوستھا اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم پورن روپ سے اپنے
شریر سے آزاد نہیں ہو جاتے۔ نرہنکار ہو کر اسنگ روپ میں قائم ہو کر ہی
آتم پراپتی روپی موکش اور آتم ترپتی روپی سکھ پراپت ہو سکتا ہے۔

۵۔ تُو شُدھ چیتن ماتر ہے اور سنسار جڑ اور اَست ہے۔
اَوِدیا کبھی کچھ نہیں پھر تجھے کس بات کے جاننے کی اِچھا ہے۔

(شرح) اے طالب تیرا سروپ شدھ چیتن۔ علم محض ہے اور سنسار
جڑ ظلمت محض ہے۔ اودیا کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ اس کے علاوہ اور کون سی
بات ہے جو جاننے کے لائق باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے اپنی ذات میں قائم
ہو کر خوشی مناؤ۔

۶۔ راج۔ لڑکے۔ استری بال۔ شریر اور سکھ

آسکت ہونے کے دشمن تیرے ہر ایک جنم میں نشٹ ہوتے رہتے ہیں

(شرح) چت دارتی ہیں ویراگ پیدا کرنے کے لئے اور موہ ناش کے واسطے رشتی پدارتھوں کے ناشوان ہونے میں دلیل دیتے ہیں کہ یہ تمام اشیاء باوجود تیری محبت کے تیرے ساتھ وفا نہیں کرتی ہیں ہر ایک جنم میں کئی بار نشٹ ہو جاتی ہیں اور تجھے ہاتھ ملتا چھوڑ دیتی ہیں اسی لئے ان سے محبت نہ کرو۔

۷۔ ارتھ کام سکرت کرم سے آسودہ ہو کر ان سے کبھی جگت کے کٹھن راہ میں من کو بسرام نہیں ملتا

(شرح) دھرم ارتھ۔ کام تینوں کی پراپتی سے بھی زندگی کے سفر میں من کو آنند کی پراپتی نہیں ہوتی بلکہ یہ من جوں کا توں دکھ کا ہی بھوگ دیکھتا ہے اس لئے ان تینوں کے بندھن سے آزاد ہو جاؤ اور سوبھاؤک کرم میں...

۸۔ شریر من اور وچن سے کتنے جنموں تک دکھ دینے والے کرم تو نے نہیں کئے؟ اب بھی ان کو تیاگ دے۔

(شرح) اے راجہ اس جنم تک بیشمار یونیوں میں تو من وانک اور شریر سے دکھ دائی کرم کرتا آیا ہے اور آواگون کے چکر میں پڑا ہوا ہے اگر موکش چاہتا ہے تو اب بھی ان کا تیاگ کر دے مکرم سے مراد کرم کانڈ روپی دھرم ہے۔

گیارھواں ادھیائے
گیان اشٹک

۱- بھاؤ ابھاؤ اور وکار سوبھاؤ سے ہوتے ہیں۔ ایسا نشچے کرنے والا نروکار گت کلیش ہو کر سکھ سے شانت ہوتا ہے

(تشریح) جگت کی گتی کا بھلی بھانتی وچار کر کے جب جگیاسو کو یہ نشچے یا یقین ہو جائے کہ دنیا میں "ثبات ایک تغیر کو ہے" – تبدیلی یہاں کا قانون ہے۔ ایک وقت میں ہونا اور رہ کے مٹ جانا پھر بدل جانا اس طلسم آباد میں قدرتی اور سوبھاوک ہے یا بقول گیتا جب جگیاسو قانونِ قدرت کے ساتھ اس قدر موافقت پیدا کرتا ہے اور سرب جگہ دیکھتا ہے کہ پرکرتی کے گن ہی گنوں میں برت رہے ہیں تب وہ ایسی وکاروان درشیہ کو دیکھتے ہوئے نروکار جس کے تمام دکھ کلیش دور ہو گئے ہوں سکھی اور شانت ہو جاتا ہے۔

۲- ایشور سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ دوسرا نہیں۔ ایسا نشچے وان واسنا رہت سادھو شانت ہے۔ کبھی بندھن میں نہیں آتا

(شرح) جس مہا پرش نے ایسا یقین بنا لیا ہے یا یہ انوبھو کر لیا ہے کہ ایک اعلےٰ ہستی سے ہی [illegible]

سمپیت ہے اور اسی میں لے ہو جائے گا۔ اب بھی اسی کے اندر ہے اس کے علاوہ اسمیں پرپنچ کا کوئی اور سہارا نہیں۔ وہی سادھن سمپن بے خواہش مہاتما تنانت چیت ہے اور سدا مکت ہے۔ وہ کسی فیہ میں نہیں آتا۔

۳۔ سکھ دکھ جنم مرن پراربدھ سے ہوتے ہیں۔ ایسا نشچے وان سادھو رشی نرا یاش کبھی لیپت نہیں ہوتا۔

(شرح) اگر کسی جگیاسو کو اتنی اعلیٰ نظر حاصل نہ ہو کہ وہ گنوں کو گنوں میں برتتا ہوا دیکھ سکے یا تمام درشیہ جگت کو ایک اعلیٰ نظام یا ہستی کے دائرے کے اندر ہی مشاہدہ کرے تو اس کو چاہیئے ایسا یقین بنا وے کہ شریر جو کہ پراربدھ کرموں کا رچا ہوا ہے۔ تمام دکھ سکھ جنم مرن وغیرہ پراربدھ کرموں کے وش ہی بھوگتا ہے اور ہم آنند نا، ابھوگتا اسنگ ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا ضرور نرلیپ رہتا ہے۔

۴۔ چنتا سے دکھ پیدا ہوتا ہے اور کسی کار سے نہیں۔ ایسا نشچے وان چنتا سے رہت ہو کر واسنا سے ورکت شانت اور سکھی ہوتا ہے۔

(شرح) جس انسان کو ایسا یقین ہو گیا ہے کہ چنتا چتا ہے دکھ کا کارن اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ جیسا کہ گیتا میں فرمایا ہے کہ وشئوں کے

چنتن سے اُن میں راگ پیدا ہوتا ہے۔ راگ سے دشے واسنا اور واسنا کرودھ، کرودھ سے سمرتی ناش اور سمرتی ناش سے بُدھی بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ جس سے منش کا سوئیم ناش ہو جاتا ہے ایسا یقین رکھنے والا ہی در حقیقت نشچنت اور بے خواہش ہو کر شانتی وان اور سُکھی ہو سکتا ہے دُوسرا نہیں۔

۵۔ میں شریر نہیں ہوں۔ شریر میرا نہیں۔ میں بودھ سروپ ہوں۔ ایسا نشچے وان کیول لیہ گیانی سمان کرت اکرت کرم سمرن نہیں کرتا۔

(شرح) روحانی پیدائش سے پہلے انسان عالم خواب میں ہوتا ہے اس حالت میں اس کی خوشیوں کا مرکز، اس کی تلاش کا سنٹر اور اس کی نظر اپنے آپ سے باہر کہیں دُور دوسری اشیاء میں ہوتے ہیں۔ گو وہ سنٹر بھی مختلف حالات میں بدلتے رہتے ہیں اور مختلف ناموں سے موسوم ہوتے ہیں۔ لیکن ہوتے سب وشیہ پدارتھ ہیں۔ بالآخر ان میں تمام تر تسلی نہ پا کر انسان ان تمام سے بغاوت کا علم بلند کر دیتا ہے۔ اس وقت انسان کی رُوحانی پیدائش شروع ہوتی ہے۔ اس کے دِل میں کیا اور کیوں کے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اب اس کی جستجو کا مرکز اس کا اپنا آپ ہوتا ہے۔ اپنی ہستی کا مطالعہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اُسے اپنا جسم دکھائی دیتا ہے۔ وہ پُوچھتا ہے میں کون ہوں؟ کیا یہ جسم میں ہوں؟ یہ سوال ہے جو اسے درپیش ہوتا ہے۔ ظاہری نظر میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ہستی اس جسم کے سوا

کچھ نہیں شکم مادر سے باہر آنے پر یہ پیدا ہوتا ہے اور مر جانے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن ذرا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام کائنات میں نہ کوئی شئے نیستی سے ہستی میں آتی ہے اور نہ ہستی سے نیستی میں جاتی ہے۔ اور اب سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی طاقت یا کوئی چیز فنا کو پراپت نہیں ہو سکتی۔ ہندو فلسفہ پہلے ہی وضاحت سے کہتا ہے کہ ہستی ہمیشہ ایک غیر متبدل شئے ہے۔ نام روپ بدلتے رہتے ہیں جیسے کوئی نٹوا سوانگ پر سوانگ اتارتا ہے۔ مختلف نام دھارن کرتا ہے لیکن اس کی بیوی جانتی ہے کہ وہ نٹ ہے۔ وہی ہے کبھی بدل نہیں جاتا۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی ہستی ابدی ہے۔ عارضی نہیں جسم کے ساتھ پیدا ہونے والی اور مر کر ختم ہونے والی نہیں۔ گویا جسم سے پہلے اور جسم کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ایسی ہستی جسم نہیں جسم سے بالاتر ہے۔ دیگر جسم بذات خود کوئی شئے نہیں مختلف عضاؤں کے مجموعہ کا نام جسم ہے۔ پھر وہ اعضا بھی کچھ نہیں وہ بھی ہڈی گوشت پوست لہو تل مُوتر وغیرہ کے مجموعہ کا نام ہیں۔ پھر ہڈی گوشت پوست لہو وغیرہ بھی کچھ نہیں۔ وہ پانچ بھوتوں کا ہی روپ انتر ہیں۔ اور بھوت آکاش روپ ہیں۔ آکاش سے اتپن ہوئے ہیں۔ آکاش خلا کو کہتے ہیں۔ اس لئے یہ شریر آکاش روپ ہوا۔ ان تمام تبدیلیوں میں غیر متبدل شئے انسانی ذات موجود ہے۔ کیونکہ ہر تبدیلی اپنے اندر ایک غیر متبدل ہستی کا اشارہ پہلے کرتی ہے۔ اس طرح ستا مانہ ہستی روپ ہماری ذات ہے۔ یہ جسم نہیں جسم محدود ہے۔ یہ دائم۔ قائم۔ لازوال لامحدود ہے۔ اس لئے رشی فرماتے ہیں آتم گیانوان کو یہ چاروں دارہ یہ انوبھو ہو گیا ہے کہ میں شریر نہیں نہ شریر میرا ہے

بلکہ میں عین علم ہستی سروپ ہوں۔ ایسا سم بُدھی رکھنے والا مکت ہو گیا جو کرم سو بھاؤ کے آپراپت ہو وے ان کو نِس کرم بُدھی سے کر دیتا ہے وہ کئے ہوئے اور نہ کئے کاموں کا سمرن نہیں کرتا۔ وہ جُزوی ارادہ اور ذہن کو کلی ارادہ اور ذہن میں اس قدر جذب کر دیتا ہے کہ اس کا ارادہ ہی کلی ارادہ ہوتا ہے۔

۱۱۔ "برہما سے لے کر تنکے تک میں ہی ہوں"۔ ایسے نشچے والا نرو کلپ شُدھ وشانت پراپت و اپراپت سے مُکت ہے۔

(تشریح) ایشا واسیہ اُپنشد کے پہلے منتر میں آتما کی سروویاپکتا اس طرح بیان کی تھی "ایشور آتما سب میں سب کچھ ہے اس دانائی سے آزاد ہو جاؤ"۔ جس طرح سونا زیوروں میں سب کچھ ہے۔ انگوٹھی، بالا و دُھر کی صرف سونا ہی ہے۔ صرافی نظر اُن کو سونا ہی دیکھتی اور جانتی ہے صرف بچان اُن کو انگوٹھی، بالا اور دُھر کی وغیرہ دیکھتے ہیں جس طرح لوہا اپنے تمام اوزاروں میں سب کچھ ہے۔ مٹی تمام برتنوں میں سب کچھ ہے اوپر نیچے اِدھر اُدھر دائیں بائیں سب مٹی ہے۔ سونا۔ لوہا اور مٹی کے علاوہ کوئی غیر شے ان میں نہیں۔ اسی طرح آتما یا چیتن ستا ... جگت کے تمام پدارتھوں میں سب میں سب کچھ ہے۔ جس طرح سونا۔ لوہا۔ مٹی۔ زیورات۔ اوزار اور برتنوں کا اُپادان (علت مادہ) ہے۔ اسی طرح آتما ان تمام نمودِ بیدار گوداری اور سارے جگت کا علت مادہ ہے۔ دیگر دُنیا کے تمام پدارتھ پانچ مادوں سے مل کر بنے ہیں۔ (۱) نام (۲) ارض (۳) ہستی (۴) بھاتی

(۵) پرے۔ مثلاً گھڑا۔ گھڑا نام "۔ گولائی۔ کالا پیلا وغیرہ۔ "روپ" گھڑا ہے یعنی ہستی رکھتا ہے۔" استی" وہ دکھائی دیتا ہے۔ انو بھو میں آ سکتا ہے۔ یا بھاسنا۔" بھاتی" اور اس کے استعمال سے جو آنند آتا ہے وہ "پرے"۔ اس طریقے سے تمام پدارتھوں میں استی بھاتی اور پرے تین جزو "سمان (برابر) ہیں اور نام روپ دو جزو مختلف بغور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ نام اور روپ کا انحصار خیال اور سنکلپ پر ہے۔ خیال لغزش پذیر ہے۔ اس لئے نام روپ خیالی بھی بدلتا رہتا ہے لیکن استی بھاتی۔ پرے تینوں غیر مبدل ہیں۔ نام روپ ایک طرح سے پدارتھ او ستو مانتر پر کلپے جاتے ہیں ورنہ پدارتھ کے ساتھ اُن کا کوئی تعلق نہیں پدارتھ تو درحقیقت استی بھاتی پرے یا پری بھاشا میں ست چت آنند آتما برہم ہی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام جگت الیشور آتما ہی ہے آتما ہی ہماری سب کی سچی خودی (اپنا آپ ہے) جس کے لئے لفظ "میں" کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اس قسم کے وچار اور ابھیاس سے جس مہا پرش کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ برہما (سرشٹی کرتا) سے لے کر تنکے تک سب میں ہوں" ارتھات سرور دپ ہم وہ سدا نروکلپ سنکلپ وکلپ سے رہت نش ۔۔ اور شانت رہتا ہے ہرش اور شوک سے رہت ہو جانے کے کارن پراپتی سے وہ خوش نہیں ہوتا اور اپراپتی سے ناراض نہیں ہوتا۔ اس کیلئے پراپت اپراپت" بے معنی لفظ" رہ جاتے ہیں جیسے اپنشد کہتی ہے کہ" لالچ مت کرو۔ غیر نہیں تو کس کا لالچ"۔ جب گیان دان سب میں سب کچھ ہو جاتا ہے تو اپنے سے غیر نہیں دیکھتا۔ جب غیر نہیں تو کس کی پراپتی اور کس کی اپراپتی۔ وہ اب

بنت تریت نشکام سروپ آنند میں مست بچرتا ہے

۷۔ دُکھ سمے پر ہوتے رہیں" ایسا نشچہ وان اُدار ریولی پر فتح پاتا ہے۔ کوئی چنتا نہیں کرتا۔

(شرح) بقول سوامی رام تیرتھ جی دُکھ اس وقت تک دُکھ نہیں جب تک ہم اپنی گھبراہٹ اور چڑھی ہوئی تیوری سے اُن کو دُکھ کا رُوپ نہیں دے دیتے۔ انسانی زندگی کی نشوونما میں دُکھ ایک ضروری شئے ہے۔ دُکھ ہی وہ کھاد ہے جو سکھ رُوپی پھول پیدا کر سکتی ہے جس طرح کمہار مٹی کے لوٹے بناتے وقت اندر سے اپنے ایک ہاتھ سے تھام رکھتا ہے اور باہر سے تھاپی کے ساتھ چوٹ پر چوٹ لگاتا ہے۔ حتیٰ کہ لوٹا تیار ہو جاتا ہے اسی طرح انسانی زندگی کے ارتقا میں سکھ اندر سے تھام رکھنے کا کام کرتے ہیں اور دُکھ باہر کی تھاپ ہے۔ اگر اسی درشٹی سے دیکھا جائے تو بھی دُکھ گیانوان کے لئے دُکھ روپ نہیں رہتے۔ وہ بے فکر رہتا ہے۔ دیکھو سکھ آتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ دُکھ آتے ہیں گزر جاتے ہیں۔ اسی طرح جس نے انوبھو کر لیا کہ "ایں ہم بگذرد" یہ بھی گزر جائے گا۔ وہ بھی جانتا ہے کہ وقت پر دُکھ آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ وہ چنتا سے رہت ہو کر اندریوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ منتریہ پراربدھ کرموں کا رچا ہوا ہے اور پراربدھ کرم ملے جلے اچھے اور بُرے ہوتے ہیں جس وقت اچھے کرم پھل دیتے ہیں سکھ ہوتا ہے اور بُرے کرموں کے پھل کے وقت دُکھ ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے اپنے وقت پر سکھ اور دُکھ آتے ہیں۔ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ گویا زندگی

کی زنجیر کی دُکھ اور سکھ رُوپی کڑیاں ہیں۔ ایسا جان کر گیانوان مہاتما اپنے
سوبھاؤ میں استھت رہتے ہیں۔ شریر کا ابھیمان تیاگ کر وہ تم لابھ سے سدا
پرسن چت رہتے ہیں اس طرح یتھا لابھ سنتشٹ رہنے والے مہاتما ہی
اندریوں پر فتح حاصل کرتے ہیں اور شوک اور موہ سے رہت ہو جاتے
ہیں دُوسرے نہیں۔

۸۔ انیک آشچریہ والا جگت کچھ بھی نہیں ایسا آشچریہ وان
وِواسنا رہت سادھو اسپھرتی ماتر سمجھ کر شانت ہو جاتا ہے...

تشریح، جگیاسا کے ہمیشہ تین پہلو ہوتے ہیں۔ ایشور کیا ہے؟ جگت
کیا ہے اور میں کون ہوں؟ گو تتو دیتا کی نظر میں تینوں سوال ایک ہی وستو
ماتر کے متعلق ہیں لیکن ابتدائی مبتدی کے لئے یہ تین سوال ہیں اور تینوں کا
حال مختلف زمانوں میں کامل پُرشوں نے اپنے باکمال مریدوں کی حسب لیاقت
علیحدہ علیحدہ ڈھنگ سے دیا ہے آجکل لوگوں کو اصطلاحی لفظوں کے
صحیح اور باموقع معنی یاد نہ رہنے کی وجہ سے اکثر غلط فہمی ہو جاتی ہے۔
جگت کے دونوں پہلو ایشور حقیقت اور حسبِ جگت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے
ذرا غور فرمائیں اور اسی دنیا کی کوئی شئے مثال کے طور پر لیں ہم کیا دیکھتے
ہیں۔ اس میں دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو وہ ہے جو کہ وستو ماتر ہے۔ جس کو ہم
دیکھ کر، سُن کر، چھو کر، سونگھ کر اس کی ہستی کا اعتراف کرتے ہیں۔ دُوسرا
حصہ اس کا وہ ہے جس کو ہم اسی طرح جس طرح ہمارے پوروج یا بزرگ
جو ہم سے پہلے یہاں موجود تھیں بیان کرتے ہیں ان کا نام رُوپ گن ایک شئے

ہے۔ وستو ماتر دوسری شے ہے۔ نام روپ اور گُن بدلتے رہتے ہیں لیکن
وستو ماتر ان تمام گنوں سے بالاتر ہونے کی حیثیت سے غیر معمولی ہے۔ نام
رُوپ اور گنوں کے مجموعہ کا نام جیو سرشٹی اور وستو ماتر کا نام ایشور سرشٹی
ہے۔ ایشور سرشٹی ایشور کا روپ ایشور سے بھِن نہیں اور جیو سرشٹی جیو کا
سروپ جیو سے بھِن نہیں۔ انسانی تخیل اور انسانی کلپنا تے وستو ماتر میں
ایک نام رُوپ کی کلپنا کی ہے ورنہ وستو جیوں کی تیوں ہے وہاں کام
کو دخل نہیں۔ سوائے برہم گیانی کے تمام لوگ جیو سرشٹی میں رہتے سہتے ہیں
صرف برہم گیانی ہی ایشور سرشٹی میں رہتا ہے۔ اس لئے جگیاسو کو یہ راز
کھلتا ہے کہ جیو سرشٹی جیو سے بھِن ہستی نہیں رکھتی۔ جیو کا ہی سروپ ہے
چونکہ جیو بے شمار ہیں محدود ہیں اس لئے جیو سرشٹیاں بھی بے شمار ہیں۔
اور محدود ہیں۔ دم بدم بدلتی رہتی ہیں۔ اگرچہ یہ روپ ہوتے ہوئے بھی
ناشوان اور کلپنا محض ہیں۔ ہم پد کی جستجو کرتے کرتے جب یہ یقین ہو جاتا
ہے کہ جیو بھی ایک کلپنا اور بھرم ہی ہے۔ تو پھر یہ بھی طور پر ثابت ہو جاتا ہے
کہ عجائبات اور نیرنگیوں سے بھرا ہوا جگت بھی بھرم ماتر اور اسَت ہے۔
کوئی حقیقی ہستی نہیں رکھتا۔ یوگ واششٹ میں اسی موضوع پر بڑی طول طویل
بحث کی گئی ہے اور منی شاردول مشری واششٹ جی کہتے ہیں کہ اے رام جی
یہ جگت تینوں کال ہوا ہی نہیں۔ برہم ستا اپنے آپ میں ستھت (قائم) ہے
اور پھر فرماتے ہیں کہ "چھڑنا ہی آتم ستا میں جگت روپ ہو بھاستا ہے آتم ستا
میں بھِن ماتر سے جگت اسی طرح پیدا ہوتے اور مٹ جاتے ہیں۔ جس طرح
ایک اتھاہ سمندر میں جل کی گمبھیرتا اور وایو کے ویگ سے ہزاروں لہریں
اٹھتی اور مٹ جاتی ہیں۔ جس طرح وہ لہریں سمندر سے اٹھ کر سمندر کے اندر

ہی رہتے ہوئے آخر سمندر رُوپ ہو جاتی ہیں جل میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی اس طرح آتم ستا سے یہ سنکلپ سرشٹی عالم مثالی (سوپن سنسار) کی طرح پیدا ہو کر اس میں رہ کر اسی کے اندر لے ہو جاتا ہے اس چیتنا (سنا) میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ جیوں کا تیوں قائم بذات خود ہے لہذا رشی فرماتے ہیں کہ اے راجہ جنک جس کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ باوجود انیک حیران کن وچتر لیلاؤں کے یہ جگت درحقیقت کچھ نہیں ہے۔ وہ اس کو سنکلپ ماتر اور پھرنا رُوپ جان کر پرم شانتی کو لابھ کرتا ہے۔

بارھواں ادھیائے

گیان اشٹک

اے پہلے میں شاریرک کرم نہ سہہ سکا پھر شبد کو۔ اس کے پیچھے چنتا کا سہن مشکل ہوا۔ مگر میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) اس ادھیائے میں راجہ اپنا انوبھو پرگٹ کرتے ہیں۔ شاستروں میں انتہ کرن کے تین دوش بتائے گئے ہیں اور تینوں کی نورتی کے لئے تین اُپائے (علاج) شاستر میں مقرر ہیں۔ تین دوش یہ ہیں۔ (۱) مل (۲) وکشیپ (۳) آورن۔ مل انتہ کرن کی وہ اوستھا ہے جس میں خودغرضانہ نفسانی خواہشات کا انسانی دل و دماغ پر غلبہ ہوتا ہے۔ انسان اندریوں کا غلام ہو کر بھوگ پدارتھوں کو ہی سب کچھ جانتا ہے

مَل کے لفظی معنی مَیل ہے لیکن اصطلاحی معنوں میں من یا انتہ کرن کی مندرجہ بالا
سکڑی ہوئی حالت سے مراد لینی چاہیئے۔ اس کا علاج شاستر نے نشکام کرم تجویز
کئے ہیں۔ کرم کرتے کرتے جب من صرف اپنے لئے نہیں سوچتا یا کام کرتا بلکہ اس کا
نقطۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔ صرف ایک اپنے جسم کے متعلق نہیں بلکہ دوسروں کی
بھلائی کی خاطر سوچتا اور کام کرتا ہے اس وقت مل دوش دور ہو جاتا ہے۔
وکشیپ انتہ کرن کی اُس چنچل حالت کا نام ہے جس میں انسان نے اپنا کوئی
منزلِ مقصود معلوم نہ کیا ہو۔ یا زندگی کا کوئی نشانہ مقرر نہ کیا ہو۔ سلاچار ہے کر دیا
کہ پدارتھوں کے اندر پھنس جانا کبھی کسی کی طرف کھنچ جانا اور کبھی کسی میں
گرفتار ہو جانا۔ لیکن تسلی نہ پاکر ہر وقت بے کلی کی حالت کا بنے رہنا ہی وکشیپ
ہے اس کا علاج شاستر میں اُپاسنا بتلایا گیا ہے۔ دنیا بھر کے مت متانتروں
نے آج تک جتنے سادھن اور شغل بتائے ہیں وہ تمام اُپاسنا کے اندر
آجاتے ہیں۔ مثلاً سمرن۔ بھجن اور دھیان۔ ذکر، فکر اور سلطان الاذکار (۲)
شرون منن اور ندھیاس (۳) تمام یوگ سادھن وغیرہ وغیرہ اُپاسنا ہیں
متلاشی کو اپنا ایک نشانہ یا دھیے وستو مقرر کرنی پڑتی ہے۔ باقی تمام دنیا کو
یا بالکل نفی کرنا ہوتا ہے یا اپنے ہی دھیے کا سروپ دیکھنا پڑتا ہے جس سے
چنچل من بہت سے مقاموں سے ہٹ کر ایک چیز پر ٹکنے کا عادی ہو جاتا ہے
اور بھٹکنا بند کر دیتا ہے۔ وکشیپ کا ناش ہو کر ایکاگرتا پراپت کرتا ہے۔
اس حالت میں کئی عجیب و غریب انکشافات ہوتے ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکہ کھا
جاتے ہیں اور انہی کو منزل جان کر ان میں غلطاں ہو جاتے ہیں جو کہ غلطی ہے،
آورن کے لفظی معنی پردہ کے ہیں۔ اصطلاح میں مراد گیان سے ہے
جس کی نشکتا یا ... کشیپ ... تی ... آورن ... نشکتی ... وکشیپ کا ... بیان

ہو چکا۔ آوَرن شکتی (قوت حجابیہ) اشیا کی اصلیت کو پردۂ راز میں رکھنے کا کام کرتی ہے۔ ڈھک دیتی ہے۔ اسی سے ہر ایک انسان کو ہستی کچھ اور کی اور یقین ہو رہی ہے۔ شاستر نے اس پردہ کو دور کرنے کیلئے گیان سادھن تجویز کیا ہے۔ انتہ کرن جب مَل اور وکشیپ سے رہت ہو جاتا ہے تب سرل (پوتر) جیون اور اونچے وچار نا۔ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالات کے مصداق پر پورا اترتا ہے۔ اُس وقت وہ زندگی کے صحیح معنی جاننے کی خواہش کرتا ہے اور اپنے ہم جنسوں اور دیگر ساری کائنات سے اپنا درست رشتہ سمجھنے لگ جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس معیار پر پورا اتارنے کی کوشش کرتا ہے جس پر مکمل انسان پورا اُتر سکے۔

مہاراج جنک مندرجہ بالا تمام منازل کو طے کر چکنے پر شنگو رشی اشٹاوکر کی کمالی شفقت سے گیان وان ہوئے ہیں۔ اپنا ذاتی انوبھو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے میں نشکام کرم کیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بھی میرے لئے ایک بوجھ ہو گئے۔ بچہ اب بڑے زور شور سے ا-ب رٹتا ہے۔ جب دوسری جماعت میں ترقی پاتا ہے اور وہاں کی کتابوں میں مگن ہوتا ہے تو پھر ا-ب کا لکشا وہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح راجہ سمرن بھجن میں جوں جوں محو ہوتا گیا اُس سے کرموں کا کرنا مشکل ہو گیا اور جوں جوں دھیان میں زیادہ جُڑتا گیا حتیٰ کہ یوگ آروڑھ ہو گیا تو پھر سمرن وغیرہ نہ ہو سکا۔ سمرن بند ہو گیا اور جس دھیے وستو کا خیال دُنیا میں خیالی تصویروں پر دھیان جماتا تھا اور چت ایکاگر کرنے کا ابھیاس کر رہا تھا۔ تب پورن ایکاگرتا پر اس کو اپنے اندر گرد اندر باہر ہر جا پورن حاضر ناظر روپ سے دیکھا۔ اور جوں جوں یہ انوبھوتی پختہ اور دڑھ ہوتی گئی سوِکلپ دھیان بھی مشکل ہو کر چھوٹ گیا تھی

کہ دھیان چھوٹ گیا۔ نیز کلپ اور سمپرگیات سمادھی کی پراپتی ہو گئی لیکن ان تمام حالات کے باوجود راجہ جنک کہتے ہیں میں پرماتما جیسے کا تیسا ہوں جیوں کا تیوں ہوں قائم بذات خود ہوں۔

۷۔ یہ ابھیاس آدمی وکشیپ کی دشا میں سمادھی کے لئے ویوہار کرتا ہے۔ یہ نتیجہ دیکھ کہ میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) اوپر بیان ہو چکا ہے کہ وکشیپ دوش کو دور کرنے کے لئے اُپاسنا کا آسرہ لیا جاتا ہے اور اُپاسنا میں تمام یوگ سادھن شامل ہیں راجہ جنک فرماتے ہیں کہ اشٹانگ یوگ جس کی آخری منزل سمپرگیات سمادھی ہے قلبی انتشار یعنی انتہ کرن کے وکشیپ کو دور کرنے کی غرض سے ہی کیا جاتا ہے میرے نج سروپ میں اس سے کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ میں جوں کا توں دائم قائم نت مکت شدھ بدھ ہوں۔ اس میں مثال یوں لیجئے سمندر میں بلبلے اور لہریں ہوا کے زور سے بھلا ہی ہیولے ادھر ادھر بہتے پھریں ان سے سمندر کا کوئی تشبیہ زیاں نہیں ہو سکتا۔ پانی ہر حال میں پانی ہے یا سورج اپنی گرمی اور روشنی سے چمکا کرے یا بادل کے پیچھے آکر ہم کو نظر نہ آوے۔ سورج میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ وہ جیوں کا تیوں ہے۔ اسی طرح جن جگیاسوؤں کو ابھیاس دوارا یہ شکتی پراپت ہو گئی ہے کہ وہ اپنے من یا خیال کے شاہد بن سکیں یا ساکھشی روپ سے قائم ہو سکیں۔ وہ جانتے ہیں کہ من ہزار قسم کے اچھے بُرے تخیل کرتا ہے ادھر اُدھر بہت دوڑتا ہے لیکن ایک ساکھشی اس پر نگران ہے یہ بھانپ کر من ایک دوشیزہ کی مانند منہ چھپانے کا یتن کرتا ہے اور جلدی شانت ہو جاتا ہے

اس پر جگیاسُو اور گیان وان کو اکثر اپنے دل میں اکیلے ہی ہنسنے اور مسکراتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ من کا وکشیپ آتما پر اثر انداز نہیں بلکہ آتما میں نِشٹھا من کے وکشیپ کو دُور کرنے کا اثر رکھتی ہے۔ جگیاسُوؤں کو لازم ہے کہ ہر وقت ساکھشی پد پر براجمان رہیں۔

—— شلوک نمبر ۳ صفحہ ۸۷ پر ملاحظہ فرمائیے ——

۴۔ ہے دیو۔ تیاگ اور گرہن کرنے لائق وِشنو کے یوگ اور وِیوگ سے اور ایسے ہی سُکھ دُکھ کے ہونے سے میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) ہر انسان کو اپنے مذاق کے مطابق کچھ اشیا میں رغبت اور کچھ میں نفرت ہوتی ہے۔ اشیائے مرغوبہ کو وہ ہر وقت چاہتا رہتا ہے۔ وہ تمام اشیاء مطلوب کہلاتی ہیں اور باقی اشیاء سے بچنا چاہتا ہے اُن کو غیر مطلوب کہتے ہیں مطلوب شئے کا حصول باعثِ خوشی اور غیر مطلوب کا حصول باعثِ رنج ہوتا ہے۔ اس طرح مطلوب شئے کے نہ ملنے پر اور غیر مطلوب سے بچ جانے پر خوشی ہوتی ہے۔ یہ راحت و رنج درحقیقت انتہ کرن کی دو برتیوں کے نام ہیں۔ دریا کا پانی اپنی معمولی روانی سے بہتا چلا جاتا ہے جب تک راستے میں کوئی پتھر یا چٹان نہیں آجاتی۔ نہایت دھیمی اور مستانی چال سے چلتا ہوا دلفریب وادیاں بناتا جاتا ہے لیکن جہاں بھی کوئی پتھر یا کسی چٹان نے راستہ روکا تنگ ہو گئی۔ ایک شور پیدا ہوا۔ دھیمی اور مست چال کی جگہ اب گھبراہٹ نے لے لی۔ دلفریبیاں ساری گم ہو گئیں۔ سارا سین ڈراونا اور ہیبت ناک بن جاتا ہے۔ بعینہٖ انتہ کرن کا پرواہ جب تک اور جہاں تک بے روک ٹوک چلتا رہتا ہے سُکھ برتیت ہوتا ہے۔ یہ ایک برتی ہے جہاں کہیں رُکاوٹ ہوئی

دیہ ایک ناخوشگوار ہوس تھا بن جاتی جو دکھ لاتی۔ یہ دوسری بھوتی ہے۔ انتہ کرن میں بدتیوں کی حیثیت سمندر میں لہروں کی سی ہے۔ بدتیاں اُتپتی و نیستی رہتی ہیں آتم ستا جو کہ انتہ کرن سے بھن انتہ کرن کی ساکھشی روپ ہے وہ بدتیوں سے اور بھی دور ہے لہذا بدتیوں کے اٹھنے اور بیٹھنے سے آتما متاثر نہیں ہو سکتا وہ تو دستو ہونے سے کبھی تبدیلی نہیں پاتا۔ غیر متبدل ہے اس لئے راجہ جنک رشی اشٹاوکر جی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے بھگوان۔ قابل تیاگ (غیر مطلوب) اشیاء کے ملنے پر اور قابل اختیار (مطلوب) اشیاء کی جدائی پر ایسے ہی سمتی روپ جو کہ یا تھکتی پر تیت ہوتا ہے وہ تیرے سروپ میں بالکل ہے ہی نہیں ان کے ہونے ہوئے میں جیوں کا تیوں ہوں۔ آنند سروپ (سرور مطلق) ہوں۔

۵۔ آشرم اناشرم، دھیان اور چیت کے وشئے کا تیاگ ان سب سے کاپ دیکھ کر میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) آشرم چار ہیں۔ برہمچریہ، گرہست، بان پرست اور سنیاس۔ ان چاروں کے لئے فرائض اور فعل مقرر ہیں۔ درحقیقت یہ چاروں کرموں کے نام ہیں۔ حقیقی انسان پر فرض عائد کئے جاتے ہیں یہ ہی کلپنا مات ہیں جس طرح ہمارا نام ذات، قوم، نام سنکلپ محض ہے اسی طرح ہمارے نام کے ساتھ لگایا ہوا آشرم بھی ایک کلپنا ہے۔ یہ تمیز کہ فلاں آشرمی ہے اور فلاں اناشرمی بے فائدہ اور بے معنی ہے۔ چیت کا کام ہے چنتن کرنا۔ چنتن سے اس کی ہستی ہے جب چنتن سے ستا حاصل کرتا ہے چنتن کرتا رہتا ہے چیت کا چنتن تیاگ کر دینا بھی حقیقت کی رو سے بے معنی ہے کیونکہ چنتن سنکلپ کی طرح

سے چیت روپی کرن نکل کر باہر جیون کو روشن کرتی اور مستی ہے یہ ایک سوچا ہوا
عمل ہے۔ ان تمام باتوں کو ٹھیک ٹھیک جان کر میں اپنے سروپ میں جیوں کا تیوں قائم ہوں۔

۶۔ کرم کا گرہن اگیان سے ہے۔ اُس کا تیاگ کرنا گیان ہی ہے۔ اس بھید کو اچھی طرح کا سمجھ کر میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) کرم سے مراد کرم کانڈ یعنی شریعت ہے۔ کرم کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ذرا غور کرنا چاہیئے کہ کرم کیا ہے۔ اس کی تعریف کیا ہے حقیقت کے اندر یہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ کرم شبد کے معنی جو کچھ کیا جاوے۔ کسی کرم کے پورا عمل ہونے کے لئے کرتا کرت۔ کرن۔ کارن کا موجود ہونا لازمی امر ہے۔ ہم نے دیکھا ہے ایک بگلے کو مچھلیاں پکڑتے اور کھاتے دیکھا۔ یہاں مچھلیاں پکڑنا کرم ہے بگلا کرتا ہے بھوک کارن ہے۔ چونچ کرن ہے مچھلیاں پکڑنا کرت ہے۔ ظاہر بین نظر میں یہ ٹھیک کرم ہے۔ لیکن ذرا گیان درشٹی سے دیکھیں چند مثال کو اس طرح لیں۔ ایک تصویر ہے دریا کے کنارے پر بگلا بیٹھا ہے دریا سے مچھلیاں کودتی ہیں۔ بگلا جھپٹ کر جاتا ہے۔ اب اس تصویر میں کرم کیا ہے۔ کرتا کرن۔ کارن کون ہیں۔ کوتاہ اندیش بیشک بگلا کو کرتا وغیرہ کہیگا لیکن کوئی پوچھے کہ بھائی وہ کاغذ پر محض تصویر ہے مچھلیاں۔ دریا اور بگلا تینوں کا مخزن ایک کاغذ محض ہے۔ اس لئے یہاں کرم اور کھال کا کرتا پن۔

مثال کو ہم واقعات کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے تو ہم شناخت ایچ او امر ہے۔ ماتی دریا جسموں کا جھگڑا۔ بگلا پانچ تتوں کا جسم رکھتا ہے مچھلیاں اور کا جسم رکھتی ہیں پانچ تت سے ہی بگلا پانچ تت پرتھوی جل اگنی۔ وایو۔ آکاش

میں کھڑا ہو کر پانچ تت حرف مچھلی کو جو کہ پانچ تت جل پرتھوی وغیرہ میں بہتی ہے اپنے اندر جذب کر رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ۵ تت ۵ تتوں کو اپنے اندر لے کر رہے ہیں۔ اسی طرح کرتا۔ کرن۔ کارن کی تمام تفریق گم ہو جاتی ہے۔ کوئی کرم ثابت ہی نہیں ہوتا۔ پھر کرم کرنے کے لئے فاعل اور محدود اشیاء کی ضرورت ہے۔ اول یہاں وہ اشیاء ثابت نہیں ہوتی ہیں۔ دوم وہ ایک مقبول محدود ہے۔ لہٰذا کرم کرم نہیں رہ پاتا۔ بلکہ ایک سوبھاوک عمل ہو جاتا ہے جس پر لفظ کیوں اور کیا عاید نہیں ہوتا۔

شرعی اور کرم کانڈی جو کرم پر زور دیتے ہیں۔ کرم کرنا چاہیئے تو ایسے کرم کا کرنا اصلیت کے نہ جاننے کی وجہ سے ہے۔ عین اسی طرح اس کرم کا تیاگ (جیسا کہ اکثر گیانیوں کو چلاتے سنا گیا ہے) بھی حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کیا کرنا چاہیئے۔ سنیاسی کہتا ہے کرم کا تیاگ کر کے سنیاسی ہو جاؤ۔ شرعی کہتا ہے کرم کرو۔ میں کیا جواب دیتا ہوں سنو کہتے ہیں۔ جو کرم ہی موجود نہیں اس کے لئے کرنا اور نہ کرنا اس قسم کا کرتا پن کا بھاؤ ہی کیوں پیدا ہو۔ سورج سے روشنی کی طرح جو کچھ سوبھاوک طور سے ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اس بھید کو جان کر معلوم ہوتا ہے کہ میرا آتم سروپ ہی قانون ہے۔ کرم سے ذرا بھی کم و بیش نہیں ہوتا۔

۷۔ چنتا رہت (اچنتیہ) کو چنتا ہوا منش چنتا روپ کو پہنچنے لگتا ہے اس لئے ایسی بھاؤنا چھوڑ کر میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) یہ آتما جو گن ماتر سے الگ چیتنیہ ہے۔ اس کی چنتا نہیں

ہو سکتا۔ کیونکہ محدود من محدود شے کا خیال کر سکتا ہے جو چیز احاطۂ قیاس و فکر
میں آ سکتی ہے وہ ضرور محدود ہی ہے۔ لیکن آتم ستا محدود نہیں۔ وہ تو لامحدود
لامکان لازماں ہے اور شرتی بھی صاف کہتی ہے "جہاں سے من مع بانی کے
اس کو نہ پاکر لوٹ آتے ہیں"۔ جو سورج تمام دنیا کو روشن کرتا ہے اس کو
کون روشن کرے۔ چنتن سے رہت برہم ستا ہیں اگرچہ چنتن نہیں بنتا تاہم
اگیان انسان اس کا چنتن کرنے لگتے ہیں تو سوتہ سدھ اپنے ہی آتمک درشن
کو بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ لوگ کہہ گیا مثل برہم درشن کی ابھلاشا سے لوگ بیٹھے
ہوئے کسی چمتکار کے درشنیہ انوبھو کرتے ہیں اور انہی کو آتم گیتی جان کر ابھو
درشن بتلانے لگتے ہیں۔ دراصل وہ سب اُن کے من کے بنائے ہوئے سنکلپ
ماتر درشیہ ہوتے ہیں۔ کئی لوگوں کو سوپن کے متعلق باتیں کرتے دیکھا ہوگا۔
سوپن میں اُن کو آکاش بانی ہوتی ہے۔ بھگوان اُن کو اپدیش کرتے ہیں وغیرہ
وغیرہ۔ درحقیقت یہ تمام کھیل من کے ہوتے ہیں۔ لیکن اگیان جگیاسو ان کو
کوئی غیر قدرتی سوپر نیچرل یا پرکرتی پار کی باتیں تصور کر لیتا ہے۔ اس لئے
راجہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے برہم کا جو کہ دھیان کا وشے نہیں دھیان کرنا
چھوڑ دیا ہے لیکن میرا سروپ جیوں کا تیوں ادویت اور آنند سروپ ہے
جس میں دھیاتا۔ دھیان۔ دھیئے تینوں نہیں ہیں یا ایک سروپ ہیں۔

۸۔ جس نے ایسا کہا۔ وہ کرتارتھ ہوا۔ جو ایسی بھاونا والا
ہے اُس کا کرنا دھرنا آچرنیہ نہیں ہے۔

(شرح) ایسا سے اشارہ "میں جیسے کا تیسا ہوں" کی طرف ہے۔ راجہ

کہتے ہیں۔ جس نے اپنا سروپ پہچان لیا۔ "تم انوبھو کو ظاہر کرتا ہوا ایسا کہہ رہا ہے کہ میں جیسے کا تیسا ہوں وہ کرت کرتیہ ہو گیا۔ وہ آنند سے ہو گیا اس کا جینا سپھل ہے۔ یہ تو گیانی کے متعلق تھا۔ لیکن اگر جگیاسو ایسی بھاونا کرنے والا ہو جو ابھی ابھیاس کے ذریعہ "میں جیسے کا تیسا ہوں" درڑھ کر رہا ہے اس کے بھی کرت کرت ہونے میں کیا شک ہے۔ وہ بھی ضرور کرت کرت ہو جائیگا۔

تیرھواں ادھیائے

سُکھ پنچکم

۱۔ جو سُکھ (قرار) تیاگ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ لنگوٹی لگانے پر بھی دُرلبھ ہے اس لئے گرہن اور تیاگ دونوں کو تیاگ کر کے جیسے سُکھ ملے ویسے ہی رہتا ہوں۔

(شرح) ویدانت کے کئی دیگر پری بھاشا شبدوں کی طرح "تیاگ" شبد بھی گمبھیر معنی ہے اور خاص معنی والا ہے۔ اس کا استعمال بہت غلط ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے یوں سمجھ لینا چاہئیے کہ ستھول شریر بذات خود دیگر اوزار سے بہتر حیثیت نہیں رکھتا۔ سوکشم شریر کا آلہ کار ہے اس لئے صحیح معنوں میں ستھول شریر سے کیا ہوا کرم نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ ہم من سے کریں وہ کرم ہوتا ہے اسی طرح [illegible]

استھول جسم کے ساتھ نہیں۔ جب سے ہندوستان میں مذہب کو جسم سے جوڑ دیا گیا ہے اور یہ من سے نکل گیا ہے کئی قسم کی بُری رسمیں چھوت چھات۔ اُونچ نیچ بہت سے بھیس۔ مذہب کے نام پر دھوکا فریب وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔ اسی طرح تیاگ کا بھی من سے تعلق ہے جسم کے ساتھ اس کا کوئی علاقہ نہیں جسم کے ساتھ لگ کر یہ جُدا ہو گیا ہے۔ لوگ اس سے ڈرنے لگے ہیں اور دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ لہٰذا تیاگ من کی وہ برتی ہے جس میں نفسانی خواہشات اور دُنیاوی پدارتھوں کے لیئے کوئی کشش باقی نہیں ہوتی۔ یہ وہ حالت اطمینان ہے جس میں طبیعت مطمئن اور دل سیر ہو جاتا ہے جذبیت نام کو باقی نہیں رہتی۔ راگ اور دویش دونوں سے بڑھ کر ایک اُتم اوستھا ہے جس میں شانتی اور تسکین کا راج ہے۔ اسی لیئے رشی فرماتے ہیں۔ اے راجہ جو آنند اور شانتی مندرجہ بالا قسم کا تیاگ کرنے سے حاصل ہوتی ہے وہ لنگوٹی باندھ کر گھر بار چھوڑ کر جنگل میں بھاگ جانے سے نہیں ہو سکتی۔ لنگوٹی باندھ گھر سے بھاگ نکلنا مصنوعی تیاگ ہے ظاہری تماشا ہے۔ ضروری نہیں من میں بھی ویسا ہی تیاگ ہو یا بنا رہے۔ وکشیپ اور شانتی دونوں من میں رہتے ہیں اگر بھاگ کر جنگل چلا گیا تو بھی من وہاں بھی سنکلپ وکلپ سے تنگ کرے گا۔ اور اگر من شانت ہے۔ پیغمبر اعظم ہے تو گھر میں بیٹھے ہی شانتی ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھ کر گرہستی اور تیاگ برھمی کو ہی تیاگ دیا ہے اور جیسے سکھ میں آئے ویسے ہی رہتا ہوں۔ گویا ہمہ تن آنند میں مست رہتا ہوں۔

تیاگ کے صحیح معنی سمجھنے کے لیئے یوگ وششٹ میں راجہ شکھر دھوج اور رانی چوڑالا کی کتھا پڑھیں۔ خوب واضح ہو گا۔ ناظرین کی اطلاع کے لیئے نہایت مختصر طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے:-

کہانی - راجہ شکھر دھوج ایک مشہور راجہ تھے نہایت شان و شوکت
سے عیش و عشرت میں غرق رہا کرتے تھے۔ ان کی بیوی رانی چوڑالا نہایت دانا
اور عقلمند اور گیانوان عورت تھی۔ وہ وقتاً فوقتاً ان کو اپدیش کرتی رہتی مگر
بے سود۔ آخر اس نے ایک تجویز نکالی۔ تمام مشیروں اہلکاروں سے کہہ دیا کہ ہمیشہ
راجہ سے ویراگ کی باتیں کیا کریں۔ دنیا کی بے ثباتی۔ عیشوں کی ناشوانی
فنا اس پر ظاہر کرتے رہیں۔ خوش قسمتی سے راجہ کو ویراگ اتپن ہو گیا
اور ساتھ ہی تیاگ کی بھی پیدا ہو گئی۔ رانی سے گھر بار تیاگ کی صلاح کی۔ رانی
نے سمجھایا مگر راجہ سے نہ رہا گیا۔ آدھی رات کو بھاگ نکلا۔ ایک جنگل میں
کٹیا بنا کر تپسیا کرنے لگا۔ کئی سال گزر گئے مگر شانتی نصیب نہ ہوئی رانی
نے سنیاسی کا روپ بدل کر اس کا حال دریافت کرنا چاہا۔ جب پتہ لگا کہ
وہ ابھی تک دکھی ہے تو راجہ کے کہنے پر اُسے اپدیش کرنے لگی کہ راجہ
جب تمہارا تیاگ مکمل ہو گا تمہیں شانتی پراپت ہو گی۔ راجہ نے کہا راج چھوڑا
محل چھوڑا بیوی بچے چھوڑے۔ ابھی تیاگ مکمل نہیں۔ رانی نے کہا نہیں۔ تو فوراً جھونپڑی
کو جلا دیا اور ڈنڈا کمنڈل لے کر باہر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب تیاگ مکمل
ہو گیا ہے پھر رانی نے سر ہلا دیا۔ اس نے آسن ڈنڈا کمنڈل سب نذر آتش کر
دیا۔ پھر پوچھا کہ کیا تیاگ مکمل ہو گیا ہے؟ رانی نے پھر انکار کیا۔
راجہ سوچنے لگا کہ اب میرے پاس کچھ باقی نہیں صرف ایک جسم ہے اچھا
چلو۔ آگ میں کودنے کو تھا کہ رانی نے پکڑ لیا اور کہا کہ جب جسم راکھ ہو جائیگا
تو وہ راکھ کس کی ہوگی۔ راجہ نے کہا "میری"۔ رانی نے کہا پھر بھی تیاگ
کیونکر مکمل ہو سکتا تھا۔ تیرے جسم کے جل جانے کے بعد بھی تیرا کچھ رہ جاتا
ہے۔ اب راجہ لگا سوچنے۔ غور کرتے کرتے چت ایکاگر ہو گیا اور سمجھ گیا کہ

ہیں اور میرا کا خیال ہی خودی ہے جو کہ پردہ ہے اس کا دور کرنا ہی سچا تیاگ ہے۔

۲- کہیں شریر کو کشٹ ہوتا ہے کہیں من کو کہیں زبان کو
ان تینوں کے کرم کو چھوڑ کر میں اپنے پرشار بختہ میں آرام سے رہتا ہوں۔

جس طرح کرم کانڈ شاستر کی پیروی میں جسم کو تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے کیونکہ کئی قسم کے برت دھارن کرنے پڑتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی غذا کھائی جا سکتی ہے پوشش پر بھی پابندی ہے۔ صفائی کے متعلق بھی خاص ہدایات پر کاربند رہنا ہوتا ہے۔ الغرض کرم کانڈ شاستر تمام جسمانی پابندیوں سے لبریز ہے۔ اس لئے شریر کو کرم کانڈ میں کشٹ ہوتا ہے۔

من کو دھیان میں پرورت کرنے سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ من کو آزادی سے گھومنے پھرنے کی عادت ہوتی ہے اور پابندیوں سے دور بھاگنا چاہتا ہے لیکن دھیان یوگ میں من کے لئے بہت سی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ اس کی آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ گھومنا پھرنا بند ہو کر ایک نشانہ پر اس کو ٹکنا پڑتا ہے۔ اسی لئے شروع شروع میں بہت دکھ محسوس کرتا ہے۔ زبان کو سواد چاہئے پاٹھ اور جپ آدی میں کشٹ ہوتا ہے۔ جپ آدی میں زبان کے کشٹ کا کارن درحقیقت ان بندھا ہوا من ہی ہے کیونکہ جپ سے من کو ایک جگہ ٹکنا پڑتا ہے تو وہ بغاوت کرتا ہے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔ زبان تھک جاتی ہے۔ من ادھر ادھر دوڑنے لگتا ہے جپ بند ہو جاتا ہے اس طرح زبان کو بھی کشٹ ہوتا ہے۔ شریر، من اور زبان ان تینوں کے کرموں میں خودی کا تیاگ کر کے اپنے سروپ کی پہچان میں آنند سے مست رہنا ہوں۔

لوگ واسشٹ میں حسروپ کی پہچان آتم انبھو ہی شاستر وچار ست سنگ کو ہی پرم اُپدیش کہہ بتلایا گیا ہے۔

۳- (اندری اور شریر سے کیا ہوا کرم واستو میں مجھ سے کیا ہوا نہیں ہے۔ ایسا سوچ کر جو کچھ کرنے کو ہوتا ہے اُسے کر کے جیسے سکھ ہو ویسے رہتا ہوں۔

(شرح) اس شلوک میں سرپ ادھیاس کو دور کرنے کا سادھن بتلایا گیا ہے سنسرگ ادھیاس دور کرنے کے لئے آتما و شریر میں تمیز کی جاتی ہے اس لئے تمام کاموں کو شریر پر ڈھلنے کے لئے اور آتما کو شریر سے الگ کرتا نشچے کرنے کے لئے یوں بول چال ہوتی ہے۔ فلاں شریر آیا تھا فلاں شریر نے یہ کہا تھا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سرپ ادھیاس کے دور کرنے کے لئے ابھیاس کا رخ بالکل بدل جاتا ہے۔ اب جگیاسو اگر یہ کہتا ہے کہاں کا شریر اور کہاں کا کرم۔ نہ کوئی شریر ہے نہ کوئی کرم ہے آتما چیتن اکرتا ابھوکتا اسنگ ہے جسم جڑ مایا روپ است مِتھیا ہے گویا آتما نِشکرِی ہے اور جسم مایا بانجھ ہے۔ ایسے جوڑے سے کرم روپی بچہ کہاں سے جنے گا۔ لہذا کوئی کرم نہیں ہے اندریہ اور جسم سے کیا ہوا کرم دراصل کرم نہیں یہ سمجھ کر جو کچھ سو بھاوک آ موجود ہوتا ہے وہ کر لیتا ہوں۔ پھر سکھ سے رہتا ہوں۔

۴- کرم اکرم کی باتیں بہیرمکھ اگیانی لوگوں میں ہوتی ہیں ایسا سوچ کر جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسے کر کے جیسے سکھ ہو ویسے

رہتا ہوں۔

(تشریح) سائیکالوجی میں کام کی تعریف اس طرح پر کی گئی ہے۔ من کی حرکات و سکنات مختلف کو کام کہتے ہیں۔ گویا جتنا زیادہ من کسی کام میں لگا رہیگا اتنا زیادہ صحیح معنوں میں وہ کرم کہلائیگا۔ اکثر اوقات ہم ہاتھ منہ سے روٹی کھا رہے ہوتے ہیں۔ دھیان ہمارا کسی دوسرے معاملے میں غلطان رہتا ہے ہمیں کھانے میں نمک کا پتہ نہیں لگتا۔ اس حالت میں ہمارا اصلی کام وہی ہے جس میں ہم زیادہ محو تھے۔ کھانے میں بھی من تھا لیکن بہت کم۔ اسلئے کھانا درحقیقت کرم نہ تھا۔ اس طرح جن کاموں میں ہمارا من بالکل نہ ہو وہ کرم کہلانے کے لائق نہیں۔ چنانچہ من سمیت ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ کرم ہے اور من سے رہت کام اکرم ہے۔ کرم اور اکرم دونوں حالتیں من سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ لیکن غلطی سے لوگوں نے ان کو ستھول شریر سے قطعی طور پر جوڑ دیا ہے۔ اس لئے شریر کو سب کچھ سمجھنے والے یا جسم سے پرے کی نگاہ نہ رکھنے والے جسمانی نقطہ نگاہ سے کرم اور اکرم کے مسئلے پر چرچا کیا کرتے ہیں۔ جسم سے کرم کرنے والوں کو کرمی اور جسم سے نکمے لوگوں کو اکرمی جتلاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو من سے زیادہ سے زیادہ واسنا اٹھاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ خیالات پیدا کرتا ہے جس کا من ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے وہ بہت بڑا کرمی ہے۔ جس کا من پورن شانت ہے جس کی خواہشیں تمام ہو گئی ہیں۔ جس کو ایکاگرتا پراپت ہے وہ اکرم اوستھا کو پراپت ہے۔ کرم مارگ میں کرم پہلی سیڑھی ہے اور اکرم اس کا آخری زینہ ہے۔ دیہہ ادھیاس رکھنے والے ہی کرم اکرم کی باتیں چلاتے ہیں اتما میں نشٹھا رکھنے والے نہیں۔ اس سنگیانی جو کچھ کرنے کو ہوتا ہے

اُسے بغیر سنکوچ کے کر دیتا ہے اور پھر آنند میں مگن رہتا ہے۔

۵۔ مجھے بیٹھے چلنے سونے سے کچھ لابھ و ہان نہیں۔ اس لئے بیٹھے ہوئے چلتے ہوئے سوتے ہوئے جیسے سُکھ ہو ویسے رہتا ہوں۔

(شرح) آتم گیان حاصل ہونے سے پہلے اُٹھنے بیٹھنے سونے کے متعلق پابندیاں تھیں۔ کرم جپ تپ آدی میں کرم کانڈ اور اُپاسنا کے جو نیم تھے اب آتم گیان کے بعد وہ غیر ضروری معلوم ہوتے ہیں اور ایسا انوبھو ہوتا ہے۔ بیٹھنے چلنے اور سونے سے میرے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ کوئی شدہ دوریاں کا سوال نہیں اُٹھتا۔ شریر درشٹی ہٹ جانے سے شریر کے سارے کاریہ اب کاریہ نہیں معلوم ہوتے۔ اس لئے اب کوئی مجبوریاں نہیں ہیں۔ جیسے ہی سُکھ ہوتا ہے ویسے ہی مست رہتا ہوں۔ آزاد ہوں۔

۶۔ سونے سے میری کچھ ہانی نہیں اور جتن کرنے سے کچھ لابھ نہیں۔ اس لئے ناش اور وِلاس دونوں کو چھوڑ کر جیسے سُکھ ہو ویسے رہتا ہوں۔

(شرح) شریر کے سونے سے میرے سروپ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ میں جیوں کا تیوں قائم رہتا ہوں اور شریر سے جتن کرنے سے میرے سروپ کا کوئی فایدہ نہیں ہوتا کیونکہ میں ایک رس ہوں۔ اس لئے کہ شریروں کے اخفا اور اظہار میں (گم ہونے اور ظاہر ہونے میں) برابر رہتا ہوں۔ میں جیسے

سکھ ہو ویسے رہتا ہوں ہر حال میں سکھی رہتا ہوں۔

۷۔ کبھاؤ میں سکھ کی بے قاعدگی دیکھ کر شبھ اشبھ دونوں کو تیاگ کر جیسے سکھ ہو ویسے رہتا ہوں۔

(تشریح) عالم ظہورات میں مستقل یا مسلسل طور پر سکھ نہیں میسر ہو سکتا ہے سکھ اور دکھ ملے جلے رہتے ہیں۔ اس لئے رشی کہتے ہیں کہ اس بے قاعدگی کو دیکھ کر شبھ اشبھ کرموں کو ہی من سے تیاگ دیا ہے۔ چونکہ دکھ اور سکھ ایک ہی شے کے منفی اور مثبت دو درجے ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ دکھ ہو اور سکھ نہ ہو۔ سکھ ہو دکھ نہ ہو۔ جہاں ایک ہوگا وہاں دوسرا بھی ضرور ہوگا۔ دکھ سے بچنے کے لئے سکھ کا بھی تیاگ کرنا پڑتا ہے۔ دکھ سکھ سے پرے ہی نردوندا وستھا ہے۔ جو پرم آنند سروپ ہے۔ جس میں اُتار چڑھاؤ نہیں اس لئے رشی کہتے ہیں کہ شبھ اشبھ دونوں کو چھوڑ کر میں اپنے سکھ سروپ میں استھت ہوں۔

چودھواں ادھیائے

شانتی چتشٹے

انشونیہ چت والا منش پرماد سے کھاؤ ابھاؤ کا وچار کرتا ہے۔ وہ سوتے ہوئے جاگتے کی طرح سنسکار رہت ہے۔

(شرح) فسونیہ چت کی تعریف اکثر یوں کی گئی ہے کہ من کی گردہ اوستھا پراپت ہو جانے پر جب چت کی چنچلتا دور ہو جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں جب چت اچت ہو جاتا ہے اس سامیہ اوستھا کو ہی چت کی شونیہ اوستھا کہتے ہیں۔ پرماد کے معنی وہ بھول ہیں جس سے انسان کسی بات کا علم رکھتے ہوئے وقت آنے پر چوک جاتا ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں جھوٹ بولنا اخلاقی گراوٹ ہے لیکن جوں ہی کسی افسر نے دریافت کیا کہ فلاں کام کر لیا تو ڈر کے مارے فوراً جھوٹ کہہ دیا کہ ہاں۔ رشی اشٹاوکر فرماتے ہیں۔ اے راجہ! شونیہ چت والے پُرش کو بھاؤ (ہستی) اور ابھاؤ (نیستی) کا کوئی وچار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جس من سے وچار کرنا تھا وہی شونیہ ہو گیا۔ لیتا کو پراپت ہو گیا تو اور کون سوچے۔ اگر وہ ایسا وچار کرتا ہے تو پرماد (بھول) سے کرتا ہے۔ ایسا پُرش سنسکار دہت تو ضرور ہے بھاؤ ابھاؤ وچار یا کوئی اور خیالات اپنا اثر اس کے شونیہ چت پر نہیں چھوڑ سکتے۔ اب وہ شدھ ہو چکا ہے میلا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی آدمی سویا ہوا ہو۔ لیکن عالم مثال میں جاگنے کی طرح برتاؤ کر رہا ہو۔ جس طرح عالم خواب کے کیئے ہوئے کاموں کا کوئی شخص بیداری میں عامل نہیں ہوتا۔ اسی طرح شونیہ چت پُرش کرموں کا کرتا نہیں بن جاتا۔

۲۔ جب میری واسنا گل ہو گئی تو میرا دھن کہاں، مِتر کہاں، وشئے کے چور کہاں۔ شاستر کہاں اور وگیان کہاں۔

(شرح) خواہش کو دھرم شاستروں میں جنم مرن کا کارن بتلایا ہے۔

کیا سوچے کیا سمجھے رام　　جہاں رام وہاں نہیں کام
جہاں رام وہاں ہے نِشکام　　کیا سوچے کیا سمجھے رام

سائنس کے اصول کے مطابق بھی خواہش

ایک طاقت ہے جو کبھی ضائع نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی چیتن شکتی کا ہی پھیلن ہے اس لئے جس طرف بھی ہم نے اس طاقت کو دھکیل دیا ادھر کو ضرور جائے گی گویا ہر ایک خواہش دیر یا سویر اپنے اندر پورا ہونے کی خاصیت رکھتی ہے۔ اگر ایک بھی خواہش موجود ہے تو اس کے پورا کرنے کے لئے سارے سامان مہیا کرنے پڑیں گے اور یہی سنسار چکر ہے گویا خواہش ہی سنسار ہے۔

علاوہ ازیں انسان کو جب تک اپنی پورنتا کا گیان نہیں ہوتا وہ آپ کو اپورن سی ہستی جانتا ہے لیکن اس کی فطرتی پورنتا اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو پورن جانے جس میں وہ غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنے آپ کے صحیح مفہوم کو نہ جاننے کی وجہ سے جسم کو پورن خیال کرنے اور بنانے لگتا ہے مگر محدود جسم ہمیشہ ہی کمیوں اور خامیوں میں مبتلا رہتا ہے۔ اس لئے نت نئی خواہشیں انسان اٹھاتا ہے اور ان کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ دھن دولت کو ہی سب کچھ جان کر دھن اکٹھا کرتا ہے اور اسے اپناتا ہے کبھی استریوں میں ہی بڑائی خیال کر کے بہت سے یار دوست بنا لیتا ہے کبھی وشے بھوگ ہی ایک نعمت عظیم مرتبہ جانتا ہے تو اندریوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر پنڈتائی یا علمیت میں بڑائی دیکھتا ہے تو شاستروں میں ماہر ہو جاتا ہے اور گیان حاصل کرتا ہے لیکن نہ پورنتا ملتی ہے اور نہ ان خواہشات کا خاتمہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے رشی یوں اشارہ فرماتے ہیں کہ اے راجہ جب واسنا ہی نہ ہو ایک حالت بے خواہشی کی حاصل ہو جائے جو بن جائے سو ہی اچھا یہی اپنا گزارہ ہے اپورنتا کا بھرم دور ہو کر اپنی ذات میں پورنتا کا درشن ہو جائے تو

ہو تو پھر دُکھ اور مشکلوں میں مبتلا کیسے رہ سکتی ہے۔ دیشنے کے چور کام کرودھ وغیرہ کہاں ٹھہر سکتے ہیں اور پھر شاستر اور گیان وگیان کی کلپنا ہی کون کریگا یہ وہ ہر یج اوستھا ہے جس میں خودی خدا میں جذب ہو جاتی ہے۔ ایشور جگت کا کا بھید دویت ادویت کے جھگڑے ہیں تو یہ وہ تمام بند ہو جاتے ہیں۔ انسان اپنے آپ میں ہی کھیلتا ہے مست رہتا ہے خوش و خرم ہے کچھ نہیں چاہتا۔

۳۔ ساکشی پُرش (آتما) اور ایشور (پرماتما) کے ایک جاننے کے بعد بند اور موکش سے فارغ ہو کر اب مجھے موکش کی چنتا نہیں۔

(شرح) بند اور موکش جیسے تمام دوند شبد دویت کی دُنیا میں بستے ہیں۔ اور وہ بستے ہیں جب تک اپنی ماہیت ذاتی کو نہیں جانا۔ اپنے آپ کو ایک جزو بندہ حقیر محض ہی تصور کئے رکھا۔ تب تک کبھی قید اور کبھی آزاد ہونے کی کلپنا بھی ہوتی رہی۔ ایک کے اندر قید اور آزاد کے الفاظ کا برتاؤ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے رشی یہاں فرماتے ہیں کہ ویدانت کے ادویت نے جب ہماری آنکھیں کھول دی۔ اور ہم نے دیکھ لیا کہ ہستی محض ایک ہی آتما تو ہستی ہے جو ایک اور اسم ہے تقسیم اور تفریق سے بالاتر ہے۔ آتما اور پرماتما کے بھید کی کچھ گنجائش نہیں رکھتی تو ہلتی بند اور موکش کے مسئلہ سے نا امید ہو گیا۔ سمجھا کہ یہ حقیقی نہیں ہیں خیالی ہیں اس لئے اب مجھے موکش کی بھی خواہش نہیں ہے۔

۴۔ انتریامی وکلپ شونیہ پاہر منتر ایسے ہاتھی کے سمان اپنی اچھا سے بھرنے والے گیانی کی دشا کو گیانی ہی جانتا ہے۔

(شرح) اس شلوک میں برہم گیانی کی مہما گائی ہے کہتے ہیں گیانی کو گیانی ہی جانتا ہے دوسرا نہیں۔ بابا نانک صاحب نے فرمایا ہے "برہم گیانی کی گت برہم گیانی جانے" اور فارسی میں کہا ہے "ولی را ولی می شناسد" اب فرماتے ہیں کہ وہ گیانی کیسا ہے۔ وہ اندر سے بالکل شانت چت ہے اس کا من سنکلپ وکلپ سے خالی ہو چکا ہے۔ اپنی ذات میں پورن مخمور رہا ہے لاپروا آزاد اندر غنی ہے اور باہر سے وہ مست ہاتھی کی طرح جیسی موج ہوئی ویسا ہی گزارہ کر لیتا ہے۔ اب کسی غیر کی ادھینتا میں نہیں رہتا۔ اپنا آپ آپ ہے "ولی را ولی می شناسد" کہنے کی ضرورت کیوں ہوتی۔ اس لئے کہ گیانی اور اگیانی دونوں کے بیوہار ظاہری طور پر ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جسمانی زندگی بھی ویسی ہی ہوتی ہے کھانا پینا پہننا۔ سونا۔ جاگنا وغیرہ قدرتی کام تمام ایک سے رہتے ہیں یہ فرق صرف دل کی اندرونی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کی نظر مایا کی پردوں کو پھاڑ کر نور میں آخل ہوتی ہے اور یہ مایا کی جھمیلوں میں ہی الجھا رہتا ہے اس لئے ظاہر بین یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ گیانی ہے۔ راز داں کو راز داں ہی جانتا ہے۔

پندرھواں ادھیائے
تو اپدیش

۱۔ ستوگنی بدھی والا نیسے اپدیش سے تر یا دنند ہو جاتا ہے یہ دوسرا تموگنی بدھی والا مرتے دم تک جگیاسو بن کر بھی بھٹک جاتا ہے

(شرح) رشی اشٹاوکرجی اس ادھیائے میں رازِ حقیقت بیان فرمائیں گے اس لئے پہلے مستحق دکھلاتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ اُپدیش صرف وہاں کارگر ہو سکتا ہے۔ جہاں عقلِ صافی موجود ہو۔ ستوگن کا خاصہ روشنی (پرکاش) اور علم (گیان) ہے جن لوگوں نے من کو ملین واسناؤں سے شدھ کر کے اپنے آچار اور دیوہار کو پوتر بنا لیا ہے جنہوں نے اندرونی جہاد (تپسیا) کر کے اپنی اندریوں پر قابو پا لیا ہے جو اب عملی زندگی میں نیکی و سچائی کے مجسمہ ہی بن چکے ہیں۔ جن کی غذا نہایت سادہ ہلکی صاف تازہ میٹھی رس بھری ہوتی ہے۔ بشاشت جن کی عادت ہو چکی ہے انہی کی عقلِ صافی یعنی بُدھی ستوگنی کہی جا سکتی ہے اور وہی عارفانِ باکمال کے اُپدیشوں سے فائدہ اُٹھا کر جیون سپھل بنا لیتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ لوگ جن کی نظر خاکی پردوں میں اٹک رہی ہے جن کو ابھی عالمِ نورانیات میں دخل نصیب نہیں ہوا۔ جو ظاہری کثیف مادی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں جن کے دل و دماغ جذبی خواہشات کے گودام بن رہے ہیں۔ جن کی طبیعت ابھی اندری وشئے بھوگوں سے اُچاٹ نہیں ہوئی۔ جن کی حالت کنگالوں کی سی ہے کسی حالت میں خوش نہیں۔ کرودھ اور بھے جن پر سواری کرتے ہیں جن کی غذا گلی سڑی باسی بھاری دیر ہضم کھٹی کڑوی کسیلی وغیرہ ہے نیند سے جنہیں پیار ہے ایسے لوگوں کی بُدھی کو تموگنی کہتے ہیں۔ ایسی عقل کے مالک اوّل تو سوچ بچار کی باتیں سنتے ہی نہیں۔ اگر کہیں سُن سنا کر یا دیکھا دیکھی جگیاسو بن بھی جائیں تو انہیں بھاگ جانے کا ڈر ہے۔ مرتے دم تک اُن کا کوئی سدھار نہیں۔

لہٰذا ہر ہم جگیاسو کو اُچت آتا ہے کہ سب سے پہلے عقلِ صافی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ شیشہ صاف ہو جانے پر کہو بہت صاف دیکھے گا

۴۔ وشیوں کے بندھو کش سے نیارا ہو نا ہی گیان ہے۔
جیسے تو چاہے ویسا کر۔

(تشرح) ویدانت کے ہم مکھ سادھنوں میں ایک کو کھٹ سمپتی کہتے ہیں۔
ان میں سے ایک سمادھاننا ہے۔ گویا جو جگیا سو سمادھان اور ہوشیار ہوں
گے وہ اچھی طرح سمجھیں گے۔ اب اس شلوک کے الفاظ چند ہیں جن سے
عام انسان گمراہ ہو سکتا ہے لیکن معانی بہت گوڑھ ہیں۔ اس لیے غور کر کے
سمجھنا چاہیئے اور جلدی سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس اشلوک
میں پہلے گیان کی ایک تعریف کی ہے اور پھر ایک حکم دیا ہے۔ تمام حیات
اور کرم کانڈ شاستر میں کسی کام کو پُنیہ اور کسی کو پاپ کہا ہے۔ پنیہ کا
گرہن اور پاپ کا تیاگ بتلایا ہے "ودھی" اور "نشید" کے حکم ہر شروع میں
پائے جاتے ہیں ان کے جھمیلے میں پڑ کر انسان اپنی منزل مقصود کو بھی بھول
جاتا ہے۔ شرع کا ماحصل صفائی قلب ہے تاکہ تتو اُپدیش کا ادھیکار حاصل
ہو لیکن عوام اس کے چُنگل میں گرفتار ہو کر سر پھٹول کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے
رشی فرماتے ہیں۔ اے راجہ! لوگ جو کہتے ہیں کہ تم وشیہ اور کام کرودھ وغیرہ
میں گرفتار رہو۔ ان سے آزاد ہو کر ہی مکتی ملتی ہے یہ صحیح نہیں ہے بلکہ میں
تم سے کہتا ہوں کہ وشیوں کی گرفتاری اور آزادی دونوں سے پرے ہو
جانا یعنی لاپرواہی کا نام ہی سچا گیان ہے۔ تمہارے کسی کام میں خودی اور
بناوٹ ہی کیوں ہو۔ تم اپنی جذبیت کو کلیت کے اندر ایسا جذب کر دو
کہ تمہارا کوئی کام رہنے نہ پائے تمہارا کام کل کا کام ہو۔ کل کا ارادہ تمہارا ارادہ ہو گر یا
تمہارا [illegible]

کُل نفس سے ایک ہو جاوے۔ تمہارے کام قدرتی ہوں۔ پھر تو جیسا چاہے
ویسا کرے کوئی پابندی نہ ہو۔

۳۔ یہ تتو بودھ (اصلی گیان) ویاکھیان دینے والے پنڈت اور بڑے اُدیوگی کو گونگا۔ جڑ اور آلسی بنا دیتا ہے۔ اس لئے وشیوں کے چاہنے والوں نے اسے تیاگ دیا ہے۔

(شرح) وشے واسناؤں میں گرفتار لوگ دن رات اپنی خواہشات کے پورا کرنے کی غرض سے مارے مارے پھرتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم اور پنڈت شاستر واسنا کے قیدی ہو کر شہرت، مان۔ بڑائی کی خاطر جگہ جگہ گھومتے اور لمبے لمبے ویاکھیان دیتے پھرتے ہیں۔ یہی طرح باقی اہل ہمت (ادیوگی) لوگوں کا حال ہے۔ جب حقیقت کا راز فاش ہو جاتا ہے۔ آتم تتو کا گیان پراپت ہوتا ہے تو تمام واسنا کا ناش ہو جاتا ہے۔ پورن روپ سے نرواسنک (بے خواہش) ہو کر نہ تو پنڈت جی لمبے لمبے لیکچر دیتے ہیں اور نہ دوسرے اہل ہمت لوگ مارے مارے پھرتے ہیں۔ سو تہ سدھ جو کام آ گیا کر دیا گیا۔ جیسا موقع بن آیا۔ بات ہو گئی۔ نہ خودی رہی نہ غرض۔ خود خدا ہو گئے۔ اس طرح ظاہر بین آنکھ کے لئے وہ گونگا اور جڑ آلسی ہو جاتا ہے۔ یہی کچھ دیکھ کر عام لوگ جن کی خواہشات پوری نہیں ہوئیں اور جو ابھی لذائذ نفسانی کے گرفتار ہیں وہ تتو گیان کو حاصل کرنے سے گھبراتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ تتو گیانی تو برہم چیتن روپ ہو جاتا ہے۔ وہ سارے سنسار کی روح رواں ہے۔ وہی سب میں سب کچھ ہے۔ وہ مہان کرتا ہے۔ اگر وہ نہیں بولتا تو پھر کون بولتا ہے

کہ اُس میں بولنے کی طاقت نہیں رہی۔ بلکہ وہ طاقت کئی گنا بڑھ گئی ہے صرف کوئی غیر نہیں جس سے اب بولنے کی ضرورت باقی ہو۔ اسی برہم (تتو) گیانی کی تعریف میں سکھمنی صاحب میں ایک اشٹ پدی دیکھئے:-

برہم گیانی کا سب اوپر ہاتھ	برہم گیانی اناتھ کا ناتھ
برہم گیانی سرب کا ٹھاکر وغیرہ	برہم گیانی کا کہیا نہ جائے ادھا کھر

۴۔ تُو نہ شریر ہے نہ شریر تیرا ہے۔ تُو نہ کرتا ہے نہ بھوگتا ہے۔ تُو چدروپ سدا ساکشی ہے۔ اس لئے تُو استھا رہت ہو کر سُکھی ہو۔

(شرح) اے جنک! غور کر اور بتا کہ تُو کون ہے۔ کیا تُو یہ جسم ہے۔ کون سا نام ہے۔ کثیف لطیف ظلمت (کارن)۔ جسم کثیف ۲۵ مختلف اجزا سے مل کر بنا ہے جو کہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اور پورے سات سال کے بعد یہ جسم بالکل تبدیل ہو کر نیا ہو جاتا ہے۔ جب تم سو جاتے ہو تو جسم کثیف سے علاقہ چھوڑ جاتے ہو۔ جسم لطیف سے کام لیتے ہو اور اپنی من مانی دُنیا کا نظارہ کرتے ہو۔ حالاتِ بیداری میں اس جسم کثیف کو مالک کی حیثیت سے میرا کہہ کر پکارتے ہو۔ جب کبھی بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہو تو اپنے نجی آرام کی خاطر اس جسم کو قربان کرنے کی دُعا کرتے ہو۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم جسم کثیف نہیں ہو۔

جسم لطیف بھی ۱۷ اجزا کا مرکبہ ہے ہر دم بدلتا رہتا ہے جوں جوں تمہارے خیالات خواہشات تبدیل ہوتے ہیں تمہارا سوکشم شریر بھی بدلتا جاتا ہے حتیٰ کہ

بالکل نیا ہو جاتا ہے۔ لیکن تم وہی رہتے ہو۔ کیونکہ جوان ہو کر تم بچپن کی باتیں یاد کرتے ہو۔ اُس وقت کے خیالات پر ہنسی کرتے ہو۔ وہ خیالات اور جذبات تو گزر گئے لیکن ان کی درشٹا اور گیاتا تم موجود رہو۔ خواب گراں میں اسی لطیف جسم سے بالکل علاقہ چھوڑے رہتے ہو۔ اُس وقت آپ کا بھی آرام رہتا ہے۔ اس لئے آپ جسم لطیف بھی نہیں اور کارن شریر بھی تم نہیں کیونکہ وہ اودیا کا دُوسرا نام ہے۔ اور تم پرم چیتن جاننے والے اور دیکھنے والے ہو۔ لہذا ثابت ہُوا کہ تم شریر نہیں ہو۔

جس طرح شدھ مٹی کے اندر گھڑا پیالہ وغیرہ محض نام روپ کی کلپنا ہے درحقیقت مٹی ہے۔ گھڑا پیالہ کبھی ہوا ہی نہیں اسی طرح تمہارے شدھ سروپ میں شریر وغیرہ تمام نام روپ کی کلپنا یعنی فرض محض ہیں۔ ۔ درحقیقت شریر وغیرہ کبھی ہوا ہی نہیں لہذا تم نہ شریر ہو اور نہ شریر ہی تمہارا ہے۔

چونکہ تم شریر نہیں۔ نہ تمہارا شریر ہی ہے اور کاموں کے کرتاپن اور بھوگتاپن کی علت شریر کی حد کے اندر ہی مفروض ہو رہی ہے اس لئے تم نہ کرتا ہو نہ بھوگتا ہو۔ تمہارا سروپ پرم چیتن (علم مطلق) اور ساکشی (شاہد) ہے۔ تم جاننے سب کچھ ہو اور دیکھتے سب کو ہو اور ہر قسم کے تعلق سے آزاد ہو اس لئے سدھیہ! بے خواہش ہو کر آنند پد کو حاصل کر اور خوش رہ۔

---

۵ - راگ دویش من کے دھرم ہیں اور من بھی تیرا نہیں۔ تُو نِروِکار پ بودھ آتما ہے اسلئے تو واسنا رہت ہو کر سکھی پھر۔

(تشریح) من جسم لطیف کا ایک جزو اعظم ہے چونکہ تم جسم لطیف نہیں ہو

اس لئے من بھی نہیں اور نہ ہی من تمہارا ہو سکتا ہے۔ دنیا کی اشیا میں کہیں رغبت اور کہیں نفرت صرف من کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ہماری رغبت کسی شئے کے کھانے میں نہیں ہوتی۔ لیکن کھاتے وقت من کہیں دوسری جگہ ادھیڑ بن کر رہا تھا۔ اس لئے ہم وہ شئے بھی کھا جاتے ہیں۔ نمک کم ہوتا ہے یا بہت زیادہ ہوتا ہے اور پتہ نہیں لگتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رغبت (راگ) اور نفرت (دویش) دونوں من کے خواص ہیں تو اے راجہ! گیان سروپ تمام کلپنا سے پرے ہے۔ اس لئے تو من سے اوپر اُٹھ۔ من کے دھرموں کا قیدی مت بن۔ بلکہ اسنگ آتما ہو کر واسنا کھشئے کر۔ اور آنند سے جیون بتیت کر۔

۶۔ سب جگت میں اپنے آتما کو۔ اور آتما میں سب جگت کو جان کر نرہنکار ممتا رہت ہو کر سکھی پھر۔

(شرح) یجروید کے چالیسویں ادھیائے البشا داسیہ اُپنشد میں یوں فرمایا ہے:۔

" جس نے سب جگت میں اپنے آتما کو اور اپنے آتما میں سب جگت کو دیکھ لیا اُسے کہاں موہ و کہاں رنج۔ اُسی اُپنشد کے پہلے منتر کا مطلب یہ ہے۔ ایشور آتما سب میں سب کچھ ہے۔ اس دانائی سے آزاد ہو جاؤ۔ لالچ مت کر۔ غیر نہیں تو کس کا لالچ۔ پہلے منتر میں وید ایشور درشٹی یا آتم درشٹی عطا فرماتا ہے کہ یہ سب کچھ ایشور ہے۔ آتما ہے۔ اس نظر کیمیائی کو دانائی بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے آزادی مل سکتی ہے۔ اب ہم مندی کیوں کر جان سکتا ہے کہ ایشور یا آتما سب میں سب کچھ ہے تو اسے یوں غور کرنا چاہیئے کہ جب

طرح مٹی کے برتن تمام مٹی - لوہے کے اوزار تمام لوہا اور سونے کے زیورات تمام سونا ہوتے ہیں - جس طرح برتنوں میں مٹی - اوزاروں میں لوہا - زیورات میں سونا ہی سب کچھ ہے عین اُسی طرح ایشور رہتا تمام جگت اور جگت کے پدارتھوں میں سب کچھ ہیں - اس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ تمام کائنات کے اندر ایک مسلسل رشتہ اتحاد پایا جاتا ہے - گویا یہ تمام ظہور ایک زندہ جسم ہے اور ساری اشیا کبھی نہ جدا ہونے والے اجزا - ہر ایک جز اپنی جگہ پر نہایت ضروری ہے اور کل سے الگ اپنی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کل کے لئے ہی موجود ہے - جس طرح انسانی جسم میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے اجزا متحد ہو کر ایک ڈھانچہ سا ہے مل کر سب کام کرتے ہیں سب کی ہستی ہے - علیحدہ علیحدہ یہ کچھ بھی نہیں - اسی کائنات کے زندہ جسم کو ایک یا واحد بیان کر کے اس کا نام ہندو وراٹ بھگوان اور صوفی رحمان کہتے ہیں اس کو عمر خیام یوں بیان فرماتے ہیں - رباعی

حق جان جہاں است جہاں جملہ بدن — و اصناف ملائکہ حواس ایں تن
افلاک عناصر و موالید اعضا — توحید ہمیں است دگر حیلہ و فن

گویا جب ہماری نظر وراٹ بھگوان کو کلیہ دیکھنے سے قاصر رہتی ہے اور اسی کے مختلف اجزا کو دیکھ دیکھ کر اُن کے مختلف نام رکھتی ہے تو اُن تمام ناموں کا مجموعہ کائنات کہلاتا ہے - جہاں بیان ہوتا ہے اور کچھ نہیں - دراصل اس تمام کائنات میں وہی رحمان (ایشور) سب کچھ ہیں - جیسا کہ وید منتر دکھاتا ہے - یہی ہماری کلی نظر ہے -

دوسرا ثبوت یہ ہے (۲) تمام اشیا پانچ باتوں سے سدھ ہوتی ہیں - ہستی - بھانی - پریے - نام اور روپ - نام روپ سب کا اپنا اپنا الگ ہے -

باقی اصلیت سب کی ایک ہے ہستی یا یعنی ہونا سب میں ہے۔ بہاتی (علم یا گیان) سب میں ہے اور آنند سب کے اندر ہے۔ اس لئے ست چت آنند آتما یا برہم سب میں سب کچھ ہے۔ تیسرا ثبوت یہ ہے کہ (۳) سارا پسارا بھوتوں کا کارج ہے۔ کارن اور کارج ہمیشہ ایک رُوپ ہوتے ہیں۔ جس طرح مٹی اور مٹی کے برتن ایک ہیں اور سونا اور سونے کے زیورات ایک ہیں۔ اسی طرح بھوتوں کا کارج بھوت رُوپ ہی ہے۔ تو گویا یہ تمام کھیل پانچ بھوتوں پرتھوی۔ جل۔ اگنی۔ وایو۔ آکاش کا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ پانچ ہیں یا اصل ایک ہیں۔ اس کو اُپنشدوں نے یوں حل کیا ہے: "آتما سے آکاش پیدا ہوا۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی اور پھر تمام بنسپتیاں وغیرہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام ایک آتم رُوپ ہیں سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ پانی دو قسم کی گیسوں (ہائیڈروجن اور آکسیجن) کا ملاپ ہے آگ ہوا ہو جاتی ہے اور ہوا آگ بن جاتی ہے جس طرح موم بتی تب تک جلتی ہے جب تک آکسیجن ہوا اُس کو ملتی ہے اور بتی کی جتنی آگ ہے وہ ایک دوسری قسم کی گیس بن کر پھر ہوا میں شامل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا ہو جاتا ہے اور پھر بخارات پانی بن جاتے ہیں۔ پانی جم کر ٹھوس برف بن جاتا ہے اور ہمالیہ میں بلور کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ گرمی سے ٹھوس برف پانی بن جاتی ہے۔ الغرض تمام بھوتوں کی کیا سارے سنسار کی ایکتا ثابت ہوتی ہے گویا ایشور آتما سب میں سب کچھ ہے۔

مندرجہ بالا گوڑھ تتو سمجھانے کے بعد وید بتلاتا ہے کہ جب اپنے آتم سروپ کو جگمت میں اور جگت کو آتما میں جان لیا تو پھر ایسے آتم درشٹی کے لئے کہاں ہوا۔ کیسا رنج ۔ موہ اور رنج تو غیریت میں ہوتے ہیں۔

اگیان کی اولاد ہیں۔ گیان کی روشنی میں یہ نہیں رہنے پاتے۔

اسی بات کو رشی اشٹاوکر جنک کے پرتی سمجھانا چاہتے ہیں۔ اے راجن "جگت موہ میں موجگت میں پاپ پُن نہیں کہید"۔ کے مصداق جزدی خودی کا تیاگ کردے اور موہ ممتا سے آزاد ہو جا۔ اس طرح سے آتما رامی ہو کر سُکھی ہو۔

۷۔ جس میں یہ جگت سمندر میں ترنگوں کے سمان دکھائی دیتا ہے وہ تو ہی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے چیتن مورت تُو سُکھی ہو۔

(شرح) سمندر میں ترنگ اُٹھتے ہیں۔ اسی کے اندر رہتے ہوئے تھوڑے اظہار کے بعد اسی میں سما جاتے ہیں۔ آغاز اور انجام کا کوئی پتہ نہیں چھوڑ جاتے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ سمندر سے پیدا ہوتے ہیں سمندر میں لے ہوتے ہیں۔ آد اور اننت سمندر ہے۔ اس لئے درمیان میں بھی سمندر کے سوائے کوئی نہ تھا۔ گویا ترنگ سمندر روپ ہی ہیں سمندر سے الگ بازائد کوئی ہستی حقیقی نہیں رکھتے۔ سمندر ادھشٹان ہے۔ ترنگ اس کے اندر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح شریر روپی سنسار چیتن روپی سمندر میں لہریں اُٹھتی ہیں اور بیٹھ جاتی ہیں۔ اپنے آغاز و انجام کا کوئی پتہ نہیں دیتی ہیں صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اسی چیتن سمندر سے نکلے تھے آخر اسی میں سما گئے۔ جگت میں جوت سمانا چیتن روپی سمندر ہی اس سب کا ادھشٹان ہے۔ اسی کے اندر سب کھیل ہے اور سب کھیل وہی روپ ہے۔ اور پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ تمہارا سروپ چیتن ہے۔ اس لئے اس تمام جگت کے ادھشٹان تم ہو۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ اس لئے اے چیتن نتو۔ گیان سروپ (راجہ) آنند

سروپ میں مگن رہو۔

۸۔ تو وشواس کر۔ اس میں موہ مت کر۔ تو گیان سروپ پرکرتی سے پرے بھگوان آتما ہے۔

(شرح) مہرشی اس شلوک میں راجہ کا یقین پکا کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ اے راجہ تو ڈھلمل یقین والا نہ بن۔ اچھی طرح نشچے کر کے وشواس کر۔ ذرا بھی موہ (اگیان) نہ کر۔ تیرا سروپ تیری ذات سمت۔ شدھ چیتن چیتانندستا مایا مل سے دور۔ پرکرتی سے نیارا ہے۔ اپنے آپ کو آتما سمجھ۔

۹۔ گن والی دیہہ ٹھہرتی ہے آتی ہے اور جاتی ہے۔ آتما نہ آتا ہے نہ جاتا۔ اس کا تو کیا سوچ کرتا ہے۔

(شرح) پرکرتی کے تین گن بتلائے گئے ہیں۔ ست۔ رج اور تم۔ پرلے کے وقت ان گنوں کی سامیہ اوستھا ہوتی ہے۔ جب سامیہ اوستھا ٹوٹی تناسب کم و بیش ہوا۔ سرشٹی رچنا شروع ہو گئی۔ اس طرح تینوں گنوں کا رچا ہوا ہے۔ آنا جانا محدود چیزوں میں ہو سکتا ہے۔ ایک بڑی شئے کے دائرہ کے اندر ایک چھوٹی شئے کی حرکت کو آنا جانا کہتے ہیں۔ جسم ایک چھوٹا سا محدود جز ہے اور فضا ایک دوسرا بڑا جز۔ فضا کے اندر جسم آتا ہے۔ جاتا ہے۔ ٹھہرتا ہے لیکن آتم تتو جو ایک اسیم لامحدود۔ ادویت اور سویم جوتی ہے۔ اس میں آنا جانا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے کوئی بڑی شئے ہو جس کے اندر اس کی حرکت فرض کی جاوے۔ چونکہ بڑی شئے کالعدم ہے۔ یہ چھوٹا بھی نہیں۔ لہٰذا نہ آتا ہے نہ جاتا ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ بڑی شئے ہے اور وہ ایشور پرماتما ہے اور یہ جیو آتما اس سے چھوٹا ہے۔ اس لئے جیو آتما آ جا سکتا ہے۔ تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اس سے تو پرماتما اور آتما دونوں ایک دوسرے کی ضد سے محدود ہو جائیں گے

محدود سرود دیا پک نہیں ہو سکتا۔ لافانی نہیں رہ سکتا۔ ضرور فانی ہو جاتا ہے اور ایشور کا یا جیو آتما کا فانی ہونا آج تک خیال میں نہیں آسکتا ہے ہماری موجودہ ہستی اس بات پر دال کرتی ہے کہ ہم پہلے بھی تھے (کیونکہ نیستی سے ہستی ہو نہیں سکتی) اور آیندہ بھی ہوں گے۔ کیونکہ سائنس نے شک سے اوپر ثابت کر دکھلایا ہے کہ دنیا کی کوئی وستو یا طاقت ناش یا فنا نہیں ہوتی صرف شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ اس لئے نہ ایشور پرماتما بڑا ہے اور نہ جیو آتما چھوٹا۔ اب جبکہ کوئی بڑا اور چھوٹا ثابت نہیں ہوتا تو جو بھی ایک شے موجود ہست مطلق ہے خواہ اُسے آتما کہہ لو یا برہم یا کچھ اور۔ وہ نہ آتی ہے نہ جاتی ہے اس میں نہ کمی ہو سکتی ہے نہ بیشی اس لئے اے راجہ تو اُس کا کیا سوچ بچار کرتا ہے۔ اب تو من بانی سے اگوچر رہ۔

۱۰۔ شریر چاہے کلپ انت تک رہے یا آج ہی چلا جائے تجھ چیتن کو اُس کے بڑھنے گھٹنے کی کیا سوچ ہے۔

(شرح) ایک سرشٹی کی میعاد ایک کلپ ہوتی ہے اور کلپ کے آخر میں پرلے ہو کر پھر سرشٹی کی رچنا ہوتی ہے۔ یہ عمل بھی اسی طرح ہوتا ہے جس طرح بارہ گھنٹہ دن رہتا ہے اور اس کے بعد رات آجاتی ہے۔ دن میں تمام کاروبار رہتا ہے سرشٹی کی رچنا ہوتی ہے۔ رات کو کاروبار بند ہو جاتے ہیں۔ سرشٹی بیج روپ میں موجود رہتی ہے۔ اب رشی فرماتے ہیں جب اپنی ماہیت ذاتی کو جان پہچان لیا اور نشچے ہو گیا کہ ہم آتما ہیں تو ایک شریر کیا ہمارے ہزاروں شریر ہو گئے۔ ہماری حمد و ثنا میں رگ وید بھجوں گاتا ہے۔ اس کے ہزاروں سر ہیں۔ ہزاروں آنکھیں ہیں۔ ہزاروں بازو اور ہزاروں پاؤں ہیں۔ سمندر جس کا مثانہ ہے۔ فضا جس کا پیٹ ہے۔ دریا جس کی آنتیں ہیں

ہمالیہ جس کی پیشانی ہے وغیرہ یہ ایک شریر خواہ تا قیامت زندہ رہے خواہ آج ہی ختم ہو جائے۔ اس کے رہنے اور نہ رہنے سے تمہارے چیتن سروپ میں کیا فرق پڑتا ہے۔ اس لئے تمہارا شریر کے متعلق سوچ کرنا فضول ہے سوامی رام تیرتھ جی نے اسی لئے موت سے مخاطب ہو کر کہا تھا "اُڑا لے جا اس جسم کو میرے اور اجسام ہی بہت کافی ہیں"۔

۱۱۔ تجھ بڑے سمندر میں جگت کی ترنگ آپ ہی آپ پیدا ہوتی ہے اور مٹتی ہے اس سے تجھ میں کچھ بڑھتا گھٹتا نہیں۔

(شرح) اے راجہ تیرے سروپ کی مثال ایک سمندر کی سی ہے۔ جس طرح سمندر میں اپنے آپ ترنگ اُٹھتے اور بیٹھتے رہتے ہیں سمندر میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اسی طرح تیرے سروپ کے سمندر میں جگت روپی ترنگ پیدا ہوتے اور لین ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن تیرے سروپ میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ تو جیوں کا تینوں ست وستو کو ٹستھ غیر متبدل ہے۔

۱۲۔ تو چیتن ماتر روپ ہے۔ یہ جگت تجھ سے الگ نہیں اس لئے کیسے اور کس پر کار اور کہاں گرہن اور تیاگ کی کلپنا ہو۔

(شرح) گرہن تیاگ دویت میں ہو سکتا ہے۔ جہاں بھوگتا اور بھوگیہ دونوں جدا جدا ہوں۔ جہاں کوئی بھوگتا اور بھوگیہ ہی ثابت نہ ہو غیریت ہی نہ پائی جائے تو وہاں ان الفاظ کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہتے ہیں۔ تو ادویت چیتن ماتر ستا ہے اور یہ جگت تیرا سنکلپ تیرا روپ ہے تیرے سے الگ اس کی کوئی ہستی نہیں۔ تجھ سے ہے۔ تجھ میں ہے اور تو ہی ہے اس لئے اگر گرہن یا تیاگ کا سنکلپ ہو تو کس کو اور کیوں کر ہو اور کس وستو میں ہو۔

۱۳- تو ایک امرت شدھ شانت جدا کاش ہے تجھ میں جنم مرن کہاں ہے اور آہنکار بھی کہاں ہے۔

(شرح) اے راجہ۔ اب تو نے اپنے نج سروپ کو انوبھو کر لیا اور دیکھ لیا کہ تو ایک ادویت ابناشی وستو ہے جو شدھ (مایا مل سے رہت) شانت اور گیان سروپ ہے۔ ایسے شدھ سروپ میں جنم مرن کیسے ہو سکتے ہیں اور آہنکار کہاں رہ سکتا ہے۔ یہ تمام نسبتی الفاظ دویت کی حد کے اندر مستعمل ہیں۔ جب انسان کے اندر ادویت گیان پیدا نہیں ہوتا یا وہ اپنی ہستی حقیقی کو جان نہیں پاتا تب تک آہنکار اور جنم مرن اس کے لئے با معنی محاورے ہیں لیکن جونہی روحانی پیدائش مکمل ہوئی کہ تمام دونار نسبتی الفاظ اور ان کی دنیا ہی کالعدم ہو جاتی ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ نظریہ بدل جاتا ہے۔ پہلے جہاں ہم صرف اپنے ایک جسم کے نقطۂ نگاہ سے سوچتے اور کام کرتے تھے آہنکار سے الزام دیئے جاتے تھے اور اسی جسم کے تبدیل ہونے پر جنم مرن کا بھی ڈر بھی لگا رہتا تھا لیکن روحانی پیدائش کے بعد ہمارا نقطۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔ تتے ایک جسم سے پرے کسی اعلیٰ ہستی پر نظر ٹک جاتی ہے جس کے سامنے جسم کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ جس پر جسم قربان کرنے میں خوشی ہوتی ہے۔ جب یہ حالت ہو گئی تو پھر جنم مرن کہاں اور آہنکار کیسا؟

۱۴- جس کو تو دیکھتا ہے وہاں ایک تو ہی دکھائی دیتا ہے۔ کنگن انگد وغیرہ زیورات سونے سے کب جدا ہیں۔

(شرح) عاشقوں کی دنیا نرالی ہے ایک عاشق نے کہا تھا ع ہر کہ آید در نظر از نور پندارم توئی۔ جو کوئی دور سے دکھائی دیتا ہے میں سمجھتا ہوں تو ہی ہے ایک مہاتما کا قول ہے ہے

تُوں توں کرتا تُوں بھیا مجھ میں رہی نہ ہوں　　آپا پر کا مٹ گیا جت دیکھوں تت توں

گویا جزوی خودی کو ایسا مٹا دیا کہ میں بالکل باقی نہیں رہی اور تُم میں ایسی محو بیت ہوئی کہ جہاں دیکھتا ہوں تو دکھائی دیتا ہے بھگتی کی سب سے اعلیٰ منزل ہے کہ ساجن ہر جا دکھائی دے۔ مہاتما بلھے شاہ یوں گویا ہیں ؎

جت ول دیکھاں یار دو یار　　عشق دی نویں او نویں بہار

گیان کی اعلیٰ منزل یہی ہے کہ ہر جگہ اور ہر چیز میں اپنا آتما دکھائی دے اس لیئے رشی راجہ جنک سے کہتے ہیں کہ جس شے کو تو دیکھتا ہے وہاں تیرے سوائے دکھائی دینے والی اور کوئی شے غیر نہیں ہے۔ تو ہی ہے کسی شے کے دیکھنے میں مندرجہ ذیل عمل ہوتا ہے۔ شئے مشہود کے ارد گرد مادی اندھیرا مادی روشنی سورج چاند یا برق وغیرہ سے دُور ہوتا ہے۔ پھر آتم نور آنکھوں کے ذریعہ ایک مانسک برتی پر سوار ہو کر باہر اُس شے کے اگیان کو دُور کر کے ظاہر کرتا ہے تو شے نظر آتی ہے۔ کیا ہوا۔ اندر سے چیتن نکل کر باہر کے چیتن کو ملا۔ برتیوں نے تو محض میڈیم کا کام کیا۔ اندرونی مانسک برتی اور بیرونی اگیان برتی دونوں اپنا اپنا کام کر کے ختم ہو گئیں۔ اور چیتن کا چیتن کو دیکھنا ہوا۔ اس طرح چیتن ہی چیتن کو دیکھتا ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ باہر شے مشہود میں چیتن کہاں سے آ گیا۔ وہ تو جڑ پتھر تھی تو یوں کہنا چاہیئے کہ چیتن نام اُس منبع کا ہے جہاں سے کوئی طاقت نکلے اُس پتھر میں یہ طاقت تھی جس نے آپ کی آنکھوں پر اثر کیا تو آپ دیکھنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ کے پاؤں پر ایکشن ہوا۔ آپ ری ایکشن سے اُس کو دیکھنے لگے۔ وہ ہستی رکھتا ہے۔" وہ ہے' ست ہے اور چیتن ست سروپ ہے اس طرح [illegible] چیتن ضرور ہے [illegible] ثابت ہوا [illegible] جہاں کہیں تمہاری نظر

تی ہے تم اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔ خوب خوشی مناؤ۔ جیسے سونے کا زیور تمام سونا ہیں۔ اسی طرح تمام روپ تمہارے ہیں۔ بس اب سوشیش (سرگن) درشن کرو۔

۱۵۔ "میں یہ ہوں" "میں یہ نہیں ہوں" ہار بھید کو تیاگ دے سب آتما ہی ہے۔ یہ نشچے کر کے سکھی ہو۔

(شرح) اکثر ایک مہاتما سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ جن کے سامنے اگر منہ سے "شِوو ہم"۔ "میں شو ہوں" نکل جائے تو فوراً روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیا گندگی منہ سے نکال رہے ہو۔ جب پہلی دفعہ حیران ہو کر دریافت کیا۔ کہ مہاراج اس میں برائی ہی کونسی ہے۔ یہ تو ایک اُدتم منتر ہے تو فرمایا۔ بے شک جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہے۔ لیکن اس سے دویت بھید کھڑا ہو جاتا ہے اور ابھیاس کی آیندہ ترقی بند ہو جاتی ہے کیونکہ میں شو ہوں سے مطلب یہ ہوا۔ کہ شو ایک خاص ہستی ہے جس کے علاوہ کوئی غیر شے بھی موجود ہے۔ جو کہ میں نہیں ہوں اور یہ حقیقت کی رو سے ٹھیک نہیں۔ اس کے علاوہ جب تم نے جان لیا کہ تم شو ہو۔ اور یہ بھی پہچان لیا کہ شو کے سوائے اور دوسرا کوئی نہیں ہے۔ وہ ایک اور ادوتی ہے تو تمہیں "میں شو ہوں" کہنے کی ضرورت ہی کیوں لاحق ہوتی ہے۔ کس کو سناتے ہو۔ کون سننے والا ہے۔ اس سے تو آپ کے یقین کی کمزوری نظر آتی ہے (تو جیسے سو ہے۔ تیری سدا ہی جے") بالکل یہی مطلب اس جگہ مہرشی اشٹاوکر جی کا ہے۔ راجہ سے آگے بڑھنے کو کہتے ہیں۔ جب تجھے اے راجہ یہ یقین ہو گیا کہ سب آتما ہی ہے تو پھر اس تفریق کو بھی ختم کر کہ "میں یہ ہوں" "یہ نہیں ہوں" گا یہ بھید بھی محض ایک کلپنا ہے۔ یہاں پہنچ کر تمہاری زبان بند ہو جائے گی

تمہیں بولنے کا کوئی حق نہیں - ادویت نیشٹھا میں اب نروکلپ بحرداؤ کی ہوئی
سوامی رام فرماتے ہیں :-

نہیں لوک ہے اُسی کا دھام	کیا سوچے کیا سمجھے رام
جہاں رام وہاں نہ کام	کیا سوچے کیا سمجھے رام

۱۶ - تیرے ہی اگیان سے جگت ہوا ہے - اس لئے تو ہی ایک برہم ادھتھ ہے تیرے سوا کوئی سنساری یا اسنساری نہیں ہے (شرح) شری ویاس مُنی برہم سوتر میں کہتے ہیں "لوک وت لیلا کیولیم" گویا یہ سنسار لیلا ماتر ہے - شری وششٹ رام جی سے یوں اُپدیش کرتے ہیں کہ ہے رام جی - جگت اور برہم ایک ہی وستو کے دو نام ہیں جس طرح برج اور کرواہٹ - لعل اور اس کی چمک - آگ اور اُس کی گرمی - پھول اور اس کی خوشبو الگ چیزیں نہیں - صرف نام ماتر بھید ہے - اسی طرح برہم اور جگت میں بھید نہیں - برہم ہی جگت ہے - جگت ہی برہم ہے "دیگر یومہری - ہری دیو جگت" جگت روپی مرتیر ہپنا - رشی فرماتے ہیں تیری اپنی لیلا ہے یہ تو ہی سب ہے - اس لئے اگر سب سے اعلےٰ کوئی مُکتے یا ارتھ ہے تو وہ تو ہی ہے تیری ذات بابرکات ہے - تو ہی موج سے سنساری بن جاتا ہے تو ہی گیان سے اسنساری ہے - تیرا کوئی شریک نہیں - وحدہٗ لاشریک -

۱۷ - یہ جگت بھرم ماتر ہے - اس لئے کچھ بھی نہیں - ایسا نشچے والا نروا سنا سبھرتی مانند نہیں کی طرح شانت ہے -

(شرح) دنیا کا مطالعہ کرنے والوں نے مختلف پہلوؤں سے اس کو دیکھا اور اپنی مختلف رائے قائم کر گئے - ایک کی رائے دوسرے سے نہیں مل سکتی تو ان ... کیونکہ جیسی جیسی کسی کی سمجھ ہوتی ہے ویسی اچھی جیسی کسی

کی نظر ہوتی ہے۔ ویسا دیسا یا اتنی دور و د دیکھ سکتا ہے یہی نہیں بلکہ جن اندریوں سے ہم اس جگت کا انبھو کر رہے ہیں۔ اُن پر نربھر ہے کہ وہ ہم کو کیا کیا دکھا رہی ہیں۔ میٹھا دودھ بخار میں ہم کو کڑوا دکھاتی ہیں اور ویسے میٹھا ہوتا ہے۔ نیم ہمارے لئے کڑوا ہے۔ نیم کے کیڑے کے لئے وہی میٹھا ہے بکری سب کڑوے پتے کھاتی ہے۔ شہر کی دُنیا گیدڑ سے بالکل نرالی ہے اسی طرح کوئی ناطق فیصلہ دے کر نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا ہے اس لئے ویدانت میں اس کو انروچنیہ کہا ہے۔ جہاں وچن کی گنجائش نہیں اس لئے رشی کہتے ہیں۔ جگت بھرم ماتر ہے۔ اس کی کسی حالت پہ اعتبار مت کرو۔ ایسا نشچے رکھنے والا ہی نشانت رہ سکتا ہے۔

۱۸۔ تو ایک ہی ہے۔ ایک ہی تھا اور ایک ہی رہے گا۔ تجھے نہ بند ہے نہ موکش ہے۔ کرتیہ کر کے سکھی ہو۔

(شرح) لامحدود ایک ہی ہو سکتا ہے اور اس میں تبدیلی راہ نہیں پا سکتی۔ نہ وہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے اس لئے تینوں زمانوں ماضی۔ حال مستقبل میں یکساں ایک رس دائم قائم رہتا ہے قید اور آزادی کا اطلاق بھی وہاں مشکل ہے۔ مثال کے طور پر ایک بیج لیجیے۔ پیپل کا بیج ہے۔ حقیقی بیج کی جانب غور کریں کہ اس کے اندر کتنی لامحدود طاقت اور بے حد نیرنگیاں بھری پڑی ہیں۔ وہ بیج اپنے اندر ان گنت اپنے جیسے بیج لامحدود طاقت والے اور پیپل کے درخت رکھتا ہے۔ اسے بو دیں۔ ایک بڑا سایہ دار پیپل کا درخت نکلے گا۔ اس کی ہر ایک شاخ پر بے شمار پھل لگ جائیں گے۔ ان میں بے شمار دہی بیج نمودار ہوں گے۔ جن میں پھر اتنی ہی طاقت ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ ظاہری بیج کی

تعداد بڑھ جانے سے کیا حقیقی بیج بھی ڈیڑھ گیا نہیں۔ حقیقی بیج ویسا کا ویسا لامحدود طاقت رکھتا ہے۔ حقیقی بیج ظاہری بیج کی وہ اندرونی لامحدود چیتن شکتی ہے جس کی وجہ سے وہ زندہ بیج ہے۔ جس سے وہ اور لامحدود بیج پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ شکتی بڑھتی گھٹتی نہیں۔ اس لئے اصلی بیج گھٹتا بڑھتا نہیں۔ اس لئے ایش اپنشد کا شانتی منتر یہ کہتا ہے۔ "وہ پورن ہے یہ (جگت) پورن ہے۔ پورن سے پورن کی اُتپتی ہوتی ہے۔ پورن سے پورن نکال لیں تو باقی پورن رہتا ہے اور پورن ہی میں پورن ملا دیں تو بھی باقی پورن ہوتا ہے" گویا کہ لامحدود میں کمی و بیشی غیر ممکن ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھ کر رشی راجہ سے فرماتے ہیں کہ اے راجہ تو ایک ہی تھا۔ رگ وید کہتا ہے "ست ایک ہے۔ عالم لوگ اسے بہت طرح سے بیان کرتے ہیں"۔ اُپنشد کہتی ہے۔ "پہلے ایک ست ہی تھا۔ میں ایک ہوں" وغیرہ۔ اور لامحدود ہونے کی وجہ سے اب بھی ایک ادویت ہی ہے اور آئندہ بھی ایک ہی رہے گا۔ بندو موکش ایک کلپنا محض ہے۔ اس لئے اب اپنے سروپ میں جو بش رہ کر آنند سے بچر۔

۱۹۔ اے چیتن سنکلپ وکلپ سے من کو دُکھی مت کر شانتی پا کر آتما آنند وگرہ میں استھت ہو۔

(شرح) اے چیتن سروپ راجہ۔ اب جبکہ تیرے تمام شک اور شبہات دور ہو چکے ہیں تو من سے سنکلپ وکلپ کرنا بند کر دے۔ من کو پورن شانتی میں لے کر من روپی جھیل میں سنکلپ روپی طوفان اُٹھنے سے آتمانند کا پرتی بمب بھی متحرک ہو جائے گا۔ اس لئے اب تو من کو سنیم رکھ تاکہ پورن شانتی کا لابھ اُٹھا سکے اور آتم آنند کی جو تیری سمپتی ہے اس میں تمام ہو

۱۸۔ تو سب جگہ دھیان کو تیاگ کر من میں کچھ بھی دھیان مت کر تو آتما مکت ہی ہے سوچ وچار کر کے کیا کرے گا۔

(شرح) اے جنک جب تک دھیاتا۔ دھیان۔ دھیے کی ترپٹی قائم رہے گی تیرا ادویت محض ڈھونگ ہی ہوگا۔ تیری نیشٹھا کچی رہے گی ہیں لئے اب تو دھیان کا تیاگ کر۔ من سے کسی کا دھیان نہ کر۔ جب تو نت مکت سدھ بدھ آتما ہے تو پھر کسی غیر کا دھیان کرتا ہے اور کس لئے کرتا ہے اس سے تجھ کو کیا پھل پراپتی ہوگی۔ کیا تو ابھی اپنے اندر کوئی کمی دیکھتا ہے تو تو اپنے آپ میں پورن ہے۔ تو تمام ضرورتوں سے بالاتر ہے۔ ایک اور ادویت ہے۔ اس لئے دھیان کرنا تجھے شوبھا نہیں دیتا۔

سولھواں ادھیائے

وشیش اُپدیش

۱۔ اے جنک تو نے کئی بار اب تک شاستروں کو اپنے چیلوں کو سنایا۔ اپنے گورو سے سن۔ تو بھی جب تک سب کو بھول کر اپنی آتما میں نہ ٹھہرے گا کچھ نہ ہوگا۔

(شرح) راولپنڈی کے ایک برہم نشٹھ مہاتما اپنے شِشیوں کو اس طرح سمجھایا کرتے تھے "جب تم شکم مادر سے آئے تھے۔ کیا کوئی علم ساتھ لائے تھے۔ کیا کوئی زبان وہاں تھی۔ کوئی مذہب تھا یا محض کیول کیولی بھاو تھا۔ تمہارے ہوش میں آنے کے بعد تمہارے اندر تمام زبانیں۔ علم

اور مذہب بھو نسے گئے ہیں۔ جوں جوں تم نے سُنا۔ ایشور جیو۔ پرکرتی۔ دنیا نرک سورگ۔ مایا۔ چاچا۔ تایا۔ پتا۔ ماتا۔ بھائی۔ بہن۔ دوست۔ دشمن تم اعتبار کرکے مانتے گئے۔ یہاں تک کہ یہ تمام باتیں تمہارے لئے واقعی ہو گئیں اور اب تم کو کوئی یہ کہہ دے کہ یہ تمام فرضی ہیں۔ کلپنا ہیں تو تم ڈر جاتے ہو۔ ذرا سوچو تو۔ کہ سُننے والا پہلے ہوتا ہے یا سنی ہوئی بات (شبد) سننے والا پہلے ضروری ہے۔ ورنہ سنے گا کون؟ اس لئے ایشور۔ جیو سے لے کر تمام شبدوں سے پہلے تم موجود تھے۔ بعد میں تم نے سنے اور مان لئے۔ پہلے کوئی نہیں تھے جب تک یہ باتیں نہیں سنی تھیں خوش اور مست تھے۔ جب سے سنی ہیں۔ خانہ خراب ہو گیا اس لئے اگر وہی پہلی حالت خود سنی چاہتے ہو تو بعد کی تمام سنی سنائی باتیں بھلا دو۔ اور اپنے آپ میں قائم ہو جاؤ۔ دیکھو ان تمام شبدوں سے پہلے تم ہو۔ کوئی شبد تمہیں ٹھیک ٹھاک بیان نہیں کر سکتا۔ تمام مذہب اور کتابیں یہی اشارہ دیتی ہیں کہ وہ بانی سے پرے ہے سو وہ تم ہو لہذا اس آتم سروپ میں قائم ہو۔ تاکہ سفر ختم ہو۔ اس آشے کو رشی لے کر راجہ سے کہتے ہیں کہ تم نے اپنے جیسوں کو بہت شاستر سنائے۔ اب میں تیرا گورو تجھے کہتا ہوں۔ کہ جب تک تو ان تمام پڑھی لکھی باتوں کو بھلا کر اپنی ذات بحت میں قائم نہیں ہوگا تیرا دُکھ کبھی ختم نہ ہوگا اور آنند کی پراپتی نہ ہوگی۔

۲۔ اے گیانی چاہے تو بھوگ کر۔ یا کرم کر۔ یا سمادھی میں جا۔ تو بھی شانت چت تجھ کو آتما ہی کی یاد دلاتا رہے گا۔

(شرح) آتما کیا ہے "میں ہوں ہیں ہوں"۔ "میں" "ہوں"۔ روپ آتما سے۔۔ "میں" "ہوں" اور "میں" "ہے" کے روپ میں

ہی مشاہدہ ہوتا ہے۔ اب رشی فرماتے ہیں کہ اے گیانوان راجہ تو خواہ

راج کو بھوگ۔ کھشتری دھرم کا پالن کر اور خواہ کرم جاری رکھ کر کرم یوگی ہو۔ نشکام کرم کا مارگ اختیار کر۔ اور تیری مرضی ہو تو بے شک یوگ مارگ سے سمادھی کا ابھیاس کر۔ لیکن یاد رکھ کہ تیرا شانت چت آتما کی طرف اشارہ کرے گا۔ گویا سب سے پہلے "میں ہوں" کا سنکلپ ہوگا۔ اس "ہوں" کی روشنی کے بغیر تیرا کوئی کام پورا نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اب ہی سے آتما کی شرن میں استھت ہو جا اور سنکلپ وکلپ کا تیاگ کر دے۔

۳۔ سارے پریشرم سے دکھ پاتے ہیں۔ اس کو کون نہیں جانتا۔ اس ادیش سے شبھ کرم والا پرانی نورتی پاتا ہے۔

(شرح) جو لوگ ہوائی قلعے بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ جو نت نئی خواہشیں اُٹھایا کرتے ہیں اور ہر روز نئی سکیمیں بنایا کرتے ہیں۔ جن کا دماغ ہر وقت کسی نہ کسی اُدھیڑ بُن میں لگا رہتا ہے۔ جن کے کام کبھی پورے نہیں ہوئے اُن کا من کبھی شانت نہیں رہ سکتا اور اُن سے کوئی کام بن بھی نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہر کام کی کامیابی من کی استھرتا پر منحصر ہے۔ جتنا کسی کا من زیادہ یکسو ہوگا اُتنا اچھا کام کرے گا۔ ایسا اشانت من والا پرش کام کے بگڑتے رہنے سے اور کبھی اشانت رہتا ہے۔ ذرا سا دکھ بھی اسے پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے رشی کہتے ہیں کہ استھر من کا کیا ہوا پریشرم دکھ دائی ہوتا ہے۔ اس کو سب جانتے ہیں۔ لیکن اس کو ٹھیک ٹھاک سمجھ کر کوئی نیک شبھ ہردے سے ہی فایدہ اُٹھاتا ہے۔ من کو راگ دویش کی جھنجھٹوں سے آزاد کرتا ہے اور نورتی مارگ پر چلتا ہے۔

۴۔ جو آنکھوں کے بند کرنے اور کھولنے میں بھی دکھی ہے وہ آلسی [illegible]

(شرح) تو یا اتیت کی جانب اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ جو مہاتما خودمستی میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ اُسے اپنے شریر کی سُدھ نہیں رہی۔ کھانا پینا بھول گیا ہے۔ آنکھ تک نہیں کھولتا لعاب تک وا نہیں کرتا۔ جس کے لئے آنکھ کا کھولنا اور بند کرنا بھی باعثِ تکلیف ہے وہ ہی پورن سکھی ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ حالت ہے جس کو قلم پوری طرح بیان نہیں کر سکتی۔ یہ انبھو کی جا سکتی ہے۔

۵۔ "یہ کیا۔ یہ نہیں کیا" اس قسم کے جھگڑوں سے من کو چھٹکارہ ملتا ہے تب دھرم ارتھ کام اور موکش نرپیکش ہو جاتا ہے۔

(شرح) جب تک جزوی خودی باقی رہتی ہے دھرم ارتھ کام موکش وغیرہ پدارتھوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کے لئے کرنی ناکرنی۔ جائز اور ناجائز کاموں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن جب جزوی خودی نہ رہی گیان کا پرکاش ہو گیا۔ یہ کیا اور وہ نہیں کیا۔ اسی قسم کے جھگڑوں سے من فارغ ہو گیا تو دھرم ارتھ وغیرہ کی اپیکشا کیوں ہوگی نہیں ہوتی۔

۶۔ وشیوں سے بھاگنے والا "ورکت" کہلاتا ہے۔ وشیوں میں آسکت "راگی" (دنیا دار) کہلاتا ہے جس کو نہ گرہن ہے نہ تیاگ ہے۔ وہ نہ ورکت ہے نہ راگی ہے۔

(شرح) ورکت اس شخص کو کہتے ہیں جو ویراگ ورتی سے وشیوں سے بھاگتا پھرے۔ جس کے دِل میں ہر قسم کے وشیوں کے ساتھ نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ لفظی معنی کنارہ کش کے ہیں اور "راگی" وہ پُرش ہے جس کو دُنیا میں اور دُنیا کے پدارتھوں میں بہت محبت ہے۔ گویا جس کے دِل میں دنیا بس چکی ہے۔ وہ دنیادار راگی ہے یہ ان گیانی جس کے اندر گیان کے ذریعہ

گرہن تیاگ بُدھی کو دور کر دیا ہے۔ راگ دویش سے ہی فارغ ہو بیٹھا ہے۔ جو جیسا موقع اور محل ہوتا ہے کر دیتا ہے۔ وشئیوں کو بھوگتا بھی ہے مگر اُن میں راگ نہیں رکھتا۔ نہ آسکت ہوتا ہے۔ اس کو "نہ ویرکت" کہہ سکتے ہیں نہ راگی۔ وہ دراصل ان لفظی جھمیلوں سے اوپر بستا ہے۔

۷۔ جب تک واسنا جیتی ہے تب تک تیاگ و گرہن کا پرسنگ انکر پکڑتا ہے۔

(شرح) جب تک جنم دی خودی باقی ہے تب تک واسنا کا پیدا ہونا ضروری ہے اور جب تک واسنا موجود ہے اس کی پورتی کے سادھن کرنے میں انوکول اور پرتی کول گیان کام آئے گا جس سے گرہن اور تیاگ کی بُدھی پیدا ہو گی اور گرہن اور تیاگ سے راگ اور دویش ہو گا۔ اس لئے جو جگیاسو گرہن اور تیاگ سے اُوپر اُٹھنا چاہتے ہیں انہیں تمام جنم دی خواہشات کا تیاگ کرنا چاہیئے۔ خواہشات کا تیاگ جنم دی خودی کے تیاگ سے ہوگا۔ جنم دی خودی کا تیاگ نشکام کرم یوگ سے شروع ہوتا ہے اور آتم گیان سے بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔

۸۔ پرورتی میں راگ اور نورتی میں دویش پیدا ہوتا ہے اس لئے شانت چت گیانی بچّوں کے سمان ایسا ہی رہتا ہے

(شرح) زندگی کے دو راستے ہیں۔ ایک کو پرورتی اور دوسرے کو نورتی کہتے ہیں۔ تمام دُنیا دار لوگ پرورتی مارگ پر چلتے ہیں کیونکہ وہ دنیاوی اشیائ میں راگ اور محبت رکھتے ہوئے اُن کو جمع کرتے ہیں۔ حال میں استعمال کرنے کے علاوہ مستقبل کے لئے بھی جمع کرتے ہیں۔ دوسرے فقیر لوگ ہیں۔ جو دنیاوی اشیائ سے نفرت کرتے ہیں ... تیاگ کر دیتے ہیں ... ہیں

با دلِ ناخواستہ حال کی ضروریات پوری کر لیتے ہیں جمع وغیرہ کچھ نہیں کرتے وہ نِورتی مارگ کے پیرو کہے جاتے ہیں۔ در حقیقت ان دونوں کا تعلق گہرا تو من سے ہے لیکن آج کل یہ جسم سے ہی منسوب ہو چکا ہے۔ اس لئے ہی گرہستی لوگوں اور سادھو فقیروں میں کوئی فرق نہیں رہ پاتا۔ دونوں ایک جیسے ہیں۔ جو من سے وشیوں کو چاہتا ہے اور اُن میں گرفتار ہے وہ پرورتی میں ہے۔ جو نہیں چاہتا بلکہ مجبوراً جسم کو قائم رکھنے کی غرض سے ناک کی سیدھ میں چل کر نہایت ضروری وشیوں کو بھوگتا ہے اور اُن میں گرفتار نہیں ہوتا۔ بلکہ دل میں ان اشیا کے لئے ایک جذبۂ نفرت بنائے رکھتا ہے۔ وہ نِورتی مارگی ہے چونکہ ان دونوں مارگوں پہ چلنے والوں کے دل میں راگ اور دویش پیدا ہوتے ہیں۔ گرہن تیاگ بُدھی بناتے ہیں۔ ادویت سے گرا کر دویت میں لا ڈالتے ہیں۔ اس لئے گیانوان جس نے اپنے من کو ان باتوں سے صاف کر لیا ہے۔ جو شانت ہے اور آتم گیان دوارا جس کی سمجھ اب بہت تیز ہو چکی ہے۔ جس کی نظر اب غیب کے پردے پھاڑتی ہے۔ ایسا گیانوان دونوں مارگوں سے پرے رہتا ہوا برتتا ہے اس کی حرکات و سکنات بچّوں کی طرح قدرتی ہوتی ہیں۔ اس کے اندر سے جز وی خودی یا اہنکار اور خواہشات کا بالکل ناش ہو گیا ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کی طرح نرلیپ رہتا ہے۔

۹ ویراگی دُکھ چھوڑنے کی آشا سے سنسار کا تیاگ کرتا ہے جس کو راگ نہیں ہے۔ وہ نہ کسی کو ستاتا ہے نہ کسی سے دُکھ پاتا ہے

(شرح) جو کوئی بیراگی ہوتا ہے دنیا کو چھوڑ کر بھاگ نکلتا ہے سنسار کا تیاگ کرنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے راگی ہوتا ہے اور راگ کے زمانے میں وہ دُنیاوی اشیا ... جمع کرتا ... کو جمع کرتا ... ہوکا کرتا ہے

لیکن اس کو سوائے دُکھ کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا کیونکہ خواہش اُٹھتے ہی طبیعت میں ایک ہلچل سی پیدا ہو جاتی ہے اور انتظار کھڑی ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو پورا کرنے کا سادھن کرتا ہے تو کئی مصائب کا شکار ہوتا ہے۔ جونہی خواہش پوری ہوئی ابھی کچھ لطف اندوز بھی نہیں ہوئے تھے کہ تمام مزا جاتا رہا اور ایک نئی خواہش آ حاضر ہوئی۔ آنند بھول گیا اور دُکھ باقی یاد کرنے کو رہ گئے۔ اس طرح دنیا دار کو راگ کے ذریعہ سُکھ کی نسبت دُکھ کئی گنا زیادہ برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ آخر تنگ آکر ان دُکھوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے بھاگ نکلتا ہے دنیا سے مُنہ چھپا لینا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا گیانوان جس کو کوئی راگ دویش باقی نہیں رہا وہ نہ کسی کو ستاتا ہے نہ اُسے کوئی شے دُکھ دیتی ہے۔ وہ اپنی موج سے دُنیا کا بھلا کئے جاتا ہے اور بس کسی بات سے وہ دُکھ مانتا ہی نہیں۔ بھگوان ذاتا تجربہ کہتے ہیں میں دُکھ سکھ کو نہیں جانتا کہ کس میں اور کیونکر بستے ہیں

۔ اجس کو وکش کا گھمنڈ اور شریر میں ممتا ہی ہے۔ وہ نہ گیانی ہے نہ یوگی۔ کیول دُکھیا ہے۔

(شرح) وہ سچا گیانی اور یوگی ہو سکتا ہے جس نے دیہہ ابھیمان یعنی جزوی خودی کو دُور کر دیا ہو۔ جو اپنے لئے نہیں جیتا بلکہ دُنیا کے بھلے کے لئے سانس لیتا ہے۔ وہ اپنے لئے نہیں کھاتا بلکہ دُنیا کے بھلے کے لئے لقمہ کھاتا ہے اسی لئے اس کو اپنشد کہتی ہے " وہ کھاتا ہوا نہیں کھاتا۔ وہ کرتا ہوا نہیں کرتا۔ وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا۔" چونکہ اس میں جزوی خودی نہیں جو کہ اس کے جسمانی کاموں کی فاعل ہو سکے۔ اس لئے تمام کام کسی کام کا کرتا نہیں۔ اس کے تمام کام ایشور کی (کلی ارادے) سے ہوتے ہیں۔ اس لئے رشی راجہ کو خبردار کرتے ہیں کہ اے راجہ عصمت جدائی کا گھمنڈ ہے اور ایسا ہی پہنچ

میں ممتا بھی رکھتا ہے وہ نہ تو گیانی ہے اور نہ یوگی۔ وہ پامر ہے۔ ادنیٰ درجے کا انسان ہے۔

۱۱۔ تیرا اُپدیش دینے والا اگر شیو وشنو اور برہما ہوں تو بھی تجھے اپنے تو بھلائے بنا شانتی نہیں ملے گی۔

(شرح) "آپ گنوایئے تاں شوہ پایئے" کے مصداق رشی جی دیہہ ابھیمان کے تیاگ پر زور دے رہے ہیں کہ جب تک تو شریر کے اندر کی موہ اور ممتا کو تیاگ نہیں کرے گا۔ تجھے شانتی نصیب نہیں ہو سکتی خواہ تیرے گورو برہما، شنو شیو خود ہی کیوں نہ ہوں۔ اُپنشدوں میں کہا ہے کہ یہ آتما نہ تپ سے نہ دان سے نہ پاٹھ سے نہ دیا کھیان سے ملتا ہے بلکہ جس پر یہ اپنی کرپا کرتا ہے گویا بقول منی وشنٹ اپنے آپ سے پایا جاتا ہے جو کوئی خودی کا پردہ پھاڑ کر خود محنت کرتے ہیں وہ پا جاتے ہیں۔ گورو شاستر کا کام منزل کا راستہ دکھانا ہے سفر تو سادھک کو خود طے کرنا ہے۔

سترھواں ادھیائے

(۱) تتو گیہ سروپ

اُسی نے گیان کا پھل پایا ہے۔ اُسی نے یوگ کا پھل پایا ہے جو نربت سوچھ اندری ہمیشہ اکیلا رہتا ہوا پھرتا ہے۔

(شرح) اس ادھیائے میں مہرشی جی سمت برہم گیانی کا سروپ ورنن کرنے لگے ہیں۔ برہم گیانی کی استھتی شبدوں سے بہت اوپر ہے۔ وہ عوام کی طرح رہتا سہتا۔ کھاتا پیتا ہے۔ مانسک اور آتمک کمال وہ حاصل کر لیتا ہے کہ ویسا ہی با کمال انسان ان پوشیدہ رازوں کو دیکھ سکتا ہے۔ عام انسان اس کو نہیں دیکھ

بندۂ خاکی پہ رہ جاتی ہے۔ اس لئے برہم گیانی کے سروپ کے متعلق بہت سی
باتیں تو سوئمنیو پد بود لینے آپ سے بذریعہ تجربہ جاننے ہو گیہ ہیں پھر اپنے
ذاتی تجربہ کی بنا پر رشی اشٹاوکر جی اشارہ کرتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ گیان اور یوگ
دونوں کا منتہائے مقصد آتم درشن یا ایشور پراپتی ہے جس میں آتما اور پرماتما کا
میل ہو جاتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں آتما اور پرماتما کے دوئیت کو دور کر کے
ادوئیت پد کا حاصل کرنا ہے اسلئے گیان اور یوگ کا پھل روپ ادوئیت نشٹھا اُسی
مہا پُرش کو پراپت سمجھی جاسکتی ہے جس میں یہ آثار پائے جائیں۔ واتریتی بھگوت
گیتا میں ایسے پُرش کو آتم رت۔ آتم ترپت۔ آتم کریڑا کرنے والا آتم کام وغیرہ
لفظوں سے یاد کیا ہے۔ مطلب یہ کہ بالکل شدھ کندن سونا ہو جانے سے نہ
وہ آواز کرتا ہے نہ خواہش کرتا ہے نہ ضرورت محسوس کرتا ہے اپنے آپ میں
محو رہتا ہے۔ کھیلتا ہے اور خوش رہتا ہے۔ اپنے آپ سے مراد اُس کا شریر نہیں
بلکہ آتم سروپ ہے (۲) سوچھ اندرمی (دوشے رہت) پورن روپ سے اندریوں
کا سنیم کرنے سے اب جو دشے واسناؤں سے پاک ہو چکا ہے جس کا آچار ویوہار
آہار بہت سوکشم اور شدھ ہو چکے ہیں۔
(۳) ایکانت۔ دو قسم کا ہوتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی۔ اندرونی ایکانت
سے مراد چت کا شانت رہنا۔ من کا ایکاگر ہونا۔ دوئیت کا پھرنا تک نہ اُٹھنا۔
ادوئیت نشٹھا سے اکھنڈ وستھا دیکھنا ہے رہت حالت کا بنے رہنا ہے۔ بیرونی
ایکانت سے مراد گوشۂ تنہائی ہے جہاں باہر کا شور و شر سنائی نہ دے جہاں کوئی
اور مداخلت نہ کر سکے یا کوئی ہم جنس نہ آسکے۔ سادھن اوستھا میں بیرونی ایکانت
کی اشد ضرورت رہتی ہے اور اس سے اندرونی ایکانت کی حالت میسر ہوتی ہے۔
ہم گیانی کے لئے ... سبب اندرونی ایکانت ہے جو ہمیشہ اندرونی طور پر

اکیلا تنہا ایسنکلپ وکلپ سے رہت بلشخیت نشانگ اور اسنگ بچرتا ہے۔

۲۔ آتما۔ اس جگت میں تتو گیانی کبھی دکھ نہیں پاتا کیونکہ اسی ایک سے یہ برہمانڈ منڈل بھرا ہوا ہے۔

(شرح) تتو گیانی کے تین آتما اوپر بیان کئے۔ اب چوتھی نشانی یہ ہے کہ حقیقی طور پر اس دنیا میں اگر کوئی سکھی ہے یا دکھ سے رہت ہے یا یہ سکھ دکھ سے اوپر ہے تو وہ تتو درشی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ تمام برہمانڈ منڈل کو اپنا ہی سروپ دیکھتا ہے۔ جس طرح اپنے ایک جسم کے اندر کسی اعضا کو کسی دوسرے اعضا سے چوٹ آجانے پر ہم تکلیف نہیں مانتے غصہ کی بات نہیں کرتے اور معاف کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تمام کائنات کو اپنا ایک زندہ جسم جاننے والے برہم گیانی کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اگر ایک شریر دوسرے شریر کی تکلیف کا باعث ہو بھی جائے۔

۳۔ جو اپنے آتما میں مست ہے اس کو وشئے بھوگ سے سکھ نہیں ملتا۔ جیسے سلگی یا گنا کھانے والے ہاتھی نیم کو نہیں چاہتے۔

(شرح) پانچویں نشانی کہتے ہیں جس طرح میٹھے گنے کھانے والا ہاتھی کبھی کسی شرط پر کڑوے نیم کو کھانا پسند نہیں کرتا اسی طرح جو "نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رات" کے مصداق اپنے آپ میں محو ہو چکے ہیں جنہوں نے آتم رس کو چکھا ہے جنہوں نے سروپ آنند کا بھان کیا ہے وہ وشئے بھوگ سے ملنے والے تچھ دنیا چیز حقیر سکھ کو نہیں چاہتے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں ؎

ایہ رس چھوڑا اوہ رس آدا ایہ رس آدا اوہ مول نہ بھاوا

مطلب یہ کہ جب وشئے رس کو چھوڑا تو آتم رس بیسر ہوا اور جب آتم آنند ملا اب وشئے آنند بالکل نہیں بھاتا۔

۴۔ جو اپنا آپ وشئے ہیں آسکت نہیں اور اپنا آپ کا بھی

اکھلاشی نہیں تو ایسا دُرلبھ ساد ھو ہن۔

(شرح) چھٹا لکشن بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ تتو درشی جو دُرنہا ہوار کی طرح کوئی وِرلا ہی ہوتا ہے۔ اُس کی بڑی نشانی یہی ہے کہ سوتہ سدھ پراربدھ دش پراپت وشیوں کو شریر یا اترا ارتھ بھوگتا ہوا ان میں گرفتار نہیں ہوتا ان سے راگ یا محبّت نہیں پیدا کر لیتا۔ اور جو شئے اُسے ابھی تک پراپت نہیں ہوئی اُس کی خواہش یا کانکشا نہیں کرتا۔ کیونکہ اُسے کسی شئے سے راگ نہیں ہے جو مل جاوے وہی اچھا یہی اُس کا گزارہ ہے۔ رشی کہتے ہیں اے راجہ جنک ٹو ایسا ہی تتو درشی سادھو ہن۔

۵۔ اس جگت میں وشئے کے آسکت بہت ہیں موکش کے چاہنے والے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ بھوگ اور موکش دونوں کی چاہ سے دُور مہا شئے گیانی دُرلبھ ہے۔

(شرح) رشی کہتے ہیں۔ دنیا میں وشئے کے گرفتار خواہشات کے پیچھے بھٹکنے والے بے شمار ہیں اور ممکشو یعنی موکش کے اکھلاشی بہت ہیں۔ دراصل سبھی کوئی نہ کوئی تکلیف یا بندھن محسوس کرتے ہیں اور اس تکلیف یا بندھن سے نجات کے ڈھنگ تلاش کرنے میں مختلف راستے اختیار کر لیتے ہیں۔ کسی نے یہ تو جان لیا کہ کھانے سے خوشی ملتی ہے پہننے سے خوشی ملتی ہے اور علمیت سے خوشی ملتی ہے اور کسی نے سمجھا کہ یہ دُنیا کی خوشی کچھ نہیں۔ سورگ کی خوشی بہت اچھی ہے کسی نے کہا موکش حاصل کرنا اچھا ہے۔ بیماری سب کو ایک ہے منزل سب کی ایک ہے۔ درمیان میں بڑے بھٹکتے ہیں۔ جو رازداں ہو گیا۔ حقیقت پر جا کھڑا ہو گیا۔ اُس نے جان لیا کہ بندھن اور تکلیف دراصل تھے ہی نہیں۔ میری بے سمجھی تھی۔ غلط فہمی تھی۔ میرا اپنا خیال ہی تھا کوئی بندھن نہیں اور کوئی

موکش نہیں کوئی دکھ نہیں اور کوئی سکھ نہیں حقیقت کی رو سے تمام نسبد ناکاش روپ ہیں. اس لئے تتو درشی میں بھوگ اور موکش دونوں کی خواہش دور ہو جاتی ہے۔ ایسا گمبھیر گیانی بہت کم یاب ہے۔

۶۔ دھرم ارتھ کام موکش اور جیون اور مرن میں کسی ہی اُدار چت کو گرہن اور تیاگ نہ ہوتا ہوگا۔

(شرح) اس کے بعد تتو گیہ کا آٹھواں لکشن یہ بتلاتے ہیں کہ کوئی ورلا ہی اُدار چت تتو درشی مہاتما ہوتے ہیں۔ جن کو آتم گیان دوارا دھرم ارتھ کام موکش اور جنم مرن کا بھرم بھاؤ دور ہو گیا ہو اور اب وہ ان میں راگ دویش ہٹا کر گرہن و تیاگ بدھی کھو بیٹھے ہوں۔ عام لوگ تو انہی میں گرفتار رہتے ہیں صرف تتو درشی آزاد ہوتا ہے۔

۷۔ جس کو جگت کے نہ ہونے میں راگ اور ہونے میں دویش نہیں وہ بھاگوان گیانی جیسے ہو تیسے سکھ میں رہتا ہے۔

(شرح) دنیا میں دو قسم کے لوگ بہت ہیں۔ ایک وہ جو ٹھیک معنوں میں دنیا دار ہیں (دنیا کو رکھنے یا چاہنے والے) ان کو اسی میں خوشی ہے کہ ان کی دنیا بنی رہے بستی رہے۔ اس لئے دنیا کے ہونے میں راگ رکھتے ہیں اور یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی ان سے یہ کہہ دے کہ دنیا چند روزہ ہے یہ کل ناش ہو جائے گی تمہارے ساتھ کچھ نہیں جائے گا۔ گویا دنیا کے نہ ہونے میں ان کو دویش ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو وِرکت چت ہیں وہ دنیا سے بھاگنا چاہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ دنیا یکدم ہی ناش ہو جاوے اور وہ باقی رہیں تو کیا اچھا ہو۔ دنیا کو دیکھ دیکھ کر دکھی ہوتے ہیں تو ان کو جگت کے نہ ہونے میں ہی راگ ہے اور رہنے میں دویش ہے۔

مندرجہ بالا دو قسموں سے نرالے لوگ اور بھی ہیں وہ ہیں گیانی لوگ جن کو حقیقت کے راز کھل گئے ہیں اور جو اوّل دونوں قسموں کے لوگوں سے اُوپر بستے ہیں۔ ان کے اندر راگ دویش ہے ہی نہیں جگت رہے یا چلا جائے وہ اپنی مسندِ جمعیت سے ذرا نہیں ہلنے پاتے۔ وہ خود پاکیزگی سچائی اور خوبصورتی کا مجسمہ بن چکے ہیں اور اپنی صحبت میں بیٹھنے والوں کی معرفت تمام دنیا میں انہی خوبیوں کو پھیلاتے ہیں۔ ہمیشہ نیک ہی سوچتے ہیں۔ دنیا کی بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں رہتے ہوئے جیسی بھی بن آئے بیماری ہو یا صحت۔ دُکھ ہو یا سکھ۔ نفع ہو یا نقصان عزت ہو یا بے عزتی ہر حالت میں خوش رہتے ہیں۔ بقول نظیر صاحب ؎

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں ۔ افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں

۸۔ "اس گیان سے کرنا رکھتا ہوں گا" جس کی یہ بُدھی دور ہو گئی ہے۔ وہ پرم ہنس دیکھنا سُننا۔ چھُونا۔ سونگھنا اور کھانا سکھ سے رہتا ہے۔

(شرح) عہدِ جستجو میں جگیاسو کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اِس گیان کے حاصل کرنے سے مُکت ہو جاؤں گا۔ اور وید اُپنشد کا ڈھنڈورہ بھی یہی ہے کہ گیان ہی سے مکتی ہوتی ہے لیکن جب تلاش ختم ہوئی تو بند موکش ایک کلپنا ثابت ہوئی۔ گیانی نے ذاتی تجربہ کی بلندی پر کھڑے ہو کر پکار کر کہا "پاپی بنی آکھن ناؤں" یا "نرک سورگ دو بھی کہاوت" یا "نہ کوئی جنمے نہ کوئی مرے۔ اپنا کھیل آپ کرے"۔ "نہ میں نہ مولا۔ اینویں خلقت پایا رولا"۔ (بلّھے شاہ جیو) وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد گیانی کے ذہن سے یہ بات نقشِ بر آب کی طرح بالکل اُتر جاتی ہے کہ میں کسی بھی گیان سے

کرتا رہتا ہوں گا۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ سروپ سے وہ کبھی کرتا ہی نہیں تھا کرتا رتھ ہونے کے کیا معنی۔ اس لئے رشی کہتے ہیں جس پرم ہنس گیانی کی گیان مکت ہونے والی بدھی جاتی رہی ہے گویا اب وہ اپنے سروپ آنند میں شرابور ہے۔ وہ تمام اندریوں سے اپنے اپنے کام لیتا ہوا بھی پورن سکھ سے رہتا ہے۔ کبھی دکھی نہیں ہوتا۔

۹۔ جس نے سنسار کو کھشین کر دیا ہے جس کو وشئے کی چاہ نہیں جس کو جگت سے دویش نہیں۔ اوس کی نظر میں سب شونیہ ہے۔

(شرح) جس نے اپنے دل سے موہ مایا روپی سنسار کی جڑ اکھاڑ دی ہے۔ جو جیو سرشٹی سے نکل کر اب ایشور سرشٹی میں بستا ہے جس کے لئے یگانہ اور بیگانہ میں تمیز باقی نہیں جس نے خواہشات کو قابو میں کر لیا ہے جو اب وشئے واسنا یا من کا غلام نہیں۔ بلکہ شریر یاترا کے لئے وشئے بھوگوں کو بھوگتا ہے۔ جس کو دنیا سے کوئی نفرت نہیں۔ ایسے مہاپرش کی درشٹی میں سب برہم آکاش روپ ہے۔ خالی ہے۔ شونیہ ہے۔

۱۰۔ نہ جاگتا ہے نہ سوتا ہے نہ آنکھیں کھولتا ہے نہ بند کرتا ہے۔ آہا۔ یہ کوئی اور دشا ہے۔

(شرح) رشی گیانی کے آتم ساکشات کار کی حالت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ یہ وہ حالت ہے جو قابلِ بیان نہیں بلکہ قابلِ انکشاف ہے سادھک پہ ظاہر ہو سکتی ہے۔ اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اُن کے لئے بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک عجیب حالت ہے۔ جسے نہ تو جاگرت اوستھا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ سارا استھول شریر ایک طرح شتھل رحرہا ہوا

ہوتا ہے۔ جیسے سونے وقت من کا کام معطل ہو جاتا ہے اسیطرح اس وقت ہوتا ہے۔ اور سوپن کی حالت بھی نہیں کہہ سکتے کیوں کہ پورن روپ سے چیتنتا وہاں موجود ہوتی ہے۔ جاگرت کی انسبا سے زیادہ ٹھوس علم وہاں ہوتا ہے۔ آنکھیں کھلی ہوں یا بند وہ باہر کو دیکھتی نہیں ہیں ان کا رخ کہیں اندر کسی خاص مرکز پر لگا رہتا ہے۔ ہاں واقعی یہ عجیب حالت ہے۔

۱۱۔ سب دشا دکھ سکھ سے شانت ہو کر۔ سب میں شدھ ساری واسناؤں سے ورکت سب جگہ براجتے ہیں۔

(شرح) تتو درشی مہاتما نے آتم ساکشات کار کر کے دکھ سکھ سے بدھی ہٹالی ہے اور اب سب حالتوں میں شانت رہتا ہے اب وہ سب میں اپنے شدھ آتم سروپ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تمام خواہشوں کا تیاگ کر کے صحیح معنوں میں ورکت ہو کر اب سامانیہ روپ سے سب جگہ براجتا ہے جہاں کہیں جاتا ہے آتم گیان کی مورتی پریکش کرتا ہے۔

۱۲۔ دیکھتا ہوا۔ سنتا ہوا۔ سونگھتا ہوا۔ کھاتا ہوا۔ لیتا ہوا بولتا ہوا۔ چلتا ہوا۔ اِچھّا دویش سے رہت مہاشہ موکش ہی ہے۔

(شرح) جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگیانی اور تتو گیانی کی ظاہری کریا میں بھید نہیں ہوتا بلکہ اندرونی حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے اب کہتے ہیں۔ تتو درشی مہاتما راگ دویش سے اوپر اٹھ کر جنم دی خودی کا پورن تیاگ کرنے پر اپنی تمام اندریوں کو اپنے اپنے وشیوں میں لگاتے ہوئے بھی وہ مکت ہی ہیں۔ کیوں کہ وہ مکت سروپ آتما میں قیام فرما ہیں۔

۱۳۔ جو نہ کسی کی نندا کرتا ہے نہ پرشنسا کرتا ہے نہ کسی سے پرسن نہ اپرسن ہے۔ ایسا سب جگہ نرش گیانی موکش ہی ہے۔

NO BLAM WHEN THE BLAMER AND THE BLAMAD ARE ONE AND NO PRAISE WHAN THE PRAISER ARE THE PRAISED ARE ONE

یعنی نندا اور پرشنسا کوئی معنی نہیں رکھتی جبکہ نندا کرنے والا اور نندا کیا جانے والا دونوں اور پرشنسا کرنے والا اور جس کی پرشنسا کی گئی ہو دونوں ایک روپ ہوں۔ اس لئے رشی فرماتے ہیں کہ جو مہاپرش کسی کی تعریف کرتے ہیں نہ کسی کی برائی کرتے ہیں۔ نہ کسی سے خوش ہیں نہ ناراض ہیں ہر دم اور ہر حال میں یکساں اور ایک رس رہتے ہیں۔ ایسے ہر حالت میں یکساں حال رہنے والے گیانی ضرور مکت ہی ہیں۔ اس میں شک نہیں۔

۱۴۔ جو پیاری استری کو دیکھ کر اور مرتیو کو نکٹ پاکر بے پروا اور نشچنت ہے وہ مہاتمے گیانی موکش ہی ہے۔

(شرح) استری کو دیکھ کر بہتوں کے پرن ٹوٹے بہتیروں کے تپ ناش ہو گئے۔ دھرم بھرشٹ ہوئے لیکن جو گیانی پرش اپنی پیاری استری کو دیکھ کر بھی لاپرواہ بے نیاز اور غنی ہو کر برتاؤ کرتا ہے۔ چت کو اڈول رکھتا ہے۔ اور یم راج کو دیکھ کر بھی جس کا من نشچل رہتا ہے خائف نہیں ہوتا وہی سچا گیانی ہے۔ وہی مکت ہے۔

۱۵۔ سکھ دکھ میں۔ استری پرش میں۔ کشٹ اور دھن میں یکساں دیکھتا ہے۔ وہ دھیر کچھ بھید نہیں سمجھتا۔

(شرح) گیان وان دھیر پرش کا ایک سب میں الکشن سم درشٹی

ہے۔ بھگوت گیتا میں بھی کہا ہے کہ سم درشی ہوا گیانی برہمن۔ گائے چنڈال اور کتے کے درمیان بھید نہیں دیکھتا۔ اسی بات کو یہاں دہراتے ہیں۔ دھیر گیانی سکھ دکھ میں استری پرش میں۔ امیری اور غریبی میں یکساں نظر سے دیکھتا ہے۔ آتم درشی سے بھید بھاد کو نہیں دیکھتا۔

۱۶۔ جس آدمی میں جگت کبھرم مٹ گیا ہے اس میں ہنسا نہیں۔ کرونا نہیں۔ گھمنڈ نہیں۔ وشمیہ نہیں۔ آشچریہ نہیں اور چنتا نہیں۔

(شرح) جس تتو درشی نے آتم گیان کے ذریعہ جگت کے متعلق جو بھرم ہر کسی کو ہو رہا ہے اس کو دور کر لیا ہے۔ گویا " جگد یوہری اند ہری دیو جگت" کا صحیح معنوں میں گیان حاصل کر لیا ہے۔ اس میں ہنسا یعنی کسی کو دکھ دینا یا کرونا (دیا) غرور یا اہنکار اور بھید بھاؤ ہر گز ہر گز نہیں رہ سکتے۔ وہ اس پرپنچ کی کسی بات پر آشچریہ نہیں کرتا اور نہ کسی واقعہ کی اسے فکر ہی ہے۔۔ اس کا نقطہ نگاہ بدل جانے سے اب وہ کچھ اور دیکھتا ہے۔ اس کا ہر کام اپنے آپ کا کھیل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے کام بچوں کے سمان کہے جاتے ہیں۔

۱۷۔ نہ تو وشے سے نفرت بھی نہیں کرتا اور نہ ان میں آسکت ہی ہے۔ سدا بندہ سے بے پرواہ کو سب پراپت ہے۔

(شرح) دنیادار۔ ورکت اور گیا اوان میں صرف یہی فرق ہے کہ دنیادار وشے میں آسکت ہوتا ہے۔ ورکت وشے سے نفرت کرتا ہوا اٹھا پھرتا ہے اور وشے کا سامنا کرنے سے ہر وقت ڈرتا ہے۔ لیکن گیان وان مسندِ حقیقت پر بیٹھ کر محبت اور نفرت دونوں سے آزاد ہو جاتا ہے

اُسے دشنیوں سے نہ تو نفرت رہتی ہے اور نہ اُن کی محبت ہی۔ گرفتار ہوتا ہے نہ اُن کا جائز استعمال جانتا ہے۔ بروقت استعمال کر کے اُن سے لاپرواہ آزاد رہتا ہے۔ اسی طرح کسی بھی بندھن کی چنتا یا پرواہ نہ کرتا ہوا مکت گیانی پراپت اور اپراپت میں یکساں حال رہتا ہے۔ اُس کو سب کچھ حاصل ہے۔ سنتوش سے وہ ترپت رہتا ہے۔

۱۸ اشونیہ چت سمادھان۔ اسمادھان۔ ہت اہت آدی وکلپنا کو نہیں جانتا ہے۔ وہ کیولیہ کے سمان ہے۔

(شرح) جیسے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ شونیہ چت کی تعریف یہی ہے کہ وہ تمام سنکلپ وچنتن بند کر دے اور انتر مکھ ہو جاوے۔ یعنی آتم ستا میں محو ہو جاوے۔ جس طرح کسی عجیب وغریب شئے کو پہلی بار دیکھنے سے ہم اکثر محو ہو جاتے ہیں اور اُس شئے کے علاوہ ہماری آنکھ کو کچھ دکھتا نہیں۔ اسی طرح شونیہ چت کی انتر مکھ برہم آکار ورتی ہونے سے ہوشیار یا سُست اور فایدہ یا نقصان اس قسم کے خیالات پیدا نہیں ہو سکتے۔ ایسا شونیہ چت پُرش مکت (کیولیہ) ہی ہے۔

۹ اممتا رہت۔ نرہنکار۔ کسی میں آسکت نہ ہونے والا اور ساری کاموں سے بے پرواہ گیانی کرتا ہوا بھی نہیں کرتا۔

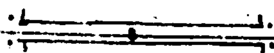
(شرح) "برہم گیانی او نچے سے اونچا۔ اپنے من میں سب سے نیچا۔ اپنی جزوی خودی کو دور کر کے سدا نر اہنکار برتتا ہے۔ اہنکار نہ ہونے سے اس کی ممتا جاتی رہتی ہے۔ ممتا نہ ہونے سے وہ کسی میں آسکت نہیں ہوتا۔ "برہم گیانی سدا نرلیپ جیسے جل میں کنول الیپ" تمام خواہشوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر اس سے کوئی کرم بن پڑتے ہیں تو

اُن کا وہ کرنا اور فاعل نہیں ٹھہرتا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ اکرتا ابھوگتا اسنگ آتما ہے۔ یہی اُس کا اُتم نشچیہ ہے۔

۲۰۔ جس کا من گل گیا ہے۔ وہ انوکھی دشا میں ہے۔ جو پرکاش اہنکار اور پرماد سے پرے ہے۔

(شرح) روحانیت کے اندر جتنے بھی شغل اور ابھیاس مقرر کئے گئے ہیں وہ تمام صرف من کی ورتیوں کو روکنے کے لئے اور اُسے ایک شئے پر ٹکانے کے لئے ہیں۔ ان کا فائدہ شغل یا ابھیاس تک ہی محدود رہتا ہے۔ جب تک ہم شغل میں محو رہتے ہیں من شانت رہتا ہے لیکن جونہی باہر دنیاوی کاروبار میں لگے۔ وہی گرمی۔ چنچلتا اور سنکلپ پیدا ہو گئے جس سے چت اشانت ہو کر دُکھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ابھیاسی لمبی سے لمبی سمادھی لگانا چاہتے ہیں اور خواہش کیا کرتے ہیں کہ سمادھی سے اُتریں ہی نہیں جو موت کے بغیر ناممکن ہے۔ گیان مارگ میں ذرا زیادہ قدرتی طریقہ پر من سے برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اُس کے خواہش اور دھرم وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ وہ طاقت کہاں سے لیتا ہے۔ باہر کی طرف کیوں دوڑتا ہے وغیرہ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے اس فیصلہ پہ پہنچتے ہیں کہ اگر من کا نقطہ نگاہ ہی بدل دیں تو تمام کھیل خود بخود بدل جائے گا بس فوراً من کے کان میں ادویت کا گورو منتر پھونک دیا جاتا ہے جس کا بارم بار وچار کر کے من کا رنگ بدلنا شروع ہو جاتا ہے مطابق (جیسا سوچو گے ویسا بن جاؤ گے) حتیٰ کہ وہ پورن ادویت روپ چینن ہی ہو جاتا ہے۔ وہ کسی غیر کو نہ دیکھتا ہے نہ جانتا ہے نہ ایسا برتاؤ کرتا ہے جس سے اُس کی وہ تمام حرکات جن کی وجہ سے

سے بُرے من اور کئی بُرے القاب سے یاد کیا جاتا ہے مند ہو جاتی ہیں
اس لئے کہا جاتا ہے کہ اب من گل گیا۔ یہ صرف گیان سے ہی ممکن ہے۔
اب رشی فرماتے ہیں کہ جس مہاپُرش تتو ویتا کا من گل گیا ہے اُس
کی عجیب حالت ہے جو بیان نہیں ہو سکتی ۔۔۔ وہ برہم سروپ ہے۔ جہاں
پرکاش اہنکار اور پرماد وغیرہ کی کوئی گتی نہیں۔ ایسے مہاپُرش کو
سدا نمسکار ہے۔



نوٹ :۔ مندرجہ ذیل ادھیائے ۱۲ کا شلوک نمبر ۲ جو اپنی ٹھیک جگہ
پر چھپنا رہ گیا ہے۔ یہاں دیا جاتا ہے۔

(ادھیائے ۱۲ اشلوک ۲) شبد آدی میں پرہیتی کے ابھاؤ سے
اور آتما کے ادرشیہ ہونے سے وکشیپ سے رہت ایکاگر ہردے
والا ہو کر میں جیسے کا تیسا ہوں۔

(شرح) عام سنساری انسان اندریوں کے وشیوں شبد سپرش آدی
میں راگ دویش کی وجہ سے اشانت رہتا ہے۔ تیاگی اور بیراگی لوگ ایشور پرماتما
کو درشن کا وشے خیال کرتے ہوئے طرح طرح کے بھیس اور سادھن دھارن
کرتے ہیں۔ ان کا من بھی اشانت رہتا ہے لیکن گیانی جسے اندریوں کے
وشیوں میں راگ دویش نہیں۔ جس نے آتما کی ادرشتا کو (درشن نہ وشے نہ
ہونے کی) نشچے کر لیا ہے اُسے نہ پدارتھوں کی خواہش ہے اور نہ ایشور درشن
کی وہ وکشیپ سے رہت ایکاگر چت اپنے آپ میں قائم ہے۔

روحانی نسخے

سالک کو چاہیئے کہ مفصلہ ذیل حالات کو عمل میں لا کر معرفت کا فایدہ اٹھاوے۔

(۱) بوقت بیماری جسم یا خوف موت اپنی ذاتی قدامت کو یاد کرے یعنی آپ کو موت سے بے خوف مانے "است مردپوہم"۔

(۲) اگیانی لوگوں سے اگیان اور سنشے دلپریہ کنے چن ہوں کہ حقیقت وگیان کو ہرنے یعنی آپ کو عین علم الیقین کرے اور اُن کی باتوں کو اگیان جانے "گیان مردپوہم" "چ مرد پوہم"

(۳) بوقت رنج وغم یا دُکھ درد اپنے ذاتی سرور کی یاد سے آپ کو غم کے تعلق سے پاک سمجھے "آنند مردپوہم"

(۴) جب معاملات خانہ داری میں برتتا ہو اسی وقت آپ کو آزاد مان کہ سب کے تعلق سے فارغ رہے "اسنگوہم"

(۵) بوقت تکمیل افعال حواس وخواطر اپنے عہدۂ شہادت کو سنبھالے آپ کو شاہد مانے فاعل نہ مانے "ساکشی کیول ہوہم"

(۶) بوقت تبدیلی جسم یا بیکاری عضو وغیرہ اپنی بے عیب اور یکساں ذات کو یاد کرے جسم کے عیب سے اپنے آپ کو پاک سمجھے "نروکار وہم"

(۷) مخلوق کے ساتھ برتنے کے وقت اپنی عادت صاحب کل کو یاد کرے آپ کو مخلوق کی طرح مان کر دوئی سے فارغ رہے "سرو روپوہم"

(۸) تبدیلی زمانہ وجسم یا گردشی حالات سے آپ کو تبدیل شدہ نہ مانے۔ ہمیشہ یکساں یقین کرے "کوٹستھوہم"

(۹) بوقت ضرورت عادت سیری کو یاد کرے بوقت ضرورت آپ کو محتاج نہ مانے "نت ترپتوہم"۔

(۱۰) جس وقت کوئی تلخ گوئی کرے، غصہ یا بے عزتی کرے شکایت کرے یا نقصان ہو جاوے اس وقت اپنی ذات جمعیت وتسکین کو یاد کرے۔ یعنی غصہ بے عزتی ونقصان سے لغزش نہ پاوے با تسکین رہے "شانت مردپوہم"۔

سوامی ہیمراج جی اکاشی

انسان کے واسطے

(۱) سب سے اعلیٰ نظر کیا ہے۔ حق بینی یا آتم درشٹی۔
(۲) سب سے اعلیٰ کام کیا ہے۔ خود شناسی یا آتم گیان
(۳) سب سے اعلیٰ مسند کیا ہے۔ جمعیت یا شانتی
(۴) سب سے اعلیٰ راحت کیا ہے۔ دائم السیری یا نت ترپتی

پس انسان کو واجب ہے۔ کہ ہر جا اپنی ذات کا دیدار پاکر ذاتی سُرور کا ذوق اُٹھا دے۔

معرفت کا نچوڑ

(۱) ہر شئے ہر کسی کو حاصل ہے۔
(۲) کل کا مال کل کے ساتھ ہے۔
(۳) ہر شئے خود بخود کمال پاتی ہے

ان کی لاعلمی و عدم فہمید سے انسان مشقت۔ جستجو اور تشویش کا شکار ہو رہے ہیں۔

(۴) "قدرت مادر مہربان ہے خود بخود ہر ذی روح و غیر ذی روح کو اپنے حمل میں پرورش دے رہی ہے" یہ حقیقت تسکین و شانتی کا وسیلہ ہے۔

(۵) نہ کچھ کرنا ہے نہ کچھ پانا ہے۔ ذاتی قیام میں سُرور منانا ہے۔

(۶) نہ کچھ ہے نہ کچھ تھا۔ نہ کچھ ہوگا۔ شئے واحد قائم بخود ہے

(۷) گیانی کا ٹھنڈا من امرت بھرے تالاب کے سمان نہ لابھ کا ابھلاشی ہے نہ ہانی کا سوچ کرتا ہے۔

(۸) نشکام گیان کے سوا اور کون ہے۔ جو جانتا ہوا کبھی نہیں جانتا دیکھتا ہوا کبھی نہیں دیکھتا اور بولتا ہوا کبھی نہیں بولتا +

فہرست مضامین

دیباچہ

پیارے آتم دیو۔ پوجاری نے ایک لشپ ارپن کیا۔ آپ نے نشتر ما پرگٹ کی وہی پھول ایک دوسری شکل میں پیش کیا گیا جس نے آپ کی توجہ کو کھینچا۔ آپ کا دل موجزن ہوا۔ آنکھوں سے ایک روشنی نکلی۔ اس نے پھول کو ایک نیا بالکل نیا درشن دیا پوجاری حیران تھا لیکن آپ کی دستو آپ کو ارپن کردی جس سے آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی جو اور زیادہ پھرتی کا کارن بنی اور جس سے چوتھا لشپ تیار کیا گیا۔ اور آپ کے چرنوں پر نیوچھاور ہوا آپ کا منتری دائرہ حرکت میں آگیا۔ آپ نے اسے اپنے کرکملوں میں اٹھالیا آپ کے ماتھے کا تیج۔ آنکھوں کی چمک اور ہاتھوں میں پھول دیکھ کر پوجاری ستبدھ تھا۔ وہیں اور ایک آنند ایک نشہ خودمستی۔ خاموشی۔ سکون چھا گیا۔ پوجا۔ پوجاری اور پوجیہ کوئی نہیں تھا۔ اتنے میں آپ نے مانگ کی خوب جھنجوڑ کر جگا کر۔ اور لشپ لانے کی مانگ کی۔ آپ کے داس کی خوش نصیبی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے۔ لیجئے ایک اور پھول ارپن ہے۔ آپکی دی ہوئی ستا کا روپانتر آپکی اپنی ہے۔ لیلا۔ کھیل۔ کھیل لو پیارے۔ کھیل لو۔

اشٹاوکر گیتا کے پہلے دو حصے چھپ چکے۔ اب تیسرا حصہ آخری ۱۸ سے ۲۱ ادھیائے تک پیش ہو رہا ہے۔ پڑھیئے اور حظ اٹھائیے۔ ادم

پوجاری

اٹھارہواں ادھیائے

شانتی شتک

ا۔ گیان کے ہوتے ہی جس کو یہ جگت بھرم سوپن کے سمان دکھائی دیتا ہے۔
اس شانت سکھ ایک روپ تیج والے گیانی کو نمسکار ہے۔

(شرح) اس ادھیائے میں رشی اشٹاوکر شانتی اور آنند کی جھلک دینے والے شلوک کہیں گے۔ اس ادھیائے میں بہت سی ٹھوس سچائیاں بھی ظاہر کریں گے۔ اس لئے من کو ساودھان کر کے ایک گرہن ادھیکار   پیدا کریں۔ تاکہ آنند حاصل کر سکیں۔ گہرا وچار کرنے کی ضرورت بھی ہوگی۔ سب سے پہلے برہم گیانی کو نمسکار کرتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو۔ شری نانک دیوجی کہتے ہیں: "نانک برہم گیانی آپ پرمیشر"

فرمایا ہے کہ اس شانتی اور آنند کے سروپ ادویت روپ تیجوی برہم دینا کو ہاتھ جوڑ کر بندنا ہے۔ جن کو گیان پرکاش ملتے ہی سنسار کا بھرم رات کے خواب کی طرح است ہو گیا۔ جب تک گیان نہیں ہوتا۔ ہم نام روپ آتمک جگت میں رہتے سہتے اور بود و باش رکھتے ہیں۔ اسی کو ست اور امر سے جانتے ہیں۔ لیکن جونہی گیان کا پرکاش ہوتا ہے اور چشم باطن کھلتی ہے۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ابھی تک ست مانا تھا۔ وہ سب است ہے۔ اور جس کو است سمجھتے تھے (کہ اس سنسار سے پرے کچھ ہے نہیں) وہی ست نکلا یہی وہ ست ہے۔ جس کو مد نظر رکھتے ہوئے منی وششٹھ جی مہاراج رام چندر جی سے یوں فرماتے ہیں۔ ہے رام جی۔ جگت اور برہم میں مطلق بھید نہیں۔ یہ ایک ہی ہیں۔ ایک وستو کے دو نام ہیں۔ اور گیان سے پہلے کا جو

جگت ست پرنیت ہوتا ہے۔ اُس کے متعلق گیان درشٹی سے کہتے ہیں" جسے اُمجی! میں تم نے کہتا ہوں کہ جگت منفیل ہے۔ تینوں کال کبھی ہوا ہی نہیں۔" اس نظر سے گیان ہونے پر جگت سوپن وت ہو جاتا ہے۔

۲۔ دھن آدی اکٹھا کر کے انیک پرکار کے وشے بھوگ ہی پراپت کرتا ہے۔ پرنتا سب کے تیاگے سکھی نہیں ہوتا۔

(شرح) داناؤں کا قول ہے :" دھن سے ہم روٹی خرید سکتے ہیں۔ بھوک نہیں۔ بستر خرید سکتے ہیں۔ نیند نہیں۔ خوبصورت کپڑے خرید سکتے ہیں۔ جسم کی خوبصورتی یا سڈولتا نہیں۔ دوائیاں خرید سکتے ہیں۔ صحت نہیں؛ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح رشی فرماتے ہیں۔ روپیہ جمع کر کے ہم رنگا رنگ کے وشے تو پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن جس سکھ اور آرام کے لئے ان کو خریدتے ہیں۔ وہ ان سے میسر نہیں ہوتا بلکہ وہ ان کے تیاگ میں ہی ہے۔ سب سے پہلی بات جو کہ جگیاسو کو ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ آنند کا مرکز یہ وشے نہیں۔ بلکہ وہ اس کا اپنا آپ ہے۔ ہاں آنند ان تمام اشیاء میں ظاہر ضرور ہوتا ہے۔ لیکن جہاں ظاہر ہوتا ہے۔ ضروری نہیں وہی اس کا مرکز ہو۔ مثلاً سورج کی روشنی دھوپ تمام دنیا کی اشیاء اور در و دیوار پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مرکز ان سے دور آسمان کی بلندی پر سورج میں ہی ہے۔

علاوہ ازیں ہر متلاشی کو خود تجربہ کرنا چاہیئے جس وشے میں اُس کو آنند محسوس ہوتا ہو۔ اُس کو لگاتار بھوگنا شروع کر دے۔ بہت جلد وہ آنند غم میں تبدیل ہو جائے گا۔ تمام محبت نفرت میں بدل جائے گی۔ اگر آنند واقعی کسی بھوگ میں ہوتا تو وہ ہمیشہ بنا رہتا۔ لیکن وہ ایسا نہیں رہتا ہے۔ جیسا کہ صحت میں ایک چیز دل پسند ہے۔ آرام دہ ہے۔ بیماری میں وہی کڑوی تکلیف دیہہ ہے۔ پھر ہر ایک انسان کا تجربہ دوسرے سے مختلف ہے۔ ایک شخص کو ایک شے

میں آنند کا بھان ہوتا ہے۔ دوسرے کو اُس سے بہت نفرت ہے۔ دیکھ بھی نہیں سکتا۔ ان تمام باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تمام وشیوں سے سکھ کی پراپتی نہیں ہوسکتی روپیہ سے خواہ تمام وشے پراپت ہو جائیں۔

۳۔ جس کا من کرم کے سورج سے جل گیا ہے۔ اُس کو شانتی کی امرت دھارا کی جھڑی بنا کہاں سکھ ہے۔

(شرح) کرم کانڈ اور شرح کے اندر وہ کڑی سختیاں اور پابندیاں انسان کیلئے رکھی ہیں جن کے بوجھ تلے آسانی سے سانس لینا بھی معنی رکھتا ہے۔ ان سختیوں کو جھیلتا ہوا انسان آخر ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ قید کی بیڑیوں کو پازیب کہتا ہے۔ اور ہتھکڑیاں اس کا کنگن بن جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اُسے کسی طرح کی آتمک یا مانسک خوشی نصیب نہیں ہوسکتی بلکہ الٹا زہد یا پاکیزگی کا بھوت سوار ہو کر اُس کے اہنکار کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔ جس سے درحقیقت وہ سکھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اہنکار اور غیریت کی دُنیا میں سکھ کہاں۔ رشی ایسے لوگوں کا علاج گیان سے حاصل کی ہوئی شانتی کی امرت دھارا بتلاتے ہیں۔ گیان سے ہی سروپ کا گیان ہو کر اہنکار اور غیریت رفع ہوں گی۔ ان کے رفع ہونے سے کرم کے تمام بھرم جاتے رہیں گے۔ کوئی پابندی نہ پا کر جگیاسو آزادی کا سانس لیگا۔ اور شانتی حاصل کرلے گا۔ جس میں اننت سکھ مضمر ہے۔

۴۔ جگت بھاونا تر ہے۔ پرمارتھ سے کچھ نہیں ہے۔ ست وست اگر سو بھاؤ سے ہوتے تو دو نہ ہوتے۔ کیونکہ آگ کبھی ٹھنڈی سبھاؤ والی نہیں ہوتی۔ وچار ہونے سے جگت کا بھاؤ ابھاؤ کچھ سادھ نہیں ہوتا۔

(شرح) ویدانت میں تین قسم کی ستائیں (نقطہ نگاہ) مانی گئی ہیں۔ (۱) بیوہارک ستا یہ وہ نقطہ نگاہ ہے۔ جس سے لین دین روپی بیوہار ہوتا ہے۔ اور بیوہار کبھی پورا نہیں

اترتا۔ جب تک اس میں ست بدھی نہ ہو۔ اس لئے جب تک ہماری عقل ویوہار تک ہی محدود رہتی ہے۔ اس سے پرے کی بات نہیں سوچ سکتی۔ اس وقت تک ہم دنیا کو عین حقیقت ایک ٹھوس شے سمجھتے ہیں۔ یہی ویوہارک ستا ہے۔ اس کو رشی خاطر تک میں نہیں لاتے۔ اسی لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔ (۲) پرتی بھاسک ستا۔ یہ وہ نظریہ ہے جس کی وجہ سے جگت ایک سوپن پرتیت ہوتا ہے۔ اس کی بدولت ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہماری دنیا ہمارے تخیل کا نتیجہ ہے۔ عکس محض ہے اک امر موہومی ہے۔ وجودی نہیں لکھ پتی سیٹھ صاحب کا اکلوتا بیٹا وفات پا گیا۔ دنیا اندھیر ہوگئی۔ زندگی دوبھر۔ ویوہارک ستا اب پرتی بھاسک ستا میں بدلنے لگی۔ دنیا کی بے ثباتی آنکھوں کے سامنے چکرانے لگی۔ ویراگ پیدا ہوا۔ وچار آ ڈٹا۔ سمجھ آنے لگی کہ دکھ سکھ عزت بے عزتی جنم مرن ست است تمام خیالی ہیں۔ حقیقی نہیں یہ دوسری ستا ر نقطۂ نگاہ ہے (۳) پارمارتھک ستا۔ یہ سب سے اعلیٰ نظریہ ہے۔ دوسری ستا ہی درڑھتا کو پراپت ہو کر پارمارتھک ستا بن جاتی ہے یہ وہ نظریہ ہے جس کے ذریعہ غیریت بالکل گم ہو جاتی ہے۔ ہر چہار جانب ایکتا کا انوبھو ہوتا ہے۔ جیو اور جگت وغیرہ الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اسی نظریہ سے برہم آکار درتی پیدا ہوتی ہے۔ یہ تیسری ستا ہے۔

رشی فرماتے ہیں کہ پرتی بھاسک ستا سے جگت بھاونا ماتر یعنی امر موہومی ہے وجودی نہیں۔ اور پارمارتھک ستا سے یہ کچھ بھی نہیں۔ اپنی کوئی حقیقی ہستی نہیں رکھتا اگرچہ جگت اور حقیقت سوبھاؤ سے ست یا است ہوتا۔ تو کبھی ایک وقت میں ست اور دوسرے وقت است پرتیت نہ ہوتا۔ جس طرح آگ جو سوبھاؤ سے گرم ہے۔ کسی وقت ٹھنڈی محسوس نہیں ہو سکتی۔ چونکہ وچار کرنے سے پرمارتھک ستا سے جگت کا بھاؤ کچھ بھی باقی نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

یہ نستے ہے اور نراست بلکہ دونوں سے جدا مخفیا ہے۔ اسی کو انرو چنیہ کہا گیا ہے
اس شلوک میں جگت کا دید پدید ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ جگت کا مخفیا پن
ویدانت کا سب سے کمزور پہلو سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ اصول کی کم فہمی اور وچار
کی کمی کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ناظرین کو غور کرکے ان گتھیوں کو
سلجھانا لازم ہے۔

۵۔ آتم پد دور نہیں اور نہ تنگ ہے۔ سدا پراپت ہے۔ وہ نر وکلپ نرا یاس
نروکار اور نرنجن ہے۔

شرح: آتم پد کے معنی اپنا آپ ہے۔ کہتے ہیں ہمارا اپنا آپ کبھی ہم سے جدا نہیں
ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اپنا آپ یا آتما کی تعریف یہی ہے۔ جو کسی وقت کسی جگہ کسی حالت
میں ہم سے جدا نہیں ہوتا وہ ہمارا اپنا آپ ہے باقی بیگانہ ہے۔ اس لئے ہمارا اپنا
آپ جو کہ سنکلپ وکلپ سے رہت سوتہ سدھ وکار سے پرے اور مایا مل
سے پاک ہے۔ وہ کبھی ہم سے دور نہیں ہو سکتا۔ لامحدود ہونے سے وہ تنگ
نہیں اور ہمارا اپنا سروپ ہونے کی وجہ سے وہ سدا پراپت ہے کبھی ہم سے جدا
ہی نہیں۔

۶۔ شدھ گیانی ملکت کی چاہ کا تیاگ کئے ہوئے اپنی آتما میں ستھوت ہونے
سے بے پرواہ ہے۔

شرح: شدھ سروپ آتما میں نشٹھا رکھنے والے گیانوان ہمیشہ اپنی ذات میں
قائم رہنے کی وجہ سے سنسار کی تمام کامناؤں کا تیاگ کر دیتے ہیں ایسی بے خواہشی
کی وجہ سے وہ اکثر بے نیاز غنی اور لاپرواہ ہوتے ہیں۔ اسی سلسلے میں فرمایا ہے۔

برہم گیانی کا بھوجن گیان | برہم گیانی کا برہم دھیان
برہم گیانی سدا اسد جا لت | برہم گیانی اہلک بد دولالک

برہم گیانی کے من پر مانند برہم گیانی کے گھر سدا آنند

۷۔ سارا جگت کلپنا ماتر ہے۔ آتما سناتن اور مکت ہے۔ ایسا سمجھ کر دھیر گیانی بچے کے سمان کیا ابھیاس کرے۔

(شرح) جس طرح بچہ تمام قسم کی کلپناؤں سے خالی ہوتا ہے۔ اس کے لیے دُنیا یا خدا بے معنی الفاظ کے سوائے کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ اسی طرح جب عارف باکمال حقیقت کے آسمان پر پرواز کرتا ہے۔ تو اس کو اس بلندی سے کوئی بھید بھاؤ دکھائی نہیں دیتے۔ کہیں غیریت دویت یا تریت نہیں دیکھتا۔ آپ کو دیکھتا ہے تو زور سے پکار اُٹھتا ہے۔ سے

میں نہ بندہ تھا نہ خدا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا دونوں علت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

یا یہ جانیوالو بھور دارا ہے سنکلپ کا سب پسارا ہے

ایسی حالت میں گیانواں انوبھو کر لیتا ہے کہ سنسار محض نام روپ آتمک ہے۔ اور میں مکت اور سناتن ہوں۔ ترکال ابادھ سدا ہوں۔ اس انوبھو کے بعد وہ بچے کی طرح سنکلپ سے رہت ہو جاتا ہے۔ اب وہ کیا شغل کرے۔ تمام شغل کچھ غرض یا مطلب سامنے رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ عارف کی کوئی غرض ہی نہیں اس لئے وہ اب کیا ابھیاس کر سکتا ہے۔

۸۔ آتما برہم ہے۔ بھاؤ ابھاؤ کلپت ہیں۔ ایسا نشچے کر کے نشکام ہوا گیانی کیا جانے۔ کیا بولے اور کیا کرے۔۔۔۔

(شرح) جن کو یہ یقین پختہ ہو گیا کہ آتما ہی برہم ہے "برہمو اہم" میں برہم ہوں۔ باقی سب کلپنا ماتر ہے۔ جیسا کہ یوگ واشِشٹ میں اپدیش ملتا ہے۔ کہ ہے رام جی جگت تینوں کال نہیں ہے۔ یہ سب برہم ہے۔ تمہارا دیکھنا، سننا، کھانا، پینا، بولنا تمام [illegible] برہم ہوتا ہے [illegible] کے سوائے کوئی دوسری

وستو نہیں۔ آتما برہم میں تو وغیرہ تمام شبد اپدیش کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ورنہ یہ سب ایک ہی شے واحد کے نام ہیں جس کا درحقیقت کوئی نام نہیں۔ جو سب سے پہلے ہے۔ سب کا منبع اور مخزن ہے۔ اس کا نام کون رکھے۔ وغیرہ اور شرتیاں کہتی ہیں"۔ ایسا یقین رکھنے والا مہرکام۔ آپت کام اور آتم کام ہو جاتا ہے"۔ ایسے نشچے دان نشکام گیانی کے لئے جاننے یوگیہ کیا ہے۔ جو وہ جانے اور کس کیلئے ہونے۔ اور کون کرم اس کے کرنے یوگیہ باقی ہے جس کو وہ کرے گویا وہ ان تمام باتوں سے برتر ہے۔

۹۔ سب آتما ہے"۔ ایسا نشچے کرنے سے مون یوگی کے یہ وچار کہ میں یہ ہوں اور یہ نہیں ہوں" مٹ جاتے ہیں۔

(شرح) جس مہاتما نے شرتی کے واکیوں "سردم کھلودم برہم" اور ایکم آتما برہم"! یعنی یہ سب کچھ برہم ہے۔ اور یہ آتما برہم ہے۔ گویا یہ سب آتما ہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب میں ہی ہوں ان کا انوبھو کر لیا ہے۔ اور ان کو اپنے یقین میں لے آیا ہے۔ جہاں اس کا من سنکلپ وکلپ سے مکت ہو جاتا ہے۔ وہاں اس کے یہ وچار کہ میں یہ ہوں (آتما ہوں) اناتما (شریر) نہیں ہوں۔ اڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب سب آتما ہو گیا۔ تو کوئی اناتما باقی نہیں رہ پاتا۔

۱۰۔ شانت گیانی کو وکشیپ نہیں۔ ایکاگرتا نہیں۔ بودھ نہیں۔ اگیان نہیں۔ نہ سکھ ہے نہ دکھ ہے۔

(شرح) چونکہ شانت سروپ گیانوان اب اپنے آتما میں قیام فرما ہے۔ اور سب کو آتم درشٹی سے دیکھتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے وکشیپ۔ ایکاگرتا۔ بودھ۔ اگیان دکھ اور سکھ تمام مہمل الفاظ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ ہر حال میں یہی گاتا ہے

رمتا ہیں ہم آپی میں جس میں کیری نہیں ... یہاں یوں ہی داما ...

نزدہ جانتا ہے کہ یہ تمام پن یا بدتی کے کام ہیں۔ جو ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

آپ ہی آپ ہوں یاں غیر کا کچھ کام نہیں   ذاتِ مطلق میں میری شکل نہیں نام نہیں

۱۱۔ راج اور بھکاری پن میں۔ لابعد ہانی میں۔ بھیڑ بھاڑ اور جنگل میں۔
نرد کلپ سو بھاوا سے کی نظر میں بھید نہیں۔

(شرح) برہم گیانی اور بہت بشٹھا کے طفیل تمام دوندوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ ان میں فرق نہیں سمجھتا۔ نفع نقصان۔ عزت بے عزتی بھوک پیاس امیری اور غریبی۔ آبادی اور ویرانہ۔ کیونکہ اس کا چت اپنے سروپ میں ستھر ہوا ہوتا ہے وہ اس قسم کی کلپنا نہیں کرتا۔ اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ گیانی میں اُن کی تمیز اُڑ جاتی ہے۔ یا وہ بے ہوش رہتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اس جیسا باتمیز اور باہوش انسان روئے زمین پر نہیں مل سکتا وہ ان تمام باتوں کو دیکھتا ہوا بھی ان کو حقیقی نہیں جانتا بلکہ ہیچ اور پوچ سمجھتا ہے۔ اس لئے ان کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

۱۲۔ یہ کیا" یہ نہیں کیا" اس جھگڑے سے نشچنت گیانی کو دھرم کہاں۔
ارتھ کہاں۔ کام کہاں اور موکش کہاں۔

(شرح) جب تک جزوی خودی رہتی ہے۔ انسان اپنے آپ کو کرتا مانتا ہے۔ اور کرم کے جھنجھٹ میں پڑا رہتا ہے۔ حساب پڑا لگاتا ہے کہ میں نے یہ کیا اور میں نے یہ نہیں کیا۔ اس سے مجھے دھرم کی پراپتی ہوگی۔ یا ارتھ ملے گا۔ یا کامنا بر آئے گی یا میں موکش حاصل کروں گا۔ تمام قسم کی خواہشوں کو مد نظر رکھ کر وہ تمام کام کرتا ہے لیکن جن کی خودی جاتی رہی۔ جو اب فاعل نہیں ہیں۔ جن کی جزوی ہستی ہے موجود ہی نہیں رہی جس کے لئے دھرم ارتھ کام اور موکش کی خواہش کریں۔ انہیں اس قسم کا کوئی جھگڑا باقی نہیں رہ جاتا کہ ہم نے یہ کیا ہے اور یہ نہیں کیا ہے اس لئے وہ دھرم ارتھ کام موکش سے آزاد ہیں

۱۳۔ جیونمکت یوگی کو کچھ بھی کرنا نہیں ہے۔ اور من سے کسی سے بھی کچھ سمبندھ نہیں ہے۔ تو بھی اُس کو جیون کے کرم کرنے پڑتے ہیں۔

(شرح) ایشاواسیہ اُپنشد میں فرمایا ہے "اس دانائی (آتما سب میں سب کچھ ہے) سے آزاد ہوا گیانی جسمانی کام کرتا ہوا سو سال زندگی بسر کرے۔ کیونکہ بجز اس کے زندگی کی راہ نہیں؛ کیونکہ گیانی کے لئے شرع میں کوئی حکم نہیں رہتا اس لئے یہاں صرف وید ایک بیان دیتا ہے۔ اور اجازت دیتا ہے کہ گیانی جسمانی کام کرتا ہوا اوسط زندگی (۱۰۰ سال) بسر کرے۔ کیونکہ جسمانی کاموں کے بغیر زندگی رہ نہیں سکتی۔ گیانی کے لئے گیتا میں بھی یہی کہا ہے۔ اے ارجن گیانی تک اپنی پرکرتی کے مطابق کرم کرتے ہیں۔

اسی آتے کو لیکر رشی راجہ جنک سے کہتے ہیں۔ اے راجہ اگرچہ گیانوان جیونمکت کو اب کچھ کرنا دھرنا نہیں ہے۔ وہ کرموں سے اوپر رہتا ہے۔ اس کی دُنیا میں دراصل کرم ہے ہی نہیں۔ اور ایک اودیت ہونے سے اُسے کسی سے تعلق بھی نہیں۔ من کرکے بالکل آزاد ہو چکا ہے تو بھی اس کو زندگی کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر جسمانی زندگی پوری نہیں ہوتی۔ ان کو وہ جوں کا توں کرتا رہتا ہے۔ لیکن ان میں اہنکار یا فاعلیت نہیں مانتا آزاد برتتا ہے۔

۱۴۔ تمام سنکلپوں کی سماپتی پر پرم شرام پائے مہاتما کو موہ کہاں ہے جگت کہاں ہے۔ دھیان کہاں ہے اور مکت کہاں ہے۔

(شرح) ویدانت جس کے معنی حدِ علم ( ) یا حدِ کلام ( ) کہا گیا ہے میں نشت رکھنے والے رشی

[illegible]

ہی سکتی ہے۔ اسی لئے سنکلپ رہنے والے مہاتما کو موہ کہاں سے ہونے لگا۔ موہ کا کارن جزوی خواہشات ہیں۔ اور فردیت کے خیالات ہیں۔ گیانی ان تمام سے آزاد ہوتا ہوا موہ نہیں کرتا۔ جگت دھیان اور سکتی تمام ادویت کی حالت میں ہو سکتی ہیں اس لئے یہ سب گیانی کے لئے ہستی نہیں رکھتے۔

۱۵۔ جس نے اس جگت کو دیکھا کہ واستو میں کچھ نہیں ہے۔ ایسا نشچیہ رکھنے پر گیانی دیکھتا ہوا بھی نہیں دیکھتا۔ وہ بنا پھل کی اچھا کے کرم کرتا ہے۔ (تشریح) رسی میں سانپ کی مثال یاد فرما دیں۔ رسی اور سانپ ایک ہی وستو ماتر کے دو نام ہو گئے۔ جب تک ہم سانپ کو دیکھ رہے ہیں ہم رسی کو نہیں دیکھ سکتے اور جونہی ہم نے رسی کو دیکھ پایا۔ ہمارا بھرم "یہ سانپ ہے" اور اس سے پیدا شدہ ڈر دونوں غائب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب تک ہم دنیا کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ دویت میں لستے ہیں۔ کئی طرح کے ڈر میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا کو نہیں دیکھ پاتے۔ اگر ایک دفعہ خدا کا مشاہدہ ہو جائے تو بس دنیا انھیں نظر نہ آئے۔ اس سے پیدا شدہ تمام بھرم دوئی وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہا ہے کہ جو دنیا کو دیکھتا ہے۔ وہ درحقیقت کچھ نہیں دیکھتا ہے۔ بھگوت گیتا میں فرمایا ہے کہ جو اپنے آپ میں سب کو اور سب میں آپ کو دیکھتا ہے۔ وہی دیکھتا ہے۔ ایسا یقین رکھتا ہوا گیانی دنیا کو دیکھتا ہوا بھی نہیں دیکھتا۔ وہ اس کے اندر خدا کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ دنیا کو نہیں دیکھتا۔ وہی اصلی معنوں میں بے خواہش ہے۔ اور اس کے تمام کام پھل اچھا رہت سو بھاوک ہیں۔ وہ اہنکار رہت بھولے ہوئے جیو کی طرح اپنے آپ کو کرتا یا فاعل نہیں مانتا۔

۱۶۔ جس نے برہم کو اپنے سے جدا دیکھا ہو وہ سوہم کا چنتن کرے۔ وہ نشچنت جو دویہ کو نہیں دیکھتا کیا وچار کرے۔

شرح: ایک مہاتما یوں فرمایا کرتے ہیں۔ دُنیا کے لوگ اکثر ایشور کو یاد کرتے ہیں۔ سمرن کرتے ہیں اور اس کے نام کی مالا پھیرتے ہیں۔ اور اگر سوال کیا جائے کہ ایشور کیسا ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے۔ تو لاجواب ہو کر کہہ دیتے ہیں۔ وہ دکھائی نہیں دے سکتا۔ لیکن اصول یہ ہے سمرتی یا یادداشت صرف اس شے کی ہو سکتی ہے۔ جس کو ہم نے دیکھا ہو۔ انوبھو کیا ہو۔ انوبھو اور سمرتی کا تعلق لازم ملزوم کا سا ہے۔ مثلاً جس بچے نے پتا کو گھر میں دیکھا تھا۔ ملازمت کی وجہ سے پتا باہر چلا گیا۔ بچہ پیچھے اس کو یاد کر سکتا ہے۔ اُس کا نام لے سکتا ہے۔ لیکن جس بچے نے جنم سے پتا کی شکل ہی نہیں دیکھی۔ پتا خواہ پردیش میں ہے یا پہلے ہی مر چکا ہے۔ وہ اسے کبھی یاد نہیں کر سکتا۔ نہ اس کی شکل کا دھیان کر سکتا ہے۔ نہ اس کا نام لے سکتا ہے اس لئے جن لوگوں نے ایشور کو دیکھا نہیں۔ اسے سمجھا اور پہچانا نہیں۔ وہ اسے کیا یاد کر سکتے ہیں۔ اور اس کی شکل کا کیسے دھیان کر سکتے ہیں اور اس کا نام کیا لے سکتے ہیں۔ اُن کا سُنی ہوئی باتوں پر ایمان لا کر یہ تمام عمل اس طرح ہیں جس طرح سگِ نابینا ہوا کے جھونکے سے ہی بھونکنے لگ جائے۔

اس بات کو رشی نہایت دلیری سے واضح کرتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے برہم کو اپنے سے جدا کہیں دیکھ پایا ہے۔ وہ بیشک سوہم کا چنتن کیا کریں۔ لیکن گیانوان جس کا شریک ہی نہیں (دھارک لاشریک) وہ کس کا وچار کرے۔ گویا گیانی کے لئے سوہم چنتن کوئی معنی نہیں رکھتا۔

۷۔ جس نے آتما میں وکشیپ دیکھا ہو۔ وہ نرودھ کرے۔ اُدار چیت مہاتما کو چنتا نہیں۔ اس لئے وہ نشکام کرم کرتا ہے۔

شرح: عام لوگوں کو غلط فہمی سے بچنا چاہیئے۔ رشی ان شلوکوں میں سادھن یا شغل کا [illegible] نہیں کرتے۔ وچار اور دھیان کی [illegible] نہیں کرتے۔ بلکہ [illegible]

کال میں گیانی کے متعلق تمام باتیں ہو رہی ہیں۔ اس لئے وقت کے مطابق گیانی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جو سادھن کال سے گذر چکا۔ جس نے جگیاسا اوستھا میں سادھن کر لیا ہے۔ شروع میں سادھک کو تمام سادھن کرنے پڑیں گے۔ جب پھل کی پراپتی ہو جائے گی۔ اس وقت اُسے انہی سادھنوں کا تیاگی نہیں بن جانا چاہیئے۔ یہ در اصل رشی جی کا مطلب ہے۔ اس لئے اس شلوک میں بھی فرماتے ہیں کہ اُدار چیت مہاتما جنھوں نے آتم گیان پراپت کر لیا ہے۔ جن کے لئے من یا بدھی کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ جو اب چنتن سے رہت ہیں۔ جن کے لئے دھیاتا۔ دھیان دھیئے ایک ہو گئے ہیں۔ کس لئے نرودھ کا ابھیاس کریں گے۔ وہ تو آتم درشی ہیں آتم میں وکشیپ سے نہیں جس نے آتما میں وکشیپ دیکھا ہو۔ وہ بیشک ابھیاس کرے۔ چونکہ گیانی ہر قسم کے سادھن سے اب آزاد ہے۔ اس لئے اب وہ سچا کرم یوگی ہے نشکام رہتی ہے اس کے کرم ہوتے ہیں۔

۱۸۔ دھیر پُرش بنا چنتا کے سنساریوں کے سمان کرم کرتا ہوا بھی اپنے آتما میں وکشیپ اور سمادھی نہیں دیکھتا۔

شرح۔ آتم درشی دھیر بدوان مہاتما تمام کام عام لوگوں کی مانند لیکن بے فکری اور بڑی شانتی سے کرتا ہے۔ وہ نہ چنتا کرتا ہے اور نہ گھبراہٹ۔ وہ گیتا کے قول کے مطابق جانتا ہے کہ ہمارا حق کام کرنا ہے۔ پھل کی اچھا کرنا نہیں۔ اس لئے وہ کام کئے جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ کرتے ہوئے یعنی عام سنساریوں کی طرح کرم کرتے ہوئے اپنے آپ میں نہ وکشیپ ہی دیکھتا ہے اور نہ ہی سمادھی کی ضرورت محسوس کرتا ہے ہر وقت سم بدھی ایک رس خوشی رہتا ہے۔

۱۹۔ بھاو ابھاو سے شانت ہوا۔ اچھا رہت گیانی تریپت ہے۔ سنسار کے دیکھنے میں کرتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں کرتا۔

(شرح) آتم گیان کے حصول سے پہلے تمام شکوک رفع نہیں ہو سکتے۔ جگیا سوؤں کے دل میں اس درشیمان جگت کے متعلق اکثر بہت سے شکوک رہتے ہیں۔ سب سے بڑا شک ہے کیا جگت ست ہے یا است؟ اسی کو بھاؤ رہونا، اور ابھاؤ (نہ ہونا) کہتے ہیں۔ شروع جگیاسا سے آتم گیان ہونے تک جگیا سو کی نگاہ متواتر بدلتی جاتی ہے۔ نگاہ کا بدلنا من کی اندرونی حالت پر منحصر ہے۔ ایک وقت وہ جگت کو ست سروپ جانتا ہے۔ پھر اس ستیتا رہستی) پہ شک گذرنے لگتا ہے۔ پھر یہ سوپن کی مانند ایک لمبا سوپن معلوم ہوتا ہے۔ اور بالآخر آتم گیان ہوتے ہی نگاہ بالکل بدل جاتی ہے۔ اب سنسار سنسار نہیں رہ پاتا۔ کھلونوں میں کھانڈ اور زیورات میں سونا نظر آنے لگتا ہے۔ کھلونے اور زیور اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اب جگت نہ بھاؤ روپ ہے اور نہ ابھاؤ روپ ہے۔ بلکہ کچھ دلکش ہی شے ہے۔ بھگوان دتاترے فرماتے ہیں:"استی ناستی کتھم بروُیام۔ وسمیہ پرمتی بھاتی مے۔" ترجمہ۔ "ہے" اور "نہیں ہے" میں کیسے کہوں۔ مجھے تو آشچریہ روپ پرتیت ہوتا ہے۔ یہی وہ دشا ہے جس میں کیا اور کیوں الفاظ مہمل کی طرح بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اور شانتی کی سلطنت میں دخل نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے رشی فرماتے ہیں کہ آتم گیانی جس نے تمام سنشیوں کی نورتی کر کے شانت پد کو حاصل کیا ہے اور ترپت ستھتی کے کارن جس کی تمام اچھائیں پورن ہو چکی ہیں۔ جو آپت کام ہے۔ وہی نت ترپت ہے۔ خودی اور غرض سے بالاتر وہ سنسار کی بھلائی کیلئے جیتا ہے۔

اُس کے تمام کام یا تو دوسروں کیلئے ہوتے ہیں یا شریر یاترا رتھ۔ اس کا ذہن کُلّی ذہن میں اس قدر مل چکا ہوتا ہے۔ کہ اُس کا ارادہ درحقیقت ازلی ارادہ ہوتا ہے۔ اور اُس کے کام خدائی کام ہو جاتے ہیں دشریر ماتر میں وہ خودی چھوڑ بیٹھا ہے اس لئے کاموں کا فاعل نہیں بنتا۔ عام لوگوں کے دیکھنے میں اُس کے

شریر سے بہت کام ہوتے نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت کرتا ہوا بھی وہ نہیں کرتا ہے۔ جب کرنے کا سمے آتا ہے۔ کرم کر کے سکھ سے رہنے والے مہاتما کو پرورتی نورتی کا کچھ بھی دھیان نہیں ہوتا۔

(شرح) زندگی کے دو رُخ ہیں پھیلنا اور سکڑنا ان کو پورا کرنے کے لیے دو ہی مارگ ہیں۔ پہلے اور شرے یا عام فہم بولی میں پرورتی اور نورتی، پرورتی کے معنی تقلید اور نورتی کے معنی ترک ہیں۔ پرورتی سے پھیلاؤ اور نورتی سے سکڑنے کا عمل ہوتا ہے۔ گرہست میں زندگی بسر کرنے والوں کو پرورتی مارگ اور سنیاسیوں کو نورتی مارگ والا کہا جاتا ہے۔ عالم روحانیاں میں برتیون کے باہر نکلے پھیلاؤ کا نام پرورتی اور انتر مکھ سنکوچ کا نام نورتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں جگت میں پرورتا کرنے والے اعمال پرورتی اور ایشور کی طرف لے جانے والے کام نورتی کہلاتے ہیں۔ چونکہ گرہست میں تقلید، پھیلاؤ۔ اور اگیان کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اس لئے گرہست کو عام طور پر پرورتی کہا جاتا ہے اور سنیاس میں تمام تقلید سے پاک۔ سنکوچ اور گیان پایا جاتا ہے۔ اس لیے سنیاس کو نورتی کہا جاتا ہے۔

رشی وشسٹھ کرم برہم گیانی کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ ایسے مہاتما لوگ کرم میں کرم ابدھی کا تیاگ کر کے جو کچھ کرنے کو ہوتا ہے۔ اس میں اہنکار کا تیاگ کر کے اُسے دھرم یا فرض جان کر پورا کر دیتے ہیں۔ چونکہ اُن کے تمام کام پھل اچھا رہت ہوتے ہیں اس لیے وہ نتیجہ کے تمام انتظار سے فارغ رہتے ہیں۔ اور نتیجہ سکھ کا انوبھو کرتے ہیں۔ پرورتی اور نورتی کا خیال صرف جزوی من سے تعلق رکھتا ہے۔ اور برہم گیانی کا جزوی من کلی من سے ایک ہوتا ہے اس لئے اُسے کسی بھی کام میں پرورتی اور نورتی کا خیال نہیں رہتا ہے مختصر

اُن کے کام قدرتی (سوتہ سِدھ) ہوتے ہیں۔

۱۲۔ شِو اسنار بیت۔ نر آشرے۔ سوا چھا چاری۔ آزاد گیانی سنسار (پراربدھ) روپی ہوا سے پریرا ہوا خشک پتے کے سمان چیشٹا کرتا ہے۔

(شرح) خشک پتے کی اپنی کوئی اچھا نہیں ہوتی اور نہ کوئی چیشٹا ہی ہوتی ہے۔ جدھر ہوا کا جھونکا لے گیا۔ چلا گیا۔ گویا اس کا اپنا آپ ہے ہی نہیں۔ وہ شرناگتی کا پورن سروپ ہی ہے۔ جس طرح کسی کوی کا کہنا ہے۔ سہ

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے   نہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

زندگی نے شریر دیا تو ہم یہاں آ گئے۔ اب موت اسے لے جا رہی ہے۔ لیجانے دو نہ اپنی اچھا سے یہاں آئے تھے اور نہ اپنی اچھا سے جا رہے ہیں۔ گویا ہم کو اس شریر کے ہونے اور نہ ہونے سے کچھ مطلب ہی نہیں۔

گیانی جس کی تمام خواہشیں مٹ چکی ہیں۔ اودیت میں نِشٹھ ہونے سے جس کو آشرے یا آدھار کی حاجت نہیں رہی۔ آتما میں رمن کرنے سے جس کا آچرن آتما کی اچھا انوسار ہے یعنی وہ سرو بھوتوں کے ہت میں رت ہے۔ ایسا جو سوا چھا چاری ہے اور جو ہر پرکار کے بندھنوں سے آزاد ہو چکا ہے۔ ایسے مہا پرش کے کرم شریر کی شیشش پراربدھ انوسار ہوتے ہیں۔ یا سوکھے ہوئے پتے کی طرح دوسروں سے پریرا ہوا سب کام کرتا ہے۔ اس کا کوئی کام اپنا نجی کام نہیں ہوتا اس لئے وہ کرتا ہوا بھی اکرتا ہے۔ کھاتا ہوا بھی نہیں کھاتا۔ دیکھتا ہوا بھی نہیں دیکھتا اس کا ملین اہنکار ناش ہو جاتا ہے۔ شدھ برہم سروپ میں وہ سثِھت ہوتا ہے۔ اس کی مہا دیدگا تا ہے۔ ایسے مہاتما پرش کو نمسکار ہے۔ ایسے پرشوں کی طرف اشارہ کر کے گورو نانک دیو جی نے کہا تھا۔ سہ

جو لے جھاں دے زمرے کنت تنہاں دے پاس   ڈھونڈ تنہاں دی جے لے نانک دی ارداس

۲۲۔ جگت سے نشچنت کو کہیں نہ شوک ہے نہ ہرش، وہ شیتل من سدا ودیہہ کے سمان وچرتا ہے۔

(شرح) ہرش اور شوک راحت اور رنج، راگ، دویش سے ہوتا ہے، راگ اور دویش دویت میں ہوتے ہیں۔ ادویت میں کون کس سے راگ کرے کون کس سے دویش کرے۔ کس سے کس کو لیکر ماڈک ہو۔ آتم الو ندوھان کرتے کرتے جگت اروپی ہوا (BUGBEAR) جب دور گیا۔ سروپ کی لکھتا یا پہچان ہوئی اور ندھیاسن کے ذریعہ اپنے ادویت سروپ میں نشٹھا حاصل ہوگئی تو تمام چنتاؤں سے چھٹکارا ملا۔ اس طرح جگت سے نشچنت کو نہ ہرش ہی ہوتا ہے اور نہ شوک۔ اس کا من سطح بہت سدا شانت اور شیتل رہتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جس نسبت سے ہم اپنے شریر کو ست جانتے ہیں، اسی تناسب سے سارا جگت ست پرتیت ہوتا ہے۔ اس سے جو جگت سے بالکل نشچت ہو چکا جس نے جگت بدھی کا خاتمہ کر دیا۔ ضروری ہے۔ اس کی شریر بدھی بھی ویسی ہی ہو گئی ہوگی۔ اس لئے کہا ہے کہ ایسا شانت من والا مہاتما ہمیشہ دیہہ سے رہت کی طرح (دکھ درد سے آزاد) برتتا ہے۔ ہر وقت آنند میں مست رہتا ہے۔

۲۳۔ آتما میں مست اور شدھ گیانی کو کہیں بھی تیاگ کی اچھا نہیں اور نہ اس کو ناش کی ابھلاشا ہے۔

(شرح) عام انسانوں کو شریر میں آتم بدھی ہونے کے کارن شریر کے دکھوں سے دکھی رہنا پڑتا ہے۔ دنیا میں دکھوں کی ماترا سکھوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ سچ تو یہ ہے سکھ سب برائے نام ہے۔ جسم ایک مرکب شے ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور ہر تبدیلی شاید تو اس اوہم، کے لئے باعث تکلیف ہے جس طرح بیج سے انکر اسی وقت تک نہیں نکلتا۔ جب تک وہ زمین کے نیچے

نہیں دیتا۔ اپنے موجودہ جسم کو بالکل پاش پاش نہیں کر دیتا۔ حتیٰ نہ اپنا محدود نام و نشان مٹا کر نئی شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ اور پھر لامحدود اپنے جیسے بیج پیدا کر لیتا ہے۔ اگر بیج کی نشو و نما کو اس کی ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بہت تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہی اس کی پورنتا ہے۔

یہی حال انسانی جسم کا ہے۔ اگر سماجی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو تمام تبدیلیاں دُکھوں کا ایک پلندہ نظر آتا ہے۔ اور عام انسان اسی سے دکھی نظر آتا ہے۔ اور انھیں دکھوں کی وجہ سے وہ ان سے بھاگنا چاہتا ہے اور تیاگ کی خواہش کرتا ہے۔ لیکن گیانوان جس نے آتم گیان کے ذریعہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ یہ دُکھ نہیں۔ بلکہ بام تکمیل (پورنتا) کی سیڑھیاں ہیں۔ کہیں بھی تیاگ کی اچھا نہیں رکھتا۔

چونکہ ادویت درشٹی گیانی کو حاصل ہے۔ وہ کسی شے سے دُکھی نہیں ہوتا نہ کسی کو ستاتا ہے اور نہ ستایا جاتا ہے۔ اس لئے کبھی یہ خواہش نہیں کرتا کہ فلاں شے ناش ہو جائے اور مجھے پراپت نہ ہو۔

۲۴۔ سو بھاوک شونیہ چت کو پرار بدھ کے جھونکے سے اگیانی کے سمان کام کرتے ہوئے بھی مان اپمان کی چنتا نہیں۔

شرح: زمانہ ماضی کی کمائی پرار بدھ کہلاتی ہے۔ مثلاً بچپن میں ہم مدرسے گئے لڑکپن میں کالج دیکھا اور ۲۰ سال کی عمر میں ڈگری حاصل کی۔ ہم غلام ہو گئے۔ ہماری آمدنی ہماری پرار بدھ انوسار ہے۔ جتنا اور جیسا علم ہم نے جمع کیا تھا۔ وہ ہی ہماری پرار بدھ بنتا گیا۔ زمانہ طالب علمی میں ہم نے کتابیں پڑھنے کی زبردست خواہش پیدا کی۔ اور حتی المقدور بہت کتب کا مطالعہ کیا۔ یہاں تک کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب پڑھنے

نہ ہو۔ لیکن پھر بھی ہم کتاب پڑھتے ہیں۔ یہ پرارابدھ انوسار ہے۔ ہم نے پرارابدھ
کو ایسا بنایا ہے۔ بعینہٖ برہم گیانی جس کا چت اچت ہو چکا ہے۔ جو سوبھاو سے شانت
ہے۔ آتم گیان کی ڈگری حاصل کرنے سے پہلے جیسی جیسی پرارابدھ اُس نے بنالی ہے
یا دوسرے لفظوں میں جس ڈھنگ سے اپنے شریر یاترا کے چکر کو گھما دیا ہے۔ اُسی
پرارابدھ انوسار کام کرتا جائیگا۔ علاوہ ازیں اُس کے تمام قدرتی کام از قسم کھانا پینا
پہننا۔ سونا جاگنا وغیرہ اگیانیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ ویدانت کے سادھن کا ایک
ضروری انگ "تتکشا" ہے۔ جس کے معنی دُکھ سُکھ مان اپمان بھوک پیاس کا برداشت
کرنا ہے۔ چونکہ برہم گیانی ان تمام منازل کو طے کر چکا ہوتا ہے۔ اُس کی برداشت کی
طاقت بے مثال ہوتی ہے۔ اس لئے رشی فرماتے ہیں کہ اے راجہ شانت ہردیہ
آتم گیانی پرارابدھ وش اگیانیوں کی طرح کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن وہ کبھی لوک
لاج یا اپنی استت نندا یا مان اپمان سے ڈرتا نہیں۔ وہ تمام کام سوبھاوک کرتا
ہے۔ اندر سے اس طرح رہتا ہے۔ گویا اُس نے کچھ کیا ہی نہیں۔

۲۵۔ یہ کرم شریر نے کیا ہے۔ شدھ آتما نے نہیں کیا۔ ایسا سوچنے والا
گیانی کرتا ہوا بھی نہیں کرتا۔

(شرح) جن مہاپرشوں نے آتم گیان کے ذریعہ اپنے آپ کو شریر سے بھن (جدا)
جان لیا ہے۔ اور شریر کے کاموں سے اپنے تئیں لاتعلق (اسنگ) دیکھتے ہیں۔ جو
کبھی اپنے سروپ سے باہر نہیں نکلتے بلکہ عین ذات ہوئے یہ درڑھ نشچہ رکھتے
ہیں کہ یہ تمام کام جسم سے پرکرتی کے گنوں کے مطابق ہو رہے ہیں۔ یا شریر کی
پرارابدھ انوسار درجہ اتمام کو پہنچ رہے ہیں۔ ایسا سوچنے والا عالی خیال گیانی
تمام جسمانی کام کرتا ہوا بھی نہیں کرتا۔ علت نا عالمت سے معلول نہیں ہوتا۔ اس
بیان کو پڑھ سنکر اکثر ناواقف لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے

انسان کام تو کرے لیکن اُن کا فاعل نہ گردانا جاوے۔ یہ شک لاعلمی کی وجہ سے ہے۔ درحقیقت قانون یہ ہے کہ جو کرتا ہے وہی فاعل ہے وہی بھوگتا ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر قانون کی حد ہے۔ حد سے پرے وہ قانون نہیں برتا جاسکتا۔ مثلاً پنجاب گورنمنٹ کے قانون یوپی میں لاگو نہیں۔ اور ہندوستان کے قوانین انگلستان میں تسلیم نہیں کئے جاتے۔ مندر کے اصول اور قواعد احاطہ مندر میں اور مسجد کے احاطہ مسجد میں محدود ہیں اب کرم کی حیثیت کو سمجھنا چاہیئے۔ کرم خود محدود ہے۔ اس کے اجزا بھی ضروری محدود ہونے چاہئیں۔ جسم انسانی کی تختہ زمین پر ہر حرکت کا نام کرم ہے۔ حرکت بنسبت حدود میں واقع ہوتی ہے۔ لامحدود میں حرکت ناممکن ہے۔

انسان کے دو حصے ہیں۔ ایک انسان ظاہری یعنی جسم وغیرہ دوسرا انسان حقیقی یعنی آتما۔ ظاہری انسان محدود بہ حدود نشانی مکانی و زمانی ہے اس سے کرم سرزد ہوتے ہیں۔ یہی کرموں کا کرتا ہے۔ یہی بھوگتا ہے۔ یہی قانون ہے انسان حقیقی لامحدود ہے۔ اُس سے کوئی کرم نہیں ہوتے ہیں۔ وہ نہ کرتا ہے نہ بھوگتا ہے یہی قانون ہے۔

اسی لئے برہم گیانی جس نے اپنے آپ کو حقیقی انسان جان لیا ہے۔ آپ کو ظاہری جسم سے الگ تھلگ جانتا ہے۔ جسم کے کاموں سے کرتا نہیں ہوتا اور نہ ان کے اثرات سے ملوث ہوتا ہے۔ بلکہ اپنی حقیقی نشست میں قائم رہ کر ہمیشہ اسنگ رہتا ہے۔ یہ ہے مطلب "کرم کرتا ہوا بھی نہیں کرتا"۔

۲۶۔ جیون مکت شکھی سٹریان دنیا داری میں بھی زیب دیتا ہے۔ اور کرم کرنے سے اتنت بادی اور اگیانی نہیں بنتا۔

شرح۔ جن مہاپرشوں کو آتم گیان حاصل ہوگیا۔ وہی جیون مکت ہیں۔ اُنہی کی

زندگی یعنی ست چت آنند سروپ آتما میں قائم ہونے سے نت مُکھی ہیں اور سری ہی
الکھوا لکشمی یا ناپاتی وشنو ہیں۔ ایسے مہاتما یا داری یا گرہست آشرم میں رہتے
ہوئے بھی شوبھا پاتے ہیں اور گرہست میں رہتے ہوئے گرہست کے تمام کام کرنے
سے وہ نہ تو انت بادی اور نہ اگیانی ہی بنتے ہیں۔ یہاں رشی یہ وہم دور کرتے ہیں
جو اکثر دنیادار لوگوں کے اندر سمایا ہوا ہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ برہم ودیا تیاگی
سنیاسیوں کے لئے ہے نہ کہ گھر بار والے گرہیتوں کے لئے۔ رشی کہتے ہیں کہ
دنیا داری میں بھی برہم ودیا شوبھا دیتی ہے۔

۲۷۔ نانا وچاروں سے تھکا ہوا دھیر گیانی آتما میں ستھتی پا کر نہ کچھ سوچتا
ہے نہ جانتا ہے نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے۔

(شرح) جس طرح مسافر سفر کی کڑی منزلیں طے کر چکنے پر جونہی منزل مقصود پر
پہنچتا ہے۔ تو راستہ کی تکان کی وجہ سے کسی آرام دہ بستر پر لیٹ جاتا ہے۔ گھر بار
والے قریبی رشتہ دار دریافت کرتے ہیں۔ راستہ کے حالات پوچھتے ہیں۔ لیکن
وہ دل سے کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ آرام کا خواہشمند ہے۔ حتیٰ کہ آنکھیں
بند کر تمام سوچ وچار بند کر کے سوشپتی میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح اُتم گیانی برہم
وچار کی کڑی منزلیں طے کرنے کے لئے جب آتم ساکشاتکار کر لیتا ہے انیک پرکار
کے وچاروں سادھنوں اور شغلوں سے تھکا ہوا ہوتا ہے لیکن آتم سروپ
میں قیام پا کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ نہ سوچ وچار کرتا ہے نہ اپنے سے غیر کو
جانتا ہے۔ نہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ اپنی مہما میں مست ہو جاتا ہے۔

۲۸۔ سمادھی میں نہ ہونے سے مہاتمے مکشو نہیں اور دکشیپ سے کچھ
اور نہیں ہو جاتا یہ کلپت ہے۔ ایسا نشچہ کئے ہوئے گیانی برہم ہی ہی
ستھت ہو۔

شرح: ویدانت کے جگیاسو کے لئے چار نکھ سادھن وویک۔ ویراگ۔ کھٹ سمپتی
اور موکش اچھا بتلائے گئے ہیں۔ اسی طرح یوگ مارگ کے جگیاسو کے لئے سمادھی
منزل مقصود ہے۔ وہ مہاپرش جنھوں نے آتم ساکشاتکار کر لیا ہے۔ انھیں نہ
موکش کی خواہش رہتی ہے۔ اور نہ وہ سمادھی کے ہی پابند ہیں۔ اس خیال سے
کہ جگت میں وکشیپ (انتشار) ہے۔ چھٹکارہ حاصل کر لیتے ہیں۔

جگیاسا کی حالت میں جب کہ آتم ساکشاتکار نہیں ہوا ہوتا۔ انسان دنیا میں
دکھ محسوس کرتا ہے۔ اور دکھ کی ہر ایک منزل اس کے لئے ایک سخت قید دکھائی
دیتی ہے۔ چنانچہ ویراگ کی ورتی جاگ اٹھتی ہے جس کے نتیجہ کے طور پر ان تمام قیود
جسمانی اور دماغی سے آزادی چاہتا ہے۔ خواہ آزادی کا معیار کیسا ہی ہو۔ یہ وہ
"موکش اچھا" اپنی دکھوں کی وجہ سے یوگی سمادھی میں لین ہو جانا چاہتا ہے۔
اس قدر کہ پھر اترے ہی نہیں لیکن برہم گیانی جنھوں نے آتم سروپ کو پہچان لیا
ہے جنھوں نے حقیقی آزادی اور حقیقی سمادھی کو جان لیا ہے۔ وہ موکش اور
سمادھی کے پابند نہیں رہتے ان کو جگت ایشور روپ یا آتم روپ سے دکھائی دینے
لگتا ہے جس کو دیکھ کر آنند کو پراپت ہوتے ہیں۔ ع۔ نانک پیکھ پیکھ بگسائی۔
ایسا نشچہ ذات برہم میں قیام رکھتے ہیں۔ بقول کبیر صاحب۔ سادھو سہج سمادھی بھلی
اس طرح سمادھی کے ابھیاس سے بہت گیانی موکش کے چاہنے والا جگیاسو نہیں
اور نہ ہی وکشیپ کی دشا میں کچھ اور ہو جاتا ہے۔ وہ سب کچھ کلپنا سمجھ کر اپنے سروپ
میں سدا استھت ہیں۔

۲۹۔ جس کے اندر میں اہنکار ہے۔ اگر وہ نہیں کرتا تب بھی کرتا ہے
نرہنکار دھیر اگر کچھ کرتا بھی ہے۔ تو نہیں کرتا۔

شرح: اہنکار یعنی خودی۔ دو قسم کی ہوتی ہے۔ جزوی و کلی۔ اپنے ایک جسم

میں یں پن اور میرا اَپن کا اطلاق خودی جزوی ہے۔ اور تمام اجسام بلکہ کل کائنات کے ساتھ یکتائی کا نام کلی خودی ہے۔ سنسکرت میں انہی کو من اہنکار اور شدھ اہنکار کہتے ہیں۔ میں شریر ماتر ہوں ملن اہنکار ہے۔ میں برہم سروپ ہوں شدھ اہنکار ہے۔

اس سلوک میں اہنکار سے مراد جزوی خودی ہے جن کے اندر ابھی جزوی خودی باقی ہے۔ اُن کے تمام کام خودی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں کیونکہ ایک جسم کے نقطہ نگاہ سے کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ جسمانی طور پر کوئی کام بھی نہ کریں۔ پھر بھی علت فاعلیت (کرتا پن) سے فارغ نہیں ہو سکتے۔ اُن کا من ضرور کسی نہ کسی ادھیڑ بن میں لگا رہے گا۔ کیونکہ جزوی خودی رکھنے والے کے دل میں بے انداز خواہشات اور خیالات ہر لمحہ اُٹھتے اور اسے بے چین رکھتے ہیں اور من جس کام میں مشغول ہو وہی درحقیقت کام ہے۔ اس طرح جسمانی طور پر کچھ نہ کرتا ہوا بھی اگیانی اہنکاری پرش کرموں کا کرتا ہے۔ اس کے اُلٹ جزوی خودی سے رہت نرہنکار۔ دھیروان۔ مہاتما اگر جسمانی طور پر کچھ کرتا بھی ہے۔ تو علت فاعلیت سے پاک ہے۔ وجہ کیا ہے۔ صرف یہ کہ ایک جسم سے نگاہ اٹھانے پر ان کے تمام کام تمام اجسام کی خاطر ہوتے ہیں۔ وہ گویا لوک سنگرہ کی خاطر جیتے ہیں۔ ان کا چلنا پھرنا بھی لوک سیوا ہے اور کھانا پینا پوجا ہے۔ اپنی نجی جزوی خواہش نہیں رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا من اندر سے شانت رہتا ہے۔ کام کرتے ہوئے بھی اُن کا من ساکن رہتا ہے۔ اور کہیں راگ دویش نہیں رکھتا۔ اس لئے گیانی کرموں کا کرتا نہیں بنتا۔

۔ سو گیانی کا من وکشیپ نہیں نہ شانت ہے نہ کرتا ہے۔ نہ نراس ہے شنکا رہت مُکت ہے۔

(شرح) گیانی کے من کی دشا بیان کرتے ہیں. جب تک جزویت اور بشریت کے تقاضا میں پھنسا ہوا انسان اپنے کو شخص ایک شریر یا تر انسان تصوّر کرتا ہے اُس وقت تک قوت تخیل کو من نام کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی نہ کسی پرکار کے من میں محو رہتا ہے۔ ساکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اکثر انتشار میں رہتا ہے یہی وکشیپ دشا ہے۔ لیکن برہم گیانی جس کا من برہم روپ ہو چکا ہے۔ جس کا جہاں جہاں من جاتا ہے وہاں برہم دیکھتا ہے" اس کا من پورن شانتی پراپت ہو جاتا ہے۔ اس کی وچار دھارائیں اب انتشار نہیں رہتا ہے بلکہ ہر حال میں اک ابولک آتما کا انوبھو کرتا ہے۔ اس لئے گیانی کا من وکشیپ سے بری ہے اور چونکہ جن خاص کاموں کی وجہ سے اسے من کا نام دیا گیا تھا۔ وہ کام یہ نہیں کرتا یہ من ہی نہیں رہا۔ بلکہ چدسروپ ہو گیا تو وہ سوکم شانت روپ ہے۔ یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ گیانی کا من شانت ہے۔ یا یوں کہ آتم ساکشاتکار کے بعد ایک ادویت آنند روپ چدآتما میں سمتی پاکر تمام دوندوں سے آزاد ہو جاتا ہے اس لئے نہ وہ وکشیپ میں ہے نہ شانت ہے۔ نہ کرتا ہے۔ نہ اکرتا ہے نہ اُسے کچھ امید ہے نہ کبھی ناامید ہوتا ہے۔ وہ نت ترپت ہے۔ آتم درشن سے تمام شکوک دور ہونے سے اب وہ پورن آزاد پھرتا ہے۔ یہی گیان کا لابھ ہے۔ (۲۹) جب دھیان یا کرم کرنے کو نہیں چاہتا تب بھی۔ اور جب چاہتا ہے۔ تب بھی گیانی کرتا نہیں ہے۔

(شرح) گیانی کے کرم سوتہ بدھ اور سوبھاوک ہوتے ہیں۔ خود غرضی سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ وہ سانس بھی لیتا ہے تو لوک سنگرہ کے ارتھ۔ اگر دوسروں کے بھلے کے لئے اس کی جان کی ضرورت ہو تو فوراً مسکراتا ہوا سولی پر چڑھ جاتا ہے۔ اس کے ہر ایک کام کا پریرک سمشٹی یا کلی من ہوتا ہے۔ (۳۰) جا سئے

گیانی کرموں کا کرتا نہیں بنتا۔ اگر کسی وقت وہ دھیان میں محو ہے یا کرم کر رہا ہے یا بالکل کچھ نہیں کرتا۔ تو بھی وہ کرتا پن سے بالکل فارغ ہے۔ آنند کا آزاد دھنی ہے۔ گیانی کو نمسکار ہے۔

۳۲۔ مند (نادان) یتھارتھ کو سُنکر اور مند ہو جاتا ہے۔ یا سنکوچ میں آجاتا ہے۔ کوئی ورلا گیانی انتر میں اگیان سے شُدھ اگیانی کے سمان رہتا ہوگا۔

(شرح) برہم ودیا کے پوروج رشیوں اور گوروؤں نے ادھکار بھید پر اکثر زیادہ زور دیا ہے کہ برہم ودیا کا اُپدیش ادھکاری کو ہی دیا جانا چاہیئے۔ اور صرف ادھکاری کے پاتر میں ہی وہ سپھل ہو سکتی ہے۔ ورنہ اُس کے نشپھل ہو جانے کا خطرہ ہے۔ سوامی رام تیرتھ جی بھی اپنی نوٹ بک میں "سات سال تجربہ کے بعد" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ جس طرح دودھ ڈالنے کے لیئے برتن نہایت مصفّا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اگر ذرا کھٹائی باقی رہے تو دودھ فوراً خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برہم ودیا کے اپدیش کے لیئے شدھ پاتر یعنی مل اور وکشیپ سے رہت انتہ کرن کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہی برہم ودیا گراوٹ کا باعث ہوگی۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر رشی ارشاد کرتے ہیں کہ مند بدھی والا لذّات نفسانی میں پھنس جاتا ہے اور زیادہ موڑھتا کا اظہار کرتا ہے دن بدن گراوٹ کی طرف رخ کر لیتا ہے حتیٰ کہ اُس کا من پوردن سنکوچ کو پراپت ہو جاتا ہے۔ اور عالم جمادات میں جا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دنیا میں کوئی ورلا انسان شدھ انتہ کرن والا سوچھ اندر ہی۔ اگیان سے رہت ہو کر اگیانیوں کی طرح اپنی ضروریات جسمانی پورا کرتا ہوا زندگی بسر کرتا ہے۔ آج کل کے تمام زبانی جمع خرچ کرنے والے گیانی جو دُنیوں میں گرست ہیں۔ اس شلوک کی پشٹی میں مثالیں ہیں۔ یہ ایک قسم کی چیتاونی ہے جو کہ رشی نے دی ہے۔ ہر جگیاسو کو اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کہیں گیان سے ان کی گراوٹ تو

نہیں ہو رہی۔

۲۳- ایکا گرتا اور نردوند کا ابھیاس اگیانی ہی زیادہ کرتے ہیں۔ دھیر سوئے ہوئے کے سمان اپنی آتما میں ستھت رہتا ہے۔

(شرح) اس میں شک ہی کیا ہے۔ جو چیز سوتہ سدھ سوتہ پراپت ایک اور ادویت ہو۔ اس کے حاصل کرنے میں کیا یتن ہو سکتا ہے۔ کونسا سادھن کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کو نشہ کی حالت میں دوستوں نے یوں کہہ دیا "بھائی افسوس ہے۔ آپ کی بیوی تو بیوہ ہو گئی ہے۔ ایشور کی گتی" اور لگے آنسو بہانے۔ بس اتنا سننا تھا کہ میاں رونے لگے۔ "ہائے میری عورت بیوہ ہو گئی۔ ہائے ہائے" وغیرہ۔ سب نے ہنسنا شروع کر دیا۔ خوب تماشا ہوا۔ غریب کو اتنی ہوش باقی نہیں کہ جب تک تو زندہ ہے۔ تیری عورت بیوہ کیونکہ ہو سکتی ہے اور اپنی موت پہ آپ کیونکر رو رہا ہے؛ روتا ہی جاتا تھا کہ ایک دوست نے رحم کھا کر کھٹائی دے دی۔ ہوش آیا۔ تو اپنی کرنی پہ پشیمان ہونے لگا یہی حالت عام لوگوں کی ایشور پراپتی کے متعلق ہوتی ہے۔ اپنے سروپ کے اگیان کی وجہ سے اپنی نیستی کا رونا روئے جاتے ہیں اور اپنے سے باہر کسی لامحدود ہستی کا تصور باندھ کر اس کے حاصل کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ چت ورتیوں کے نردھ اور من کی ایکاگرتا کے سادھن کرتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت محض آتم گیان کے اپدیش کی ہے جس سے اپنا بھولا ہوا سروپ جانا جاتا ہے اور تمام سادھن نشپھل ہو جاتے ہیں۔ آتم گیانی دھیر تتو درشی اس طرح اپنی ذات میں قائم رہتا ہے جس طرح سویا پرش اپنی خواب میں۔ اس لئے رشی کہتے ہیں۔ نردھ اور ایکاگرتا یعنی یوگ ابھیاس وغیرہ کرنے والے اکثر اگیانی ہوتے ہیں۔ سروپ گیان سے رہت ہوتے ہیں۔ آتم گیانی اپنی مہما میں مست رہتا ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ تمام ابھیاس اور سادھن

اگیان کال یا جگیا سا کی حالت میں کئے جاتے ہیں. جب آدمی منزل مقصود پر پہنچتا ہے. ان سے پرے ہو جاتا ہے. ع چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود ۔ جب سوار منزل پر پہنچتا ہے پیادہ ہو جاتا ہے۔

یونیورسٹی کا سلیبس ہمارے لئے اُس وقت تک ضروری ہے. جب تک ایم اے کی ڈگری حاصل نہیں کی. جوں ہی ایم اے پاس ہوئے ہم تمام سلیبس بلکہ خود یونیورسٹی پر حاوی ہو سکتے ہیں۔

۴۴۔ مورڑھ بنا ادیائے کے یا ادیائے کے ساتھ بھی نورتی نہیں پا سکتا۔ اور پراگیہ (گیانی) کیول تتو کے نتیجہ سے ہی شانت ہے ۔

(شرح) اس شلوک میں رشی اشٹاوکر ظاہری سنیاسی پر اشارہ فرماتے ہیں کہ مورکھ اگیانی اگر ظاہری سنیاس کو دھارن بھی کرے تو بھی وہ نورت نہیں ہو سکتا آزاد نہیں کہلا سکتا. کیونکہ نورتی اور آزادی من سے تعلق رکھنے والی شے ہے اس کا ظاہری لباس سے کوئی واسطہ نہیں. گویا سنیاس کو نورتی مارگ کہتے ہیں لیکن سارے سنیاسی سچے نورت نہیں ہو سکتے. کیونکہ جب تک من آتم گیان کے ذریعہ درجہ بے خواہشی کو حاصل کر کے حرص و ہوس کے دام سے آزاد نہیں ہو لیتا. تب تک پورن نورتی نہیں ہو سکتی اس لئے آگے فرمایا ہے کہ تتو درشی جنھوں نے رموز حقیقت کو اپنے رگ و پے میں بسا لیا ہے ۔ وہ محض تتو یعنی حقیقت کے جان لینے سے شانت رہتے ہیں. پرورتی اور نورتی سے پرے [illegible] ہو جاتے ہیں ۔

۴۵۔ شُدھ بُدھ پری پورن پرپنچ رہت نزدیک آتما کو ابھیاس کرنے والے نہیں جان سکتے۔

(شرح) یہ ایک دلیرانہ بیان ہے. آج تک دنیا میں ایشور آتما کو ماننے والوں

اور تلاش کرنے والوں کو کسی نہ کسی ابھیاس میں مشغول دیکھا۔ دھرم گرنتھوں کو بھی سادھن یا ابھیاس کا ہی اُپدیش کرتے پایا۔ لیکن ریشی کس دلیری سے کہہ رہے ہیں کہ ابھیاس کرنے والوں کو کبھی بھی شُدھ بدھ یعنی پورن پرماتما کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ اس میں وجہ کیا ہے۔ ہم دو متضاد بیانات کو کس طرح مِیل کر سکتے ہیں۔ بات یوں نظر آتی ہے کہ ایشور یعنی گنوں والے پرسنل خدا کی ہر گن کے مطابق اُس کی خاص شکلیں تصور کر کے ابھیاس کرنے والے پراپتی کا سادھن کرتے ہیں۔ کوئی پوجا پاٹ سے کوئی سمرن کیرتن سے اور کوئی یوگ ابھیاس سے۔ اس طرح اپنے اپنے خیال کی پختگی سے اپنی خیال میں نرودھ وغیرہ کی حالت میں اپنی خیالی تصاویر کو دیکھتے ہیں۔ اور یکسوئی کا آنند لیا کرتے ہیں چونکہ ایشور کو انھوں نے اس باہر کی دُنیا سے الگ تھلگ کہیں آسمانوں پر فرض کر لیا ہے۔ اور نیز دُنیا کے پدارتھوں میں پدارتھ بُدھی اور واسنا میں خواہشیں موجود ہیں۔ اس لئے غیریت کا خیال ان کو گھن کی طرح کھاتا ہے قدم قدم پر تکلیفیں آتی ہیں۔ اندریوں کے وشے پراپت ہوتے اور بھاگ جاتے ہیں۔ مطلوب شے میسر نہیں ہوتی اور غیر مطلوب اُپریت ہو تی ہے اس طرح دکھ کی چوٹیں کھاتے ہیں۔ چنانچہ مایوس ہو کر بھاگ نکلنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یقینی طور پر گوشہ نشینی اور یوگ ابھیاس میں بے خبری کا آنند ہے۔ علاوہ ازیں ابھیاس کرنے والوں کا دیہہ دھیاس نہیں چھوٹنے پاتا۔ بلکہ شریر ابھمان اور بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس وہ ہست مطلق ذات جس کو ریشی شُدھ بدھ بیدی پورن پُونچ پُرمت اور نروگ آتما بیان فرماتے ہیں۔ کوئی گنوں والا ایشور یا پرسنل خدا نہیں بلکہ وہ ایک عالمگیر قانون ہے جو ہر جا ہر شے میں ہر

طرح سے حاوی ہے۔ وہ ایک بنیادی پتھر ہے۔ جس پر تمام پرپنچ یا پدپی عمارت کھڑی ہے۔ وہ سوکشم سے سوکشم اور ستھول سے ستھول ستا ماتر ہے۔ ایک طاقت ہے وہ گیاتا یا گے نہیں بلکہ گیان ہے وہ درشٹا یا درشیہ نہیں بلکہ درشن رُوپ ہے۔ وہ عاشق و معشوق نہیں بلکہ عین عشق ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے محدود وستا ماتر ادویت گیان سروپ تتو (LAW) کو انوبھو کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ اُس سے پوجا کرنے کی۔ وہ سب کا اپنا آپ ہے اس لئے پوجا کس کی اور بندگی کیوں۔ آتم روپ سے انوبھو کرو۔ اور آزاد ہو جاؤ۔

۲۶۔ اگیانی ابھیاس آدی سے موکش نہیں پراپت کر سکتا۔ گیانی صرف گیان سے ہی مکت ہے۔

(شرح) موکش بمعنی آزادی سے مراد شریرادھیاس کا نہ ہونا۔ خواہشات کا بالکل مٹ جانا۔ اندریوں کا پورن قابو میں ہونا۔ من کا نہایت مضبوط چٹان کی طرح اچل رہنا۔ چونکہ ابھیاس کرنے والوں کو ابھیاس کے وقت تو تمام اچھی حالتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔ لیکن جونہی دُنیا کے کاروبار میں لگتے ہیں۔ ان کی اندرونی حالت عام لوگوں کی سی ہوتی ہے۔ اس لئے ویسے ہی دُکھی ہوتے ہیں۔ اس لئے رشی فرماتے ہیں کہ ابھیاس کرنیوالے اگیانی ابھیاس سے موکش کو نہیں حاصل کر سکتے اور آتم گیانی جس نے آتم گیان کے ذریعہ شریرادھیاس کو دور کر دیا ہے۔ خواہشات پر قابو پا لیا ہے اندریہ جس کے غلام ہیں۔ من جس کا اڈول رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جس کے لئے ہر شے ایشور روپ ہو چکی ہے۔ صرف آتم گیان سے ہی مُکت ہے۔ اُسے ایک سہج اوستھا حاصل ہے۔ جو چوبیس گھنٹے ایک اعلیٰ حالت پیدا کر رکھی ہے۔ ع۔ نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رات۔

۲۷۔ اگیانی تتو برہم کو نہیں پراپت ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ابھیاس سے

ویسا ہونا چاہتا ہے۔ اور اچھا رہت گیانی آتم سروپ ہی ہے۔
(شرح) جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم ابھیاس یا کسی خاص سادھن کے ذریعہ برہم تک پہونچکر برہم روپ ہوں گے۔ وہ کبھی بھی برہم تتو کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اُن کا مول منتری غلط ہے۔ برہم کوئی اپنے سے علیحدہ شے نہیں۔ جسے ہم جتن اور سادھن سے حاصل کریں۔ وہ تو ہمارا اپنا آپ ہے ہم ہی ہیں۔ اس لئے گیانی تمام کامناؤں سے مکت ہوا۔ سویم آتم سروپ ہے اور اگیانی چونکہ ابھیاس سے ویسا بننا چاہتا ہے۔ اس کے تمام سادھن نشپھل جاتے ہیں صرف جاننا اور ویسا یقین مکمل ضروری ہے۔

۸۔ ہر آدھار ابھیاس کرنا اگیانی کے درڑھ کرانے کے لئے ہے۔ گیانیوں نے اس انرتھ کی جڑ ہی اکھاڑ دی ہے۔
(شرح) عین حقیقت کی رو سے۔ شی اشٹاوکر نے ابھیاس کا نشیدھ کیا ہے۔ مہاتما ہیمراج صاحب چداکاشی فرماتے ہیں ؎

جانے تو بھی آپ ہے نہ جانے تو بھی آپ نہ جاننے سے موت ہے مدکال سنتاپ

آپ نے کشش تعلق کے من کو معلوم کر لیا۔ تو بھی اور جب نہیں جانا تھا تو بھی اصول ذہی تھا۔ اب بھی وہی ہے۔ حقیقت کی رو سے آپ نے سچائی کو جان لیا تو بھی سچائی موجود ہے اور وہ تم ہو اور نہیں جانا تو بھی تم ہو۔ جاننے اور نہ جاننے میں فرق اتنا ہے کہ شریر یاترا یعنی زندگی میں جان لینے سے سکھ اور نہ جان سکنے سے دکھ ہوتا ہے۔ آغاز و انجام میں کوئی فرق نہیں۔ ایک صاف گو روشن ضمیر انسان کا قول ہے۔ ع۔ "انت ؟ کیا گدھا کیا سنت" گویا اگیانی اور گیانی کی انت گتی میں کوئی فرق نہیں۔
ستھانا بنہ کی ددشرط کسی ابھیاس یا سادھن کی ضرورت نہیں۔

تاہم ابھیاس کا اُپدیش ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ اس کا جواب اس شلوک میں دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ساکار اُپاسنا سے لیکر نراکار اُپاسنا تک تمام اگیان کا یقین پختہ کرنے کی غرض سے بتلائی ہیں۔ نرآدھار یعنی بغیر کسی آدھار یا آشرے کے ابھیاس کرنا جس کو ABSTRACLMEDITATION کہتے ہیں بھی جگیاسو کو پکا کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ گیان وان سنتوں اور عارفانِ کامل نے غیریت مثلاً ایشور جیو جگت وغیرہ کی صفائی کر دی ہے انھیں وہم وخیال ثابت کر دیا ہے۔

۳۹۔ اگیانی شانت نہیں ہوتا کیونکہ وہ شانتی کا ابھلاشی ہے۔ دھیر تو کو جان کر شانت ہے۔

(شرح) بائبل کا ایک وچن ہے۔ SEEKANDYE SHALL FIND تلاش کرو اور تم پا لوگے۔ سرسری نظر میں قول ایک سچائی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب تک مطلوبہ شے کی تلاش نہ کی جائے۔ اس کے حاصل کرنے میں کوشش پوری پوری نہ ہو کامیابی نہیں ہوتی طالب علم محنت کرنے میں دن رات ایک نہ کردے تو پاس نہیں ہو سکتا جس نے کبھی سفر ہی اختیار نہ کیا ہو وہ منزل مقصود تک کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تلاش کرو اور تم پا لوگے یا کھٹکھٹاؤ اور دروازہ تم پہ کھولا جائے گا۔ KNOCK AND IT SHALL BE OPENED UNTO YOU

ویدانت کے آچاریوں نے "واسنا" اور "اچھا" پہ اپنے تجربات بیان فرمائے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا بیانات کلی سچائیاں نہیں۔ کیونکہ جب تک قیمت ادا نہ کی جائے تلاش کرنے پر بھی پانے میں شک ہے۔ وہ قیمت تیاگ ہے۔ اگر ہم خواہشات کے غلام ہو کر عاجزی اور درد بیتا سے مانگتے پھریں گے، تو ہماری خواہشات کبھی پوری نہ ہوں گی۔ ہماری ہی اچھا پورتی میں رکاوٹ

ہوتی ہے۔ سائنس کا قانون ہے کہ "مادہ غیر فانی ہے۔ طاقت ضائع نہیں ہوتی" وغیرہ خواہش ایک طاقت ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر خواہش کا اٹھنا ہی اُس کے پورا ہونے کی تعبیر ہے۔ جب ہم اس میں راگ پیدا کر لیتے ہیں اس کے پورا ہونے میں دیر ہو جاتی ہے۔ جونہی ہم اس میں راگ کا تیاگ کرتے ہیں۔ خواہشات سے ذرا دیر اٹھتے ہیں۔ یہ خود بخود پوری ہو جاتی ہیں۔

اسی اصول کی بنا پر رشی فرماتے ہیں کہ اگیانی شانتی کو حاصل نہیں کر پاتا کیونکہ وہ شانتی کی خواہش کا غلام ہی ہو جاتا ہے۔ تیاگ روپی قیمت ادا نہیں کرتا وہ شانتی کا متلاشی ہے۔ وہ یہ نہ جانتا ہوا کہ شانتی اُس کا اپنا سروپ ہی ہے ہمیشہ شانتی سے دور رہتا ہے۔ لیکن برہم گیانی آتم تتو کا گیان حاصل کر کے اپنے آتم سروپ میں شانت ہے۔

۴۔ جس کا دیکھنا اندریوں سے سمبندھ رکھتا ہے۔ وہ آتما کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگیانی اُس کو نہیں دیکھ سکتے۔ گیانی اس امِٹ آتما کو دیکھتے ہیں۔

(شرح) آتم وستو کوئی مادی شے نہیں۔ دانندہ بینندہ اور روشن کنندہ کل ہے غیریت سے مطلق پاک ہے۔ ستھول شریر کے ستھول اندریہ آنکھ کان وغیرہ اشیاء کثیف کو دیکھ سن اور سونگھ سکتے ہیں۔ سوکشم اشیائے کا احساس انکیں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ کام سوکشم اندریوں کے ذریعہ سرانجام ہو سکتا ہے اس لئے رشی فرماتے ہیں کہ جو انسان ابھی جیون کی مادی سطح پر رہتے ہیں۔ کثافت اور مادیت سے پرے کچھ سوچ سمجھ نہیں سکتے۔ ان کا دیکھنا اندریوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے وہ آتم ساکشاتکار سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ یہی اگیانی ہیں لیکن گیان وان جو عالم کثیف سے اٹھ کر عالم لطیف میں رہائش رکھتے ہیں جنھوں نے

لطیف قوتوں کو بیدار کر لیا ہے۔ وہی ادویت آتما کو سدا دیکھتے ہیں۔

۴۱۔ جو نرودھ کا ابھیاس کرتا ہے اُس کو نرودھ کہاں۔ گیانی اپنے آتما میں درڑھ ہو کر آپ نرودھ ہے۔

(شرح) "نرودھ" من کی اُس اعلیٰ حالت کا نام ہے۔ جس میں تمام سنکلپ وکلپ بند ہوتے ہیں۔ طبیعت کا انتشار دُور ہو کر یکسوئی اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ چِت اچیت ہو جاتا ہے یا بقول یوگ واشِشٹ پھُرنا بند ہو جاتا ہے۔ ابھراوستھا..."چیتن گھنتا"...عام طور پر یکسوئی کا ابھیاس کرنیوالے جن شغلوں کی مدد لیتے ہیں۔ اُن کا نتیجہ محدود اوقات کے لئے ابھراوستھا کی پراپتی ہوتا ہے اور وہ بھی دوران شغل میں۔ جونہی کاروبار دنیوی میں حصہ لیا وہی انتشار اور سنکلپ آموجود ہوئے۔ اسی لئے اس قسم کے سادھکوں کو دُنیا سے بھاگ نکلتے غاروں اور گپھاؤں میں چھپے رہنے۔ سوسائٹی سے الگ تھلگ پڑے رہنے۔ اپنی میعاد سمادھی (حالت نرودھ) کو بڑھائے جانے کی ضرورت رہتی ہے۔ لیکن پھر بھی طبیعت شانت نہیں ہوتی۔ اسی قسم کے سادھکوں کی طرف اشارہ کرکے رشی فرماتے ہیں۔ کہ نرودھ کے لئے شغل کرنے والے کبھی حقیقی طور پر نرودھ کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس برہم گیانی اپنے آتما میں پختہ نشچے دھارن کرکے بخیریت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اب کوئی دوسرا نہیں جس کو دیکھے۔ کوئی غیر نہیں جسے سنے یا سونگھے جس کی بابت سوچ وچار کرے۔ اس طرح آتم گیان دوارا پراپت سہج سمادھی سے گیانی کا من آپ ہی آپ نرودھ ہو جاتا ہے۔

برہم گیانی ہی سچی ایکاگرتا کا مالک ہے۔ وہی پورن آزاد ہے۔ وہی ہنی ہے۔ وہی خوش ہے

۲۴۔ ایک نیا ئے شاستر کا ماننے والا ابھاؤ کو مانتا ہے۔ دوسرا کچھ نہیں
مانتا۔ گر گیانی ان دونوں سے پرے اپنے آتما میں استھت ہے۔

تشریح: فلسفی کے خیال میں دنیا ست ہے۔ دنیا کی اشیا ست ہیں۔ جو اشیا آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہیں۔ کانوں سے سنی جا سکتی ہیں۔ چھوئی جا سکتی ہیں۔ الغرض حواس سے محسوس ہو سکتی ہیں وہ اپنی حقیقی ہستی رکھتی ہیں۔ وہ ست (REAL) ہیں۔ شونیہ وادی ہر شے کو شونیہ ثابت کرتا ہے۔ ہر شے کی اُتپتی آکاش سے ہے اور انت میں تمام آکاش میں سے جاتی ہیں۔ اس وقت بھی سب آکاش روپ ہیں۔ مثال کے طور پر مٹی ردپ ہے۔ مٹی پرتھوی روپ ہے۔ پرتھوی جل کا کاریہ جل روپ ہے۔ جل اگنی کا کاریہ اگنی روپ ہے۔ اگنی دایو روپ ہے دایو آکاش روپ ہے۔ لہٰذا کل آکاش روپ ہے۔ اس لئے شونیہ وادی سب کو شونیہ کہہ دیتا ہے۔ سنسار ہے ہی نہیں۔

لیکن گیانوان ان دونوں اصولوں میں پورن سچائی کا بوجھ نہیں کرتا۔ ست اور
کی تعریف یہ ہے کہ وہ دستو جو تینوں زمانوں میں ایک رس رہے۔
جس میں تبدیلی راہ نہ پاوے ست ہے۔ جب گیانوان جگت کو اور اشیا مختلفہ کو اس ست کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ تو پورا نہیں پاتا۔ اشیا ہر دم تبدیل ہو رہی ہیں اُتپتی اور ناش برابر اپنا کام کر رہے ہیں۔ جاگرت کی دنیا کو سوپن اور سوشپتی کی دنیا میں موجود نہیں دیکھتا۔ سوپن کے تجربات جاگرت میں گم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے گیانی جگت کے ست ہونے میں شک کرتا ہے تو کیا جگت است ہے۔ گیانوان اشیا کو ست نہ مانتا ہوا بھی است نہیں کہتا۔ کیونکہ وہ ان کی ہستی سے انکار بھی نہیں کر سکتا۔ یہ اشیا اس کے حواس پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ایکشن

نہیں ہو سکتا۔

اس لئے رشی کہتے ہیں کہ گیانی بھاؤ اور ابھاؤ وادی دونوں سے پرے اپنے آپ میں قائم رہتا ہے۔

۴۴۔ اگیانی شدھ ادویت آتما کا دھیان کرتے ہیں۔ پر موہ کے کارن کو نہیں جانتے۔ اس لئے جیتے جی شانت نہیں ہوتے۔

(شرح) پرانی ماتر کا جیون لکش شانتی اور آنند کھائی پڑتا ہے۔ ہمارا ہر کام صرف اس معیار سے ہوتا ہے کہ اس سے کتنا سکھ ملے گا۔ من کو تسکین ہوگی چونکہ آتما آنند سروپ ہے۔ اس لئے اگیانی لوگ عام طور پر سون گیان سے ایسے آتما کا مختلف شغلوں سے ابھیاس کرنے لگ جاتے ہیں لیکن ان کا اگیان دور نہیں ہونے پاتا اور نہ آنند سروپ آتما کی پراپتی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کو درحقیقت اگیان کے کارن کا علم نہیں ہوتا جس سے موہ میں گرفتار رہتے ہیں۔ حقیقت کو جوں کا توں جاننے اور ان کی وحدت پہچاننے کا نام گیان ہے اس کے برعکس اگیان ہے۔ اگیان گیان سے دور ہو سکتا ہے۔ کسی اور عمل اور شغل سے نہیں۔ اس لئے عام لوگ جو گیان حاصل کرنے کی ٹھیک راہ پر نہیں چلتے بلکہ مختلف عمل اور شغل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ عمر بھر شانتی کا منہ نہیں دیکھ پاتے۔ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ ساری عمر مسافری میں کاٹ ڈالتے ہیں۔ شدھ ادویت آتما میں دھیان وغیرہ شغل بن نہیں آتے بھگوان دتاترے جی فرماتے ہیں۔ تو شدھ ادویت آتما میں دھیاتا دھیان دھیے کیونکر مانتا ہے۔

۴۵۔ موکش اکھلاشی کی مت بے سہارے نہیں ٹھہرتی۔ گیانی کو کوئی سہارا نہیں ہوتا۔

(شرح) جگیاسو ہی موکش ابھلاشی ہوتا ہے۔ یا عوام کو بھی اس زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں۔ رشی جی کا کہنا ہے کہ عوام کا من چونکہ نردوھ نہیں ہوتا اور انتہ کرن وکشیپ سے پاک نہیں ہوا ہوتا۔ اس لئے اُن کو اپنی بُدھی کے ٹکانے کے لئے کسی آسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خواہ وہ مورتی، گورو، مالا پاٹھ، تلک وغیرہ کسی قسم کا ہو۔ لیکن گیانی جن نے من بُدھی بالکل شانت کر رکھے ہیں کسی سہارے کی ضرورت سے بہت اوپر رہتا ہے۔ وہ سچا غنی اور بے نیاز ہے۔

۴۵۔ وشے کے جھگڑے کو دیکھ کر ڈرتے ہوئے اگیانی نردودھ اور ایکاگرتا کیلئے گپھاؤں میں چلے جاتے ہیں۔

(شرح) انسانی زندگی دکھ اور سکھ۔ عزت بے عزتی۔ بھوک پیاس۔ اُتار چڑھاؤ وغیرہ دوندوں سے ملی جلی ہے۔ وشے پدارتھ نصیب ہوتے ہیں تو اپنے ساتھ بے شمار دکھ کے اسباب لے آتے ہیں اگر کسی کو نہیں حاصل ہوتے تو وہ اُن کی جلن میں مر رہا ہے۔ کسی کو پدارتھ تیاگ دیتے ہیں اور کوئی خود ہی اجل کی گود میں سو کر پدارتھوں کا تیاگ کرجاتا ہے۔ ایک بھلے دھنی پرش ہیں۔ تمام آرام آسائش کے سامان حاصل ہیں۔ لیکن انھیں صحت نہیں۔ معمولی دال روٹی تک ہضم نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں تو اسی بات سے دکھی ہیں کہ اپنی دولت اور سکھوں کا بھوگ نہیں کر سکتے۔ گھر میں سبھی سامان آرائش ہے۔ صحت ہے۔ دولت ہے اولاد ہے لیکن بیوی ناموافق واقع ہوئی ہے۔ دنگا فساد رہتا ہے۔ زندگی بدمزہ ہے۔ الغرض دنیا میں دکھ سکھ اور بھلا برا ملا جُلا رہتا ہے۔ عام لوگ جو حقیقت ناشناس ہیں وہ ان دوندوں سے گھبرا جاتے ہیں اور بہت جلد زندگی سے نراش ہو کر موجودہ زندگی کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ بہت سے خودکشی تک کر لیتے ہیں۔ اُنہی میں سے اکثر دوندوں کے

جھگڑے سے آزادی حاصل کرنے کے لئے تن تنہا جنگلوں اور غاروں میں جا چھپتے ہیں اور وہاں ایکا گرتا اور یکسوئی کا ابھیاس کرتے ہیں۔ بھگوت گیتا میں بھگوان فرماتے ہیں۔ " اے ارجن اندریوں کے سنجوگ محسوسات سب چھن بھنگی ہیں۔ گرمی سردی اور دکھ سکھ آتے ہیں چلے جاتے ہیں انھیں مردانہ وار برداشت کرنا چاہیئے۔ جو پُرش ان سے نہیں گھبراتا وہی دھیر پرش ابدی زندگی کا ادھکاری ہے۔" دوندوں سے گھبرانے کے بجائے اُن کو جیتنا چاہیئے۔

۴۶۔ واسنا رہت سنگھ کو دیکھ کر دشٹے کے ہاتھی بھاگ جاتے ہیں۔ سامنے نہیں آتے اس لئے اُس کو بندھن نہیں کرتے۔

(شرح) بے خواہش عارف شیر کی مانند ہے۔ تو دشٹے واسنائیں ہاتھی ہیں اس لئے گیانوان جس نے اپنی تمام خواہشات کو قابو میں کر لیا ہے وشے اُسے تنگ نہیں کر سکتے۔ وہ وشیوں میں برتتا ہوا بھی اُن میں پابند نہیں۔ بلکہ آزاد کا آزاد ہے۔ اپنی خواہشات پر اور اپنی اندریوں پر ایسا ہی قابو ہر ایک کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اس سے زندگی آنند کا سمودر بن جائے گی۔

۴۷۔ شنکا رہت دھر گیانی موکش دینے والے نیم کو گرہن نہیں کرتے۔ دیکھتے سونگھتے کھاتے جیسے سُکھ ہو ویسے استھت رہتے ہیں۔

(شرح) گیانی کا ہر ایک کرم سہج اور سوبھاوک ہوتا ہے۔ اس میں بناوٹ یا ظاہرداری نام کو نہیں ہوتی۔ وہ ایک اعلیٰ روحانی قانون کو ہر وقت دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور ہر حال میں اُسی میں رہتا ہے۔ اپنی جزوی خودی کو کلی خودی میں لے کر چکا۔ اپنی کوئی جزوی خواہش نہیں کرتا۔ سنسار کے بھلے کے لئے یا شریاتی کو پورا کرنے کے لئے ہی اس کے کام محدود ہوتے

ہیں جن جن کاموں کو وہ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے سکھدائیک انوبھو
کرتا ہے وہ بھی کرتا ہے۔ دیشوں میں برتتا ہوا جس حالت میں سکھ ہوئی ہیں
قائم رہتا ہے۔ چونکہ اب وہ ایک جزو نہیں۔ اس لئے بچ کے لئے موکش نہیں
چاہتا چونکہ موکش بھی نہیں چاہتا۔ موکش کے سادھن جپ تپ یوگ آدی
یم کا بھی گرہن نہیں کرتا۔ اب وہ وقت فنات میں اسی قدر غرق ہے کہ شک سے

۴۸۔ وستو کے سننے ہی سے شدھ بدھی والا گیانی آچارا ناچارنا اور
اداسینتا کو نہیں دیکھتا۔

(شرح) جگیاسو تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اُوتم۔ مدھم۔ کنشٹھ۔ یا اعلیٰ اوسط
ادنیٰ اعلیٰ درجہ کے ادھکاری ہی ویدانت کی سلطنت میں جلدی داخل
ہو سکتے ہیں۔ باقی کو ذرا محنت درکار ہے۔ اس شلوک میں رشی اُتم ادھکاری
کا ورنن کرتے ہیں۔ اُوتم ادھکاری وہ ہوتا ہے۔ جس میں تمام خوبیاں موجود
ہیں۔ صرف اُس کو ست کا سروپ جتلانا یا اشارہ کر دینا ہی کافی ہوتا ہے۔
محض ایک اشارہ سے وہ کل عارف ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہا ہے کہ شدھ
بدھی والا ازل انتہ کرن اُتم جگیاسو ست وستو کے سروپ کو شرون کرتے
ہی پورن گیانی ہوتا ہوا کرم کے جھگڑے سے آزاد ہو جاتا ہے۔ پھر وہ آچار
(کرم) اناچار (کرم) اور اُداسینتا (اکرم) وغیرہ میں نہیں اٹکتا۔ بلکہ جو کام
سوبھاوک پراپت ہوتا ہے۔ اُسے سادھارن بدھی سے کر دیتا ہے۔

۴۹۔ جب اچھا کرم کرنے کو ہوتا ہے۔ اُس کو سادگی سے کر دیتا ہے
اُس کے کرم بچے کے سے ہوتے ہیں۔

(شرح) جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ گیانی کے تمام کام سادھارن ہوتے ہیں

وہ کسی خود غرضی سے کوئی کام نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنی مسند حقیقت پر جلوہ افروز رہتا ہے اور جو اچھا کام اُس کے سامنے پیش ہوتا ہے اُس کو بغیر کسی بناوٹ کے فوراً کر دیتا ہے۔ اُس کے تمام کام بچے کی طرح خودی سے پاک لیلا ماتر ہوتے ہیں۔

۵۔ سوتنترتا سے سُکھ ملتا ہے۔ سوتنترتا سے گیان ملتا ہے سوتنترتا سے شانتی ملتی ہے۔ اسی سے پرم پد ملتا ہے۔

(شرح) سوتنترتا کے معنی آزادی ہیں۔ آزادی دو قسم کی ہے۔ ایک بیرونی دوسری اندرونی۔ بیرونی آزادی صرف جسم اور ظاہر داری سے تعلق رکھتی ہے۔ جیساکہ خاص فرقوں سے متعلق لوگ خاص لباس و خاص نشانات کو دھارن کر لیتے ہیں۔ بیرونی آزادی مفید مطلب نہیں ہو سکتی۔ جب تک اندرونی آزادی حاصل نہ ہو۔ بلکہ اندرونی آزادی کے بغیر بیرونی آزادی ایک بندھن ہوتا ہے۔ اس کے قائم رکھنے کے لئے ڈھونگ اور فریب کی ضرورت آپڑتی ہے۔ جو کہ انسانوں کو معیار سے بہت نیچا گرا دیتی ہے۔

اندرونی آزادی دل سے تعلق رکھتی ہے۔ جیساکہ روشن ضمیر لوگ یا خالص محب وطن۔ دل کا ہر قسم کی آلائش مثلاً کینہ۔ بغض۔ عناد۔ لالچ۔ شہوت غصہ۔ اہنکار وغیرہ سے پاک ہونا۔ کسی طرح کے خیالی وہموں میں گرفتار نہ ہونا۔ یا صحیح معنوں میں غیریت سے بالکل پاک ہونا ہی اندرونی آزادی ہے اسی قسم کی آزادی سے سُکھ ملتا ہے۔ علم بڑھتا ہے۔ شانتی اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی اندرونی آزادی آتم سروپ کا ساکشات کرانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ سنتوں اور ست شاستروں کی مدد سے اس آزادی کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

۸۵۔ جب منش اپنے آتما کو کرم اور اُس کے پھل سے پاک جانتا ہے تب من کی ساری درتیاں مِٹ جاتی ہیں۔

(شرح) برہم ودیا مندر میں داخل ہو کر جب انسان کرم کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اپنی ذات کو پہچان لیتا ہے۔ وحدت ذات پہ مستحکم نشست اختیار کرتا ہے تو اُس وقت ایسا انوبھو کرتا ہے کہ میں کرم اور اُس کے پھل سے پاک ہوں۔ کرم میں ایک سے زائد اشیاء درکار ہیں۔ ایکتا میں کوئی کرم نہیں ہو سکتا۔ سوچنا تک بھی تب ہی ممکن ہوتا ہے۔ جب ایک سوچنے والا اور دوسرا من ساتھ ہو۔ اس طرح کوئی کرم خواہ شاریرک۔ واچک یا مانسک ہی کیوں نہ ہو۔ دویت کا سوچک ہے۔ انسانی کرموں کی کھوج کریں۔ تو ایک ستھول شریر دوسرا مانسک شریر۔ تیسرا آتما مل کر ایک انسان کی ہستی کو ظاہر کر سکتے ہیں ستھول جسم بذات خود جڑ ہے کچھ کر نہیں سکتا۔ جیسا کہ اکثر خواب میں یا حالتِ یکسوئی میں دیکھا گیا ہے۔ مانسک شریر بھی از خود چیتن نہیں بلکہ سوکشم (لطافت) کی وجہ سے چیتن کی طاقت منعکس کر کے کام کاج کرتا ہے۔ جیسا کہ خواب گراں میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ آتما دہ طاقت بید اور منبع انرجی (شکتی) ہے۔ جو سب اشیا کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ سب کے ساتھ مل کر سرد روپ ہوا ہے۔ سب میں سب کچھ ہے۔ جہاں میں تو وہ یہ دغیرہ دویت کی کوئی جگہ نہیں بشریہ اور من تک بھی اس چیتن سے بھن کچھ نہیں۔ لا محدود شئے کسی کام کی فاعل نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ ہر کام فاعل پیدلیش کال اور دستو پر چھید یعنی حدود مکانی وزمانی ولفظانی قائم کر دیتا ہے اور آتما ان تمام حدوں سے آزاد ہے۔ اس لئے کسی کام کا فاعل نہیں ہو سکتا۔ اس بیان مندرجہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کوئی کرم نہیں۔ بلکہ ایک لیلا ہے

کھیل ہے۔ یہاں کوئی کارن نہیں کرن نہیں کاریہ نہیں۔ اک میں ہی میں
موجود ہوں۔ جو کرم اور اُس کے پھل سے آزاد ہوں جب یہ خیال پکا ہوتا ہے
ذہن کی برتیاں خود بخود مٹ جاتی ہیں کیونکہ کچھ سوچنے کو باقی نہیں رہتا
انتشار دُور ہو کر طبیعت یکسو ہو جاتی ہے۔ ہر وقت سمادھی پراپت رہتی ہے
یہی ادتم حالت ہے۔

۵۲۔ دِھیر کا ر ظاہری) بندھی شوبھا دیتا ہے نہ کہ اگیانی کی بناوٹی
شانتی جو کہ اچھا سے بھری ہے۔

(شرح) اکثر مہاپُرش گرہست ہی لیلا کرتے دیکھے گئے ہیں۔ کیونکہ برہم ودیا
کا ایک یہ بھی سوبھاؤ ہے کہ جس حالت میں کسی کو آتم ساکشاتکار ہو گیا وہ
اسی میں سنتشٹ رہتا ہے۔ اُسے کوئی گرہن اور تیاگ کی اچھا نہیں رہتی
چنانچہ راجے راج کا کام کرتے رہتے اور برہمن اپنے ورن آشرم دھرم کا
پالن کرتے ہیں۔ اس طرح زندگی کے اُن خاص پہلوؤں میں جن میں وہ مہاپُرش
رہتے ہیں۔ پابند سے نظر آتے ہیں۔ بنظر سرسری کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ تو
خود گرفتار ہیں۔ آزاد یا عارف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ لیکن بات یوں نہیں حقیقی
آزادی اندرونی آزادی ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے وہ انھیں حاصل
رہتی ہے۔ وہ ہر وقت اپنے نیتہ مُکت سروپ میں قائم رہتے ہیں۔ اُن کا کام
ایک قلی مزدور کا سا نہیں۔ بلکہ ایک نواب کا کھیل تماشا سا ہوتا ہے۔ خوشی رہنا
اُن کا خاصہ رہتا ہے۔ آنسوؤں کے درمیان بھی وہ مسکرایا کرتے ہیں۔ اس لئے
اُن کا یہ بندھن جو کہ محض ظاہری ہے اُن کی شان کو اور دوبالا کرتا ہے۔
اس کے خلاف کئی لوگ پاکھنڈ کر کے لباس وغیرہ ظاہری صورت سنتوں کی
دھارن کر لیتے ہیں۔ لیکن اندر سے حقیقی آزادی سے خالی ہوتے ہیں۔ خواہشات

کے چتلے لباس کے دھوکے سے لوگوں کو پھانسنے اور اپنی من مانی خواہشات پوری کرتے ہیں لیکن ہر وقت ڈر میں رہتے ہیں۔ کسی وقت شانتی کو حاصل نہیں کرسکتے۔ گویا اگیانی کی ظاہری شانتی کے لئے بجائے شوبھا کے اُلٹا دُکھ اور مصیبت کا کارن بن جاتی ہے۔

۵۳۔ نروکلپ موکش بُدھی والے گیانی کبھی وشے بھوگ سے سکھی ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی جنگل میں نکل جاتے ہیں۔

(شرح) برہم گیانی جیون مکت نروکلپ استھا میں رہتا ہے۔ اور بُدھی موکش پد میں براجمان ہے۔ کہیں کہیں تو گرہست میں وشے واسناؤں میں عام لوگوں کی طرح رہتے سہتے نظر آتے ہیں۔ وہیں خوش دیکھتے ہیں اور کہیں کہیں سنیاس کا چولا دھارن کرکے جنگلوں میں منگل مناتے ہیں گویا وہ کسی قانون کے پابند نہیں بلکہ موج کے مطابق آچرن کرتے ہیں۔ اُن کا ہی مقولہ ہے "تمام دنیا ہی اپنا گھر ہے۔ اور نیکی کرنا ہی دھرم ہے"

۵۴۔ پنڈت دیوتا۔ دتیرتھ کے پوجنے سے اور استری راجا اور پیاروں کے درشن سے گیانی کے من میں کچھ بھی واسنا نہیں ہوتی۔

(شرح) گیانی کی سم درشٹی سم چیت اوستھا کا ذکر کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی مانند اوستھا فرد بدل جاتی ہے۔ جب وہ کسی عالم باعمل پنڈت دیوتا یا تیرتھ کا پوجن کرکے فارغ ہوں۔ اپنے اپنے آچار کے مطابق کسی کے دل میں اہنکار پھنکار لگاتا ہے۔ کسی کے اندر شانتی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح اپنی استری راجا اور پیارے سمبندھیوں کے درشن سے بھی چیت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یا کئی دوسری قسم کے خیالات موجزن ہوتے ہیں کئی خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن گیانی کی حالت ہی دیگر ہے۔ وہ

نلکشو ہے۔ دوندوں سے آزاد ہے۔ خوشی دغمی میں یکساں رہتا ہے وہ تمام کاروبار کرتا ہوا پنڈت دیوتا تیرتھ کو پوجکر یا راجہ استری اور پریہ متروں کو ملکر سم چیت رہتا ہے۔ کوئی واسنا یا خواہش نہیں اُٹھاتا۔ ہمیشہ شانت رہتا ہے اُس کا آنند کا سمندر ہمیشہ اڈول ہے۔

۵۵۔ نوکر۔ لڑکے۔ استری۔ ناتی۔ گوتی سے ہنستا ہوا اور دھتکار کئے ہوئے گیانی کے من میں کچھ بھی گلانی نہیں آتی۔

(شرح) گیانی کی نرداسنک اوستھا کا بیان کرکے اُس کی "سم" چیتا" کا ایک اور چتر (تصویر) پیش کرتے ہیں۔ عزت اور بے عزتی کو ایک جیسا خیال کرتا ہے۔ کسی سے عزت پاکر خوشی سے پھول نہیں جاتا اور اپمان سے دکھی نہیں ہوتا۔ گرہست میں لیلا کرتے ہوئے اگر موقعہ پاکر نوکر، لڑکا استری پوتے دوہتے وغیرہ اُس پر ہنسی کریں یا دھتکار کردیں تو بھی اس کے اندر من میں کھید کی برتی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ ہر حال میں سم چیت رہتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ گیانی کا من اُس سخت چٹان کی طرح ہے جس پہ آندھی ہوا اور بارش کچھ اثر نہیں کرسکتے۔

۵۶۔ سنتشٹ ہونے میں سکھی اور دکھ پانے میں دکھی نہیں۔ اُس آشچریہ دشا کو کچھ گیانی ہی جانتے ہیں۔

(شرح) گیانی کے اکثر لکشن از خود جاننے یوگیہ ہیں۔ کیونکہ اُن کا تعلق من سے ہے جو دیکھا نہیں جاسکتا اسی لئے ارجن دیو فرماتے ہیں۔ "برہم گیانی کی گت برہم گیانی جانے" یوگ واشسٹ میں صاف لفظوں میں بتایا گیا ہے کہ گیانی اور اگیانی کی شاریرک کریا سب برابر ہیں اور ظاہرا لباس وغیرہ سے گیانی کی پہچان بہت مشکل ہے۔ وہ دنیاداری میں

اس طرح رہتا ہے گویا اگیانی ہو۔ دُکھ کے موقع ظاہر سے رو دیتا ہے سکھ کے موقعہ پر اظہار خوشی بھی کرتا ہے لیکن درحقیقت نہ وہ دُکھی ہوتا ہے نہ سُکھی۔ مطلوب اور غیر مطلوب اشیاء کے حصول میں یکساں رہتا ہے۔ اس حالت کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں۔ جن پر یہ حالت وارد ہو۔

۵۷۔ کرم کرنا جگت ہے۔ گیانی اُس کو اس نظر سے، نہیں دیکھتا۔ وہ اِنتر میں نراکار نردکار نیروگ ہوتے ہیں۔

(شرح) اکثر سنیاسیوں کو گیان کی مہما بیان کرتے وقت کرم کی نندا کرتے سنا ہوگا۔ اکثر گرنتھوں میں بھی کرم کو گیان کا ایک سادھن ماتر بیان فرمایا ہے۔ "گیان اگنی تمام کرموں کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ کرم جنم مرن دینے والا ہے۔ گیان سے مکتی ہوتی ہے۔ کرم سے چت شدھی ہو کر گیان کا ادھکار حاصل ہوتا ہے"۔ اس قسم کے اقوال بہت مشہور ہو چکے ہیں اسی لئے جگیاسوؤں کو یہ یقین پراپت ہوتا ہے کہ کرم کرنا سنسار ہے اور سنسار بندھن ہے لہذا کرم نہیں کرنا چاہیئے۔ اس قسم کا یقین ہی متلاشیان حق کو نکما کر دیتا ہے اور بجائے چیتنتا کے جڑتا پیدا کرتا ہے اسی قسم کی مثالیں دیکھ کر اکثر اہل دماغ کو اس تعلیم سے ہی کراہت پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن حقیقت کی آنکھوں والا برہم گیانی ایسا نہیں مانتا۔ کہ کرم کرنا جگت ہے۔ وہ "ایکمیو ادو تیم"۔ وحدہٗ لاشریک نردکار نراکار پد کو پراپت کر کے جگت کرم میں تو کچھ نہیں دیکھتے بلکہ تمام کرتو یہ کرتے ہوئے اکرتا ہیں۔ تمام بھوگ بھوگتے ہوئے ابھوگتا ہیں۔

۵۸۔ اگیانی کا کرم بھی دُکھ سے نشچنت نہیں ہوتا اور گیانی

مناسب کرم کرتا ہوا بھی شانت رہتا ہے۔

(شرح) جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ کرم کو بندھن کا کارن سمجھ کر اکثر لوگ کرم
کرنا چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور جڑ موک آلسی ہو رہتے ہیں۔ ان کی ظاہری دشا
مردہ توں کی سی ہوتی ہے۔ لیکن اندر سے کچھ نہ پوچھئے۔ ان کے دُکھ کی کوئی
حد نہیں۔ ہر وقت یہ خواہش کہ کب کوئی اچھا سا بھوجن لا دے۔ کوئی دستر (کپڑا)
ڈال جاوے۔ ہر چند حواس خمسہ کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اُن کے
قدرتی رجحانات انھیں مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اُن سے کام لیں۔ ان کی زندگی
کا ہر لحظہ ڈر میں گذرتا ہے۔ اس لئے بھگوت گیتا میں صاف لفظوں میں ایسے اگیانیوں
کو پاکھنڈی بیان کر دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں گیانی کی دشا کو لیں۔ وہ اب
کہا کرم کو کچھ نہیں جانتا۔ شریر آتما اور مکتی اور بندھن کے جھنجھٹ ختم کر چکا
ہے۔ جو جو کام موقعہ اور محل کے مطابق کرنے کو ہوتے ہیں انھیں کرتا ہے۔
باہر سے اُس کے انگ اور تمام اندرے ہلتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اندر سے
پورن شانت ہے۔ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ وہ ہر حال میں خوش ہے اُس کی
ہر ایک حرکت اُس کا کھیل ہے جو اُس کے وراٹ روپی شریر کے قائمہ کو
برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

۵۹۔ شانت گیانی کرم میں بھی شانت ہے۔ سُکھ سے بیٹھتا ہے سُکھ
سے سوتا ہے۔ سُکھ سے آتا جاتا ہے۔ سکھ سے بولتا ہے سکھ سے
کھاتا ہے۔

(شرح) کھلاڑی میدان کھیل میں جاتا ہے۔ خوشی سے۔ جیت ہار سے مطلب
نہیں۔ تفریح طبع سے ہر طرح خوشی حاصل کرتا ہے۔ دن بھر کام کیا۔ تھک گیا
شام کو دل بہلانے ٹینس کھیلنے چلے گئے۔ دل بہل گیا اور ماتمہ ٹھیک ہو گیا۔

ورزش بھی کریں۔ اسی طرح جہاں دراث شریر کیلئے پھل اچھا رہت نشکام کرم کرتا ہے وہاں شریر یا ترا ارتھ یعنی اپنے جسم روپی رتھ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے جسمانی کام بھی کئے جاویں۔ اکثر گیانی جسمانی نشو دنما کی پرواہ نہیں کرتے جس سے قانون قدرت کے مطابق یہ جسم جلدی بیمار ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے جہاں برہم گیانی دُنیا کے بھلے کیلئے تمام کام کرتا ہے اور شانت رہتا ہے۔ اسی طرح اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا اور جاگنا سونا وغیرہ جسمانی کام بھی شانتی اور سکھ پوریک کرتا رہتا ہے۔ کچھ کھیں نہیں مانتا۔ بقول کبیر صاحب۔ سادھو سہج سمادھی بھلی۔

۶۰۔ جگت کے سمان کرم کرتا ہوا دُکھی نہیں ہوتا۔ وہ نرہنک سادھو پانی کی بڑی جھیل کے سمان ہلتے ہوئے شوبھا پاتا ہے۔

(شرح) رشی استاد کر اس شلوک میں گیانی کی تشبیہ پانی کی جھیل سے دیتے ہیں۔ جس سے اُن کی شاعرانہ بلند پروازی واضح ہوتی ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ پرانے رشی قدرت کی نیرنگیوں اور پرکرتی کی لیلاؤں میں کس قدر یک جان ہو کر نیچرل سائنس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ عام لوگ کام کر کے دُکھ محسوس کرتے ہیں۔ تکلیف اور تکان کی شکایت کرتے ہیں اور ہر کوئی چاہتا ہے کہ اسے کام نہ کرنا پڑے۔ بلکہ کیا کرایا کام کا پھل اُن کو حاصل ہو اور وہ صرف بیٹھ کر کھائیں اور حکم چلائیں۔ بہت تھوڑے لوگوں کو اپنے کام سے پوری پوری محبت ہوتی ہے۔ اس لئے اُن کو کام کرنے میں دکھ کا سامنا ہوتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں گیانی کی حالت ملاحظہ ہو۔ وہ کسی کو نہ دُکھ دیتا ہے نہ کسی سے دُکھی ہوتا ہے۔ نرہنک ہے اور اعلیٰ درجہ کی شدھ زندگی بسر کرنے والا دھرمی ہے۔ ہر وقت کچھ کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے

لاکے انگ ہلتے رہتے ہیں۔ پراوپکا راُن کی عادت ہے۔ وہ جڑ موک
ی نہیں ہوجاتا جس طرح پانی کی ایک بڑی جھیل ہو۔ اور اس کے ارد گرد
بے لمبے قدوالے درخت اُگے ہوں۔ کہیں کہیں کشتی بھی چل رہی ہو۔ جابجا
یے گھاٹ ہوں۔ صبح یا شام کا سہانا وقت ہو۔ اُفق کی لالی منعکس ہو کر پانیوں
لال رنگ میں آراستہ کئے ہو۔ تو ہوا کا ایک نرم جھونکا اگر پانی کو ذرا ہلا دے
تھوڑی سی لہر پانی میں ہلنے لگ جاوے۔ جھیل کے اندر منعکس ساری ہیزی
کی شوبھا دوچند ہو جاتی ہے۔ کسی جھیل یا تالاب میں لہروں کا اٹھنا ایک
دلصورتی ہے۔ جو دل کو کھینچتی ہے۔ اسی طرح گیانی اپنے انگوں کو ہر وقت
حرکت میں رکھنے میں ہی شوبھا پاتا ہے۔ رویدانت پر نکما بنادینے کا الزام
لگانے والے غور سے پڑھیں)

۱۹۔ اگیانی کی نورتی بھی پرورتی پیدا کرتی ہے اور گیانی کی پرورتی
بھی نورتی ہے۔

(شرح) گرہست یعنی گھریلو زندگی کو پرورتی اور سنیاسی یا فقیرانہ لباس کو نورتی
کہا جاتا ہے۔ پرورتی کے معنی کسی کام میں لگ جانا اور نورتی چھوڑ دینا ہے
رشی کا فرمانا ہے کہ اگیانی جنہوں نے آتم ساکشاتکار کیا نہیں۔ جسم میں ہی جو
خودی کا تصور رکھتے ہیں اگر وہ سنیاس کا لباس اختیار بھی کرلیں۔ تو اُن کی یہ نورتی
پرورتی ہی ہے۔ کیونکہ وہ تمام کاموں کی جڑ جسم کو اپنا رہے ہیں۔ اور صاحب خانہ
لاتما، کو گھر میں گم کر رہے ہیں۔ ظاہرا طور پر نورت (آزاد) دکھائی دیتے ہیں
لیکن دل سے تمام قیود انسانی کے پابند ہیں۔ بلکہ عام آدمیوں سے بھی زیادہ
مقید ہو گئے ہیں۔ لیکن گیانوان گھریلو زندگی بسر کرتا ہوا بھی سنیاسی اور آزاد
ہے۔ اُس کا جسم دُنیا میں ہے۔ اور دل اپنی مٹھی میں ہے۔ ا ہر سے اپنی

نظر آتا ہے اندر سے آزاد ہے۔ اس نے اپنے حقیقی اپنے آپ کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ غیریت کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے اور یہ حالت ہے۔

سب میں رم رہیو پربھ ایکو - نانک پیکھ پیکھ بگسائی

۴۲۔ دھن اور گھر بار سے بیراگی کیول اگیانی ہی دیکھنے میں آتے ہیں جس کی واسنائیں گل گئی ہیں۔ اُس کو راگ ویراگ کہاں ہے۔

شرح، اکثر لوگ ویراگ اور تیاگ کی مہما بیان کیا کرتے ہیں۔ سناری بندھنوں اور دُکھوں سے آزادی کا ایک ماتر اُپائے تیاگ بتلاتے ہیں۔ اسی لئے بہت بے سمجھ کچے جگیا سو گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلتے ہیں۔ ساری عمر در بدر کی خاک چھانتے۔ پشیمانی میں ہاتھ ملتے جاتے ہیں۔ کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج نے جنگلوں میں نواس کرنے کو یونیورسٹی میں تحصیل علم کی طرح طلبا کے لئے ضروری بتایا ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ ہم ہمیشہ یونیورسٹی یعنی جنگل میں ہی رہا کریں۔ اس شلوک میں رشی یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ دھن اور گھر بار کا تیاگ گیان کا نشان نہیں بلکہ دھن کا تیاگ کرنے والے اور گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلنے والے اکثر اگیانی لوگ ہوتے ہیں۔ گیانوان جن کی کوئی خواہش نہیں۔ جن کے لئے سونا اور مٹی برابر ہے۔ جن کا جھوٹا آپا ختم ہو چکا ہے۔ انھیں راگ کس چیز میں ہو۔ اور ویراگ کیسے ہو۔ راگ بیراگ تفرقہ اور بھید کی حالت میں ہو سکتے ہیں۔ گیان وان کی سم درشٹی کے سامنے تمام اشیا نیک و بد سب برابر ہیں۔ نہ کسی سے محبت کرتا ہے نہ نفرت۔

۴۳۔ اگیانی کی درشٹی بھاونا ابھاونا پر لگی رہتی ہے۔ گیانی آتما میں استھت ہو کر وشیوں کو بھوگتا ہوا بھی اکرم ہے۔

شکتی کا آشرہ اور سہارا لیئے رہتا ہے۔ چنانچہ اپنی ہر ایک حالت میں اُسی شکتی کے ارد گرد پر اُس کی نظر لگی رہتی ہے۔ دعائیں اور پرارتھنائیں اُس کو خوش کرنے کے لیئے گاتا ہے اور اُس کی مہربانی کے انتظار میں رہتا ہے۔ لیکن گیانی صرف اپنے نج سروپ میں قیام حاصل کر کے تمام دنیاوی کاروبار کرتا ہوا بھی اپنے سروپ میں کرموں سے بہت ہوتا ہے کیونکہ وہ کرتا پن کے ابھیمان سے فارغ ہے۔

۶۴۔ جو منی بچے کے سمان کرم میں لگا رہتا ہے۔ اُس شدھ کو کرم کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(شرح) ایک بچہ پالنے میں پڑا ہوا ہاتھ پاؤں مارتا ہے، ہنستا ہے۔ روتا ہے۔ منہ بناتا ہے۔ کسی کھلونے کو پکڑ کر منہ میں ڈالتا ہے کسی کی طرف دیکھتا ہے۔ کسی پر پیشاب کر دیتا ہے۔ کسی کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے اور کسی کے پاس دوڑ کر لپک جاتا ہے۔ ان تمام حرکات میں بچہ اکرتا ہے کیونکہ وہ مادمنی سے فارغ ہے۔ اس کے تمام کام سوبھاوک (سوہ سدھ) اور قدرتی ہیں۔ ماں کی چھاتی سے دودھ دوہنا اس نے کسی سے سیکھا نہیں یہ کام اُس کا طبعی، سوبھاوک ہے جس میں شیں (مومن) انسان کے تمام کام بچہ کی طرح ہو جاتے ہیں۔ یعنی مادمنی کے سمبندھ سے خالی اور سوبھاوک ہوتے ہیں۔ ایسا شدھ چت یوگی کرم کرنے سے یقیناً کرموں کے پھل میں آسکتا نہیں ہوتا۔

۶۵۔ وہی دھنیہ ہے۔ جو سب میں یکساں ہے اور دیکھتا سنتا چھوتا سونگھتا اور کھاتا ہوا بھی اچھوتا رہتا ہے۔

(شرح) سب میں سم روپ سے دیا پت سوائے برہم گیانی کے اور کون

ہو سکتا ہے. وہی اپنے آپ کو سب میں اور سب کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے اور پانچوں اندریوں کو استعمال کرتا ہوا. وشیوں سے سمبندھ نہ رکھتا ہوا اپنے اندر کوئی اچھا یعنی خواہش نہیں رکھتا. وہ دھنیہ ہے. اس کو ہاتھ جوڑ کر نمسکار ہے۔

۱۹۶۔ آکاش کے سمان دھیر نروکلپ گیانی کو سنسار کہاں اور اس کا آبھاس کہاں ہے. جس کے لیے سادھن کیا جائے وہ کہاں ہے اور سادھن کہاں ہے۔

(شرح) جس مہا پرش نے اپنے سروپ میں جاگرت ہو کر اپنے آپ کو آکاش کے سمان نرلیپ نراکار یقین کر لیا ہے اس کو اب سنسار کہاں رہ جاتا ہے. وہ تو "بن ترن سکل پار برہم" دیکھتا ہے. جب یہ حال ہے تو سنسار کا عکس جو اہنکار ہے. وہ کیسے رہ سکتا ہے. اس لئے گیا نوان میں اہنکار بھی نہیں. سادھن تمام دویت میں ہوتا ہے جب گیانی نے ادویت سدھ کر لیا اور ادوتی آتم سروپ میں قیام فرمایا تو اب کونسی وستو سادھیہ (حاصل کرنے یوگیہ) باقی رہ جاتی ہے. جس کے لئے وہ سادھن کرے اگر سادھیہ وستو نہیں ثابت ہوئی. تو سادھن کیا. گویا اگنی کی اپما والے برہم گیانی کو نہ سنسار ہے نہ اہنکار ہے نہ سادھن ہے نہ کچھ حاصل کرنے یوگیہ ہے. ع

"پانا تھا جو کچھ پا لیا. اب کام کیا باقی رہا"

۹۷۔ وہ ارتھ کا سنیاسی (بے غرض) پورن گیانی سب سے اوتم ہے. جس کو اپنے آتما میں سمادھی ہے۔

(شرح) جس پورن گیان وان نے تمام خواہشوں کا تیاگ کر دیا ہے اور

جس کو اپنے آتم سروپ میں سمادھی اور سم بدھی پراپت ہو گئی ہے۔
جو جڑ کی نگری سے باہر نکل کر کل کی سلطنت میں جلوہ نگن ہیں۔ وہ
تمام انسانوں کیا مخلوقات میں اعلیٰ اشرف المخلوقات ہیں۔ سہ

برہم گیانی اونچے سے اونچا اپنے من میں سب سے نیچا

۶۸۔ بہت کہنے سے کیا پریوجن۔ تتو درشی گیانی موکش اور
وشے بھوگ دونو سے شانت ہے۔

شرح۔ گیتا اور اپنشد اتفاق کرتی ہیں کہ آتما نہ بہت لیکچر بازی سے
مل سکتا ہے نہ دید دن سے۔ نہ دان سے اور نہ تپسیہ سے۔ اس لئے رشی
فرماتے ہیں کہ بہت لمبا چوڑا ویاکھیان دینے سے کیا فائدہ۔ مول
سچائی یہ ہے تتو درشن میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ گیانی نہ موکش
چاہتا ہے اور نہ وشے بھوگ سے ہی متنفر ہوتا ہے دونوں میں ایک رس
برتتا ہے۔

۶۹۔ مہت تتو آدی کا دویت بھاو کیول نام ماتر ہے اس بھرم
کو تیاگنے کے بعد کیا کرنے کو ہے۔

شرح۔ پرکریا میں سرشٹی اتپتی کا ورنن کرتے وقت جو یہ بتایا جاتا ہے۔
کہ ایک مہت یعنی ( ) ہے جس میں
اچھا ہوتی ہے اس سے پھرنا ہوتا ہے۔ جس سے پانچ تتووں کا وجود
عمل میں آتا ہے۔ وغیرہ اور اسی طرح سرشٹی کی رچنا ہوتی ہے۔ اس
تمام پرکریا کو سمجھنے اور راست یقین کرنے کے بعد جگیاسو کے لئے بہت
ممکن ہے کہ سدھانت کال میں بھرم ہو جائے کہ مہت آدی تتووں
کے ہوتے ہوئے گیانی کیونکر ہو سکتی ہے۔ وحدت وجود کیونکر قائم رہ سکتا

ہے۔ اُس کی نورتی کے لئے رشی اشٹاوکر فرماتے ہیں کہ یہ ددیت نام ماتر ہے۔ حقیقی نہیں۔ کیونکہ جس طرح بچے نفع نقصان کا سوال حل کرنے کی غرض سے قیمت خرید وغیرہ فرض کرتے ہیں یا الجبرا میں لا، ی وغیرہ فرض کرتے ہیں اور جب وقت سوال حل ہو جاتا ہے تو پھر اُن کا تیاگ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح وجود کا سوال حل کرنے کے لئے تمام ددیت پرپنچ تو آدی فرض کئے گئے تھے۔ اب سوال حل ہو چکا ہے اس لئے انھیں نام ماتر ہی سمجھنا چاہیئے۔ ذرا اس بھرم کو دور کر کے پھر تا ہیں کیا باقی کیا بچتا ہے۔

۷۰۔ یہ سب جگت بھرم ہے۔ واستو میں کچھ نہیں۔ ایسا نشچہ دان الکشیہ اسپھرن رہے نشان، شدھ گیانی آپ سے آپ شانت ہے۔

(شرح)، شانتی کا مول کارن کیا ہے۔ غیریت اور ددیت جب تک انسان اپنے سے غیر کچھ دیکھتا ہے یا مانتا ہے۔ تب تک بھے یا ڈر میں رہتا ہے۔ رشک اور حسد سے جلتا ہے۔ چنتا اور فکر کرتا ہے حتیٰ کہ ہر وقت اشانت رہتا ہے۔ آتم گیان حاصل کر کے جن کو یہ یقین حاصل ہو گیا کہ تمام جگت بھرم ماتر ہے۔ سوپن دت ہے۔ درحقیقت کچھ نہیں۔ چیتن کا کھیل ہے۔ "لوک دت لیلا کیولیم"۔ ایسی وحدت میں قیام پذیر شدھ پھرنے والا جہاتما سو کر سو بھاوے ہی شانت رہتا ہے۔

۷۱۔ شدھ اسپھرن روپ درشیہ بھاد کو نہ۔ دیکھنے والے گیانی کو ودھی کہاں۔ بیراگیہ کہاں اور تیاگ کہاں شم بھی کہاں ہے۔

(شرح)، ودھی نشیدھ ( ) راگ اور ویراگ۔ دشم دم آدی اندریوں کا دمن کرنا یا من کا قابو کرنا وغیرہ تمام سادھن غیریت

یعنی وحدت وجود یقین حاصل ہونے سے پہلے ہی کچھ معنی رکھتے ہیں۔ جونہی ذات ست میں قیام فرمایا نشٹھا حاصل کی پھر ایسے شدھ روپ پھرنے سے رہت۔ جگت کو آتم بھاؤ میں لین کئے ہوئے گیانی کو ودھی بیراگ اور شم باقی نہیں رہ پاتے بلکہ یہ شبھ گن اس کی عادت میں شامل ہو جاتے ہیں۔

۲۷۔ سانت روپ سے ویاپت پر کرتی کو نہ دیکھنے والے گیانی کو بندھن کہاں ہے۔ موکش کہاں ہے اور دکھ کہاں ہے۔

(شرح) گیانی مادۂ عالم یعنی پر کرتی کو جو کہ تمام عالم میں انت روپ سے ویاپت ہے اور جس سے تمام رچنا ظہور میں آتی ہے۔ اپنے شدھ آتم سروپ سے علیحدہ نہیں دیکھ پاتا۔ اس کی حالت یہ ہے ؎

جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں میں اپنا ہی جلوہ عیاں دیکھتا ہوں

اس لئے وہ بندھ موکش اور دکھ سے آزاد رہتا ہے۔ انکشاف ذات سے پہلے جگیاسو کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ اس کا آتما پر کرتی کی مختلف سطحوں کے اندر قید و بند ہے۔ آزاد ہونا چاہتا ہے۔ لیکن نکل نہیں سکتا۔ لیکن جونہی گیان کا سورج پرکاش کرتا ہے۔ یہ وہم کافور ہو جاتا ہے۔ پر کرتی اپنا ہی منور چہرہ ہو جاتی ہے جسے دیکھ دیکھ کر گیانی ہر وقت تبسم کناں ہوتا ہے۔

۲۸۔ آتم گیان میں استھت رہنے والے گیانی سنسار ماتر میں اہنکار اور ممتا سے رہت ہو کر شوبھا پاتے ہیں۔

(شرح) گیانی اور اگیانی میں کیا فرق ہے صرف یہی کہ ایک میں اہنکار اور ممتا نام کو باقی نہیں رہتی اور دوسرے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اپنے

ایک جسم کو ہی سب کچھ جاننا اور اسے ہی پیار و محبت کرنا۔ اسی جسم کو اپنی حقیقی ہستی سمجھنا اور اس کی ملکیت کو اپنا ماننا ہی اہنکار اور ممتا ہے جسے ہیں میری کہتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک جسم سے خودی کا ہٹ کر اس قدر وسعت پکڑ جانا کہ تمام جسموں کے ساتھ ایک میک ہو جائے اور ایک جسم کی بلک نہیں بلکہ تمام دنیا کو ہی اپنی ملکیت سمجھنا ہی اہنکار و ممتا سے رہت ہونا ہے۔ لہٰذا برہم گیانی کی جو آتم سروپ میں استھت ہیں۔ شوبھا اسی بات میں ہے کہ اہنکار اور ممتا سے رہت ہو کر رہیں۔

۴۔ الکشے سنتاپ آتما کے دیکھنے والے منی کو ودیا کہاں ہے جگت کہاں ہے دیہہ کہاں اور میں اور ممتو کہاں ہے۔

شرح۔ جب تک آتم ساکشات کار نہیں کیا تھا۔ اس وقت کہیں ودیا اور کہیں اودیا کہیں جگت اور کہیں شریر دیکھتے تھے۔ یہ تو اور متر شترو وغیرہ کا بھاؤ موجود رہتا تھا۔ لیکن اب جب آتم نور کے پرکاش سے منور ہوئے لازوال اور تاپوں سے رہت آتما کو ساکشات کیا تو ایسے منی مہاتما کے لئے ودیا۔ جگت۔ دیہہ میں متر وغیرہ شبد کیا معنی رکھ سکتے ہیں۔ اس سے کہیں یہ نہ شک ہو جاوے کہ گیانی بے علم ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ ان سب باتوں کو جانتا ہوا ان کو غیر حقیقی اور یقین کرتا ہے۔ ان کی حقیقی ہستی اپنے آتما کو دیکھتا ہے۔

۵۔ جب اگیانی نرودھ کے کرموں کو چھوڑتا ہے۔ اسی سمے منورتھ اور پرلاپ کرنے لگتا ہے۔

شرح۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ نرودھ کا ابھیاس اکثر اگیانی ہی کرتے دیکھے گئے ہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ اگیانی لوگ جب تک نرودھ یعنی سکون قلب کے

شغلوں میں لگے رہتے ہیں۔ یا کوئی ابھیاس کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی حالت عارضی طور پر تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن جونہی وہ ان شغلوں سے فارغ ہوتے دوسرے دنیاوی کاروبار میں جڑتے ہیں۔ اسی وقت اُن کا من جاگرت کو حاصل کر کے طرح طرح کی خواہشات پیش کرتا ہے۔ جن کے ذریعہ وہ بڑی لمبی لمبی گفتگو میں اور لیکچر وغیرہ بیان کرنے لگتے ہیں جس سے اُن کی اندرونی حالت عوام سے پوشیدہ رہ سکے۔ اس لئے گیانی لوگ سہج اوستھا کو راج یوگ کی نسبت زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔

۴۷۔ اگیانی تتو دستو کو سنکر بھی اگیان کو نہیں چھوڑتا۔ باہراو پاؤں سے نردِ کلپ دکھلاتا ہے۔ بھیتر من میں دشئے بھوگ کا ابھلاشی ہے۔

(شرح) رشی ایک وجہ بیان کرتے ہیں جس سے برہم گیان کا اپدیش عام ہونے کے باوجود بھی عوام کے دلوں میں یہ گھر نہیں کرتا۔ یا بہت زیادہ لوگ گیانی نہیں ہو جاتے۔ اس میں وہی ادھکار۔ بھید بڑا کارن ہے جیسی جیسی بھومی ہوتی ہے دیا دیا بیج وہاں پھل لا سکتا ہے۔ گندم کو بونے کے لئے زمین کو خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ ہل چلایا جاتا ہے۔ کھاد ڈالی جاتی ہے۔ سال بھر زمین خالی رہتی ہے۔ بارش کا انتظار ہوتا ہے۔ تب زمین اس قابل ہوتی ہے کہ اس میں گندم بویا جاوے۔ لیکن باجرہ جوار وغیرہ جیسی کیسی زمین میں بودی جاتی ہے۔ اور وہ اُگ آتی ہے۔ اسی طرح برہم گیان کا بیج بہت زیادہ طاقتور ہے اس کو بونے کے لئے سب سے زیادہ محنت درکار ہے۔ انتہ کرن کی زمین جب تک پوری طرح صاف نہ ہو یہ بویا نہیں جا سکتا۔ اس لئے اگیانی لوگوں کے سامنے تتو دستو کا بیان بھلے ہی کیا کرو اُن کو کبھی یقین نہیں آنے کا۔ رشی فرماتے ہیں کہ اگیانی برہم یا آتما کا درشن

شنکر بھی اپنے اگیان کاریوں کو نہیں چھوڑتا۔ پھر بھی وہی کچھ کئے جاتا ہے۔ جو کچھ اُس نے سنکر یا ان رکھا ہے۔ مثلاً اُس نے سنا ہے کہ ایشور دسویں دوار یعنی دماغ میں براجمان ہیں۔ اور پرانایام کے ذریعہ پران وایو کو روک کر ہم وہاں اُن کے درشن کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی گیانی یہ کہہ دے کہ بھائی یہ سب ورد دیدشیہ مان جگت ایشور کا روپ ہے۔ اسی سے محبت کرو۔ اسی سے اپنی مراد میں مانگو اسی کی سیوا پوجا کرو۔ اسی کو تن من ارپن کرو۔ تو یقین نہیں لاتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ آپ خود جس اونچی منزل میں قیام رکھتے ہیں وہاں سے کہتے ہیں۔ ہم تو ابھی نو وارد ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں۔ خانہ رہنا میں بلکہ ظاہر الباس دکئی دیگر ڈھنگوں سے اپنے آپ کو نردکلپ بنانا اور دکھانا چاہتے ہیں اور در حقیقت اُن کے من کے اندر وشئے بھوگوں کی خواہش بولی ہوتی ہے۔

"جس کے کرم گیان سے گل گئے ہیں اور جگت کی نگاہ میں کرم کرتا ہوا بھی جس کو کرنے و کہنے کو کچھ نہیں۔ وہ شانت ہے۔

(شرح) رشی اس شلوک میں شانت پُرش کی تعریف اور لکشن بیان کرتے ہیں! وہ مہا پُرش سچے معنوں میں شانت ہو سکتا ہے۔ جس کے اندر کرتا پن کا بھاؤ گم ہو گیا ہے۔ جو اپنے آپ کو کاموں کا فاعل نہیں تصور کرتا۔ آتم تتو کے گیان سے جس کے کرم گل گئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب وہ کرم بالکل نہیں کرتا ہے یا ہاتھ پاؤں باندھ اب پتھر ہو گیا ہے۔ بلکہ تمام کام کرتا ہوا اپنے آپ کو اکرتا ساکشی مانتا ہے۔ اسی لئے کہا ہے کہ جگت کی نگاہ میں کرم کرتا ہوا بھی جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کو نہ کچھ کرنا ہے نہ کہنا ہے۔ تمام فرض اور قرض جس کے بیباک ہو چکے ہیں۔ جو کہ ست سروپ ہے۔ وہی پُرش شانت ہے۔

۷۸۔ سدا ابھے۔ برہم گیانی کو اندھکار کہاں ہے: پرکاش کہاں ہے۔ ہانی کہاں ہے۔

شرح: سدا ابھے پد میں ستھت برہم گیانی کے لئے اندھیرا کہاں ہو سکتا ہے اور روشنی کیسی۔ ہانی اور لابھ کی سوچ کہاں۔ یہ تمام باتیں دویت اور غیریت میں ہوتی ہیں۔ ہم ایک چھوٹے جسم سے جسم اپنے سے علیحدہ کچھ اندھیرا کچھ روشنی کبھی نفع نقصان دیکھ پاتے ہیں۔ لیکن لامحدود ستا میں جہاں ایک یادو کی سمائی نہیں۔ جو اپنے آپ میں پورن ہے۔ اپنے آپ میں جوں کی توں قائم ہے۔ اندھیرا روشنی ہانی لابھ کہاں ہو سکتے ہیں: چونکہ برہم گیانی اب لامحدود ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کے حق میں یہ تمام شبد خالی ندا ہیں۔

۷۹۔ گیانی کو جس کے دویک اور سوبھاؤ ورنن میں نہیں آتے دھیرج کہاں۔ گیان کہاں ہے اور ابھے کہاں ہے۔

شرح: گیانی جس نے برہم میں استھتی حاصل کر لی ہے: جو ایکوادویتم ہو چکا ہے۔ جس نے اس انپشد واک کا ساکشات کیا ہے۔ یوے بھوماتت سکھم" جو لامحدود ہے وہی سکھ ہے:" گویا لامحدود ہو کر سکھ سروپ ہو بیٹھا ہے۔ ایسے گیانی کا دویک اور سوبھاؤ قلم بیان نہیں کر سکتی۔ اس کی مہا دچتر ہے اس کے لیے دھیرج گیان اور ابھے کیا معنی رکھتے ہیں۔ یہ تمام من اور انتہ کرن سے تعلق رکھتے ہیں۔ گیانی کا من حذف ہو چکا ہے۔ لہذا وہ ان سے بہت بالاتر ہے۔

۸۰۔ گیانی کو سورگ نہیں۔ نرک نہیں۔ جیون مکتی بھی نہیں۔ اس سے ادھک کہنے میں کیا لابھ یوگ درشٹی سے کہیں کچھ بھی نہیں ہے۔

شرح: جیسا سوچتا ہے۔ ویسا بن جاتا ہے۔ یہ تمام سلسلہ پرلوک حیاتی

ہے۔ وجودی نہیں۔ کیا نرک اور کیا سورگ تمام سنکلپ ماتر ہیں۔ جنہوں نے تمام عمر اس خیال سے کچھ نیک کام کئے ہوں کہ آخرت میں اُن کو سورگ ملے گا طرح طرح کے آرام مہیا ہوں گے۔ واقعی اُن کو اس سنکلپ کے مطابق سورگ اور آرام ہوگا اور جو بد کام کرتے وقت ڈرتے رہے ہے کہ اس سے نرک ملے گا۔ اور دُکھی ہوں گے۔ اُن کو ویسا ہی اجر ضرور ملے گا۔ گیانی جو ان تمام واقعات کی واقعیت کو اچھی طرح معلوم کر چکا ہے زور سے پکار اٹھتا ہے سے

پاپ پُن دو کبھی کہاوت کوئی سوگ اور نرک بتاوت

چونکہ گیانی اس دنیا میں آباد نہیں جس میں سورگ نرک کا قانون چلتا ہے لہذا اُس کو سورگ نرک کوئی نہیں۔ اس کی سروپ ستھتی کے سامنے جیون مکتی بھی ایک شبد ہے جس سے وہ مُبرا ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہا جائے۔ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہ کچھ تھا۔ نہ کچھ ہے نہ کچھ ہو گا۔ ذات رتصدیق کنندہ) قائم بخود ہے۔

۱۸۔ گیانی کا سُتند(ٹھ) امن امرت بھرے تالاب کے سمان نرلا بھلا کی ہے۔ نربانی کا سوروپ کرتا ہے۔

شرح: گیانی کا من شانتی سروپ آتما میں استھت ہونے کے کارن پورن شانت ہے اور جس طرح امرت سے بھرا ہوا کنڈ اپنی جگہ میں قائم رہتا ہے ہر قسم کی تفریق وغیرہ سے پاک ہوتا ہوا ہر ایک کو امرت کا حصہ دیتا ہے کسی سے انکاری نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح گیانی آتما نند میں قائم ہو کر اپنے امرت وچن روپی بارش کرتا ہے۔ "معلوم لوگ اچھے" سمتا ہی کو لوگ کہتے ہیں۔ اسی سمتا دربی لوگ میں استھت ہوگی نہ نفع حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ نہ نقصان کا فکر

کرتا ہے بھگوت گیتا میں فرمایا ہے۔ "پرسن آتما نہ شوچتی نہ کانکشتی" اپنی آتما
میں پرسن (خوش) رہنے والا مہا پرش نہ سوچ کرتا ہے نہ اچھا کرتا ہے۔
۸۲۔ نشکام شانتی کی پرشنسا نہیں کرتا۔ نہ دشٹ کی نندا کرتا ہے
سکھ دکھ میں ایک سمان گیانی کو کچھ کرنے لوگیہ نہیں ہے۔
(شرح) آہا کیسی مسرور حالت ہے۔ کس قدر مستی جھلکتی ہے۔ خود مستی کا
نشہ آنکھوں، کانوں سے کیا دم بدم سے جھر رہا ہے۔ دکھ سکھ میں، عزت
بے عزتی میں یکساں رہتا ہے۔ تمام کرموں کو سبھاؤک درشٹی سے کردیتا ہے
کرتا پن کو پاس پھٹکنے تک نہیں دیتا۔ نیک و بد میں بھید درشٹی نہیں رکھتا
سب ہیں دیا ایک رام یا برہم کو دیکھتا ہے بقول ع۔ سادھو چور سب برہم بھانے
اسی لئے نہ کسی بھلے شانتی وان پرش کی تعریف ہی کرتا ہے نہ کسی مہتیا چاری
کی عیب گوئی کرتا ہے۔ البتہ ہر کس و ناکس پہ باران معرفت کی کرامت جاری
رکھتا ہے۔ اور برہم گیان کے اپدیشوں سے دنیا کو مالا مال کردیتا ہے۔
۸۳۔ گیانی کو سنسار سے دلبستگی نہیں ہے۔ آتما کے دیکھنے کی اچھا
نہیں، سکھ دکھ سے نشچنت نہ مردہ ہے نہ جیتا ہے۔
(شرح) برہم گیان کے جگیا سوؤں کو سادھن کال میں اکثر ویراگ کی بری
کا تجربہ ہوتا ہے جس سے سنسار کی اسارتا پرگٹ ہونے لگتی ہے۔ اور
سنسار اور سنسار کے پدارتھوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جس سے
ان کو بندھن محسوس کرتا ہوا ان سے بھاگ نکلنا چاہتا ہے۔ یہ برتی
اس قدر تیزی اختیار کرلیتی ہے کہ صرف ودیکی جگیاسوجن کی قوت تمیز
بہت تیز ہوتی ہے۔ اس رَو سے بچتے ہیں۔ بہت سے تو مجبور ہو کر گھر بار
کا تیاگ کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن گیانی کا درجہ مختلف ہے۔ وہ ان تمام منزلوں

اور مرحلوں سے اوپر اُٹھ چکا ہے۔ اب راگ دویش دونوں سے آزاد میں
رہتا ہے۔ برہم روپ ہوکر سرو روپ ہوا ہے
سنسار کو اپنا ہی سرو روپ دیکھتا ہے۔ دویش کا کوئی کارن نہیں پاتا۔
تمام شکوک کو رفع کر کے آتم روپ ہوا ہے۔ آتما کو وہ دیت انکرپتا سے
دیکھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ جب تک آتما کو اپنے سے علیحدہ کوئی
اعلیٰ ہستی یقین رکھتے تھے۔ اُس کے درشن کی خواہش تھی جب اسے اپنا
آپ پایا۔ ہم خود ہی نکلے تو اور کسے دیکھیں اور کس کی اِچھا کریں۔ لہٰذا
گیانی سنسار سے دویش یا نفرت نہیں کرتا۔ اُسے آتما کے درشن کی
کوئی خواہش نہیں۔ عام لوگ کرموں کی گتی کو نہ سمجھنے کے کارن کرم
کے پھل سُکھ اور دُکھ سے گھبراتے اور سُکھی دُکھی ہوتے ہیں۔ لیکن
گیانوان جس نے عملی زندگی سے کرم کے قانون ازلی کو اچھی طرح
سمجھا ہے اور یہ ذہن نشین کر لیا ہے کہ قانون قدرت کے موافق
اور منافق کرم ہی سُکھ اور دُکھ روپ پھل پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے
اندرونی بھاؤ ہی ہمارے لئے باہر دُکھ اور سُکھ کا سامان مہیا کرتے
ہیں۔ پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ دُکھ سُکھ سے بالکل گھبراتا
نہیں۔ اس لئے لاپرواہ رہتا ہے۔

گیانی پرم چیتن میں قیام رکھتا ہے۔ سدا جاگتا ہے۔ اس کی
مانسک شکتیاں بہت وکاس کو پراپت ہونے کی وجہ سے انت
روپ سے کام کرتا ہے۔ اُس کے کام عام انسانوں کے کام سے اعلیٰ
ہوتے ہیں۔ گو ظاہرا وہ کاہل یا سست الوجود نظر آتا ہے۔ دُنیا کو
ہلا دینے کی طاقت اُسی میں ہے۔ اس لئے وہ مردہ نہیں۔ عین ہستی

ہے چونکہ گیانی نے جزوی زندگی کا خاتمہ کردیا ہوتا ہے۔ اپنی نجی خواہشات کو تیاگ دیتا ہے۔ من اور بدھی کو کُل کے ارپن کردیتا ہے اس جزویت کی موت کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ جیتا بھی نہیں پس گیانی دُکھ سُکھ سے بے فکر نہ مردہ ہے نہ زندہ ہے۔

۸۴۔ استری پتر میں نشکام۔ بھوگ سے اچھّا رہت۔ نراش گیانی اپنے شریر میں شوبھا پاتا ہے۔

(شرح) گیانی مزدوری نہیں۔ سنیاسی ہو کر یعنی گیانی استری پتر میں ہر قسم کی کامنا سے رہت رہتا ہے۔ عام طور پر لوگ دُنیا میں استری اور پتر سے اُمیدیں باندھ رکھتے ہیں۔ استری تو آرام طلب ہونے میں مددگار ہے۔ بیٹھے بٹھائے کئی کام کر دیتی ہے۔ بہت طرح سے سیوا اور خدمت کا کام کرتی ہے اور پتر آخری عمر کا سہارا ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں جب ہم نکمّے ہو کر چارپائی پر بیٹھ جائیں گے وہ کما کر لائے گا اور ہماری سہائتا اور خدمت کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ استری او پتر میں مندرجہ بالا قسم کی خواہشات رکھنے والا اُن کی غلامی کرتا ہے۔ اُن کی خواہشات کے نیچے دبا رہتا ہے۔ اُن سے موہ پیدا کرلیتا ہے۔ اُن سے اکثر دھتکارا جاتا ہے اور بے عزتی برداشت کرتا ہے لیکن اپنی کامنا کا بندھا ہوا بول نہیں سکتا۔ گیانی استری اور پتر میں نشکام رہتا ہے کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ نہ اُن میں موہ گرست ہوتا ہے اپنی مردپ مہایں نت ترپت زدا ئم السیر) رہتا ہے۔ بھوگ کی اچھا نہیں کرتا۔ آشا ممتا سے پاک گیانی اس طرح کُل کے بھلے کے لئے جیتا اپنے شریر میں بھلا لگتا ہے۔

۸۵۔ دھیر۔ سوتنتر۔ دیش دیش پھرنے والے جہاں سورج ڈوب گیا
وہیں سو رہنے والے گیانی کو سب جگہ تشٹی ہے۔

(شرح) پچھلے شلوک میں گرہست آشرم میں مقیم گیانی کا بیان کیا۔ اب اس شلوک میں سنیاسی (تارک الدنیا) گیانی کا ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ دُکھ سُکھ میں دھیرج وان تتو درشی۔ تمام بندھنوں سے مُکت پورن آزاد ہے۔ ایک محدود گھر کو تیاگ کرکے لامحدود دنیا جس کا گھر ہے۔ اس لئے جو دیش بدیش میں جگہ جگہ گھومتا پھرتا ہے۔ جہاں دن غروب ہوا۔ رات آگئی۔ وہاں ہی سو رہنے والے کو ہر جا اور ہر حال میں آنند ہے۔ گیانی کو گرہست میں تو پھر کچھ نہ کچھ سوانگ دھارن کرکے چند قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن سنیاسی ہر قسم کے قواعد و قوانین سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اصلی روپ میں برہم کا آنند لیتا ہے۔

۸٦۔ سچ آتما میں سُکھ پاکر جو جگت کو بھول گیا ہے۔ ایسا گیانی کا شریر
جائے یا استھت رہے۔ اُسے کچھ سوچ نہیں۔

(شرح) اپنے آتم کے آنند سروپ کو انوبھو کرنے کے بعد جس کی جگت روپی دویت بُدھی جاتی رہی ہے۔ جو آتم کریڑا میں استارت اور مگن ہے کہ جگت کی یاد ہی جیسے بھول چکی ہے۔ شریر کا ٹھکانا کیا ہے۔ ایسے مہاپرش کا شریر خواہ زندہ رہے یا ناش ہو جائے۔ اُس کو کچھ چنتا نہیں ہوتی۔ اُتپتی اور ناش اس کے لئے بے معنی شبد ہو جاتے ہیں۔ وہ ابدیت یا   میں
جیتا ہے۔ تمام حدود سے پاک اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور غنی رہے۔

۸۷۔ سرب ہین۔ سوتنتر پھرنے والا بے کھٹکا۔ شنکا رہت۔ سارے
جگت میں سنبندھ پھرتا ہے

(شرح) برہم آنند میں مجذوب اور محوت مہاتما تمام رشتوں کو منقطع کیے ہوئے ہر قسم کے لاگ اور تعلق سے آزاد جگہ جگہ سیر کرتا ہے. وہ نربھے ہے. کیونکہ اس کی دوئیت بدھی کا ناش ہوا ہے. اور بھے ہمیشہ دوسرے سے ہوتا ہے. آخری حقیقت کو انوبھو کر لینے پر اس کے تمام شکوک رفع ہو جاتے ہیں. اس لئے نربھے اور نشنک ہو کر سارے سنسار میں اسی طرح آزاد ہو کر جیون گذارتا ہے. جس طرح سیر کرنے والے باغ میں بغیر کسی تعلق کے محض سیر و تماشا کی خاطر پھرتے ہیں.

۲۸. جس کے من کی گانٹھ ٹوٹ گئی ہے اور جس کے ست اور رج دونوں گن شدھ ہو گئے ہیں. جس کی درشٹی میں سونا اور مٹی برابر ہیں. اور جو نراہنکار ہے. ایسا گیانی شوبھا کو پراپت ہوتا ہے.

(شرح) ہمارے من کے اندر جڑ اور چیتن کی ملاوٹ ہو رہی ہے من جڑ بھی ہے. کیونکہ از خود کوئی طاقت نہیں رکھتا جس کی مثال خواب گراں یا سشوپتی اوستھا میں بخوبی ملتی ہے اور یہ چیتن بھی ہے. کیونکہ یہ تمام سنکلپوں کا سودھار وتی ہے تمام طاقت اس میں سے ہو کر آگے نکل جاتی ہے اور اعضاؤں میں کام کرتی ہے. اور یہ بذات خود چیتن کی حیثیت میں تمام حواسوں کو قابو میں رکھتا اور ان سے کام لیتا ہے اور ان سے توجہ کھینچ کر ان کو معطل بھی کر دیتا ہے. جو لوگ چیتن تو کا ساکشات کرنے کے سادھن میں لگے رہتے ہیں. اور من کو چیتن کے اپائے کرتے ہیں جب من کو چیتن کے اندر لے کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو من کا جڑ پن بالکل جاتا رہتا ہے. اس وقت وہ جانتا اور کہتا ہے. ع اے من تو سروپ اپنا مول پچھان. اس کو من کی گانٹھ کا ٹوٹ جانا کہتے ہیں.

۲. تمام اجسام میں تین گن ست. رج اور تم کام کر رہے ہیں. یہ تینوں مل جل کر رہتے ہیں. لیکن ایک وقت میں ایک پردھان ہوتا ہے اور باقی دو اس کے

ماتحت کام کرتے ہیں۔ ان کے خواص ذاتی حسب ذیل ہیں۔

ست کا گیان اور پرکاش۔ رج کا حرکت، جوش، اظہار۔ اور تم کا ڈھکنا چھپانا۔ اظلام اگیان وغیرہ۔ اپنی اپنی جگہ تینوں گن درکار ہیں۔ تینوں کی سامیہ اوستھا سکون یا پرلے کا کارن ہوتی ہے۔ ایشوری رچنا تمک شکتی کے تین پہلو ہیں۔ انہی کو سنکلپ وکشپ اور آدرن شکتیاں کہتے ہیں۔ ان میں تینوں گن ست رج تم بالترتیب کام کرتے ہیں۔ تم اشیا کو پیدا کرتا ہے اور اپنے اندر چھپا لیتا ہے۔ رج انھیں وجود بخشتا ہے کی عطا کرتا ہے۔ جس سے ان کا ظہور عالم میں ہوتا ہے اور ست انھیں گیان اور پرکاش سے قائم رکھتا ہے۔ جن میں تموگن پردھان رہتا ہے۔ ان کی زندگی ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ وہ کثافت سے اوپر نہیں اُٹھ سکتے رجوگن والے لطیف زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن ستوگن میں بسنے والے لطیف ترین زندگی کا انوبھو کرتے ہیں۔ لہٰذا ستوگن کو بڑھانے کا جتن کرتے رہنا چاہیئے۔ جو لوگ سادھن کر کے ستوگن کو بڑھا لیتے ہیں۔ یا رجوگن کو تم سے بالکل صاف کر لیتے ہیں۔ گویا تموگن اُن کے ماتحت ہو جاتا ہے۔ اُن کے ستوگن اور رجوگن شُدھ کہے جاتے ہیں۔

۳۔ جن کو اب دُنیا اور دُنیا کے پدارتھوں سے کچھ لینا نہیں۔ جن کی خواہشات تمام پوری ہو چکی ہیں۔ جو اپنی دُکان کا حساب بیباک کر کے دُکان بند کیا چاہتے ہیں۔ جن کا لین دین ختم ہے۔ جن کا کوئی دنیا سمبندھی نہیں جس کے لئے کچھ جمع کرنا ہے۔ جن کی فکر ضروری ہے۔ جن کو کھانے کو دو روٹی بس اور کمر میں ایک لنگوٹی بس ہے۔ انھیں دُنیا کی نعمتوں سے کیا غرض۔ ایسے لوگوں کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتا ہے۔

۴۔ جنھوں نے جزوی خودی کو کھو دیا ہے۔ جزوی خودی کیا ہے۔ اس ایک

جسم کے ساتھ اتحاد یا ایکتا۔ اس کو اپنا سمجھنا۔ اس کا پرورش کرنا۔ اس کی خاطر دوسروں سے تعلق پیدا کرنا اور اس کی خوشی اور زندگی میں اپنی خوشی اور زندگی جاننا یہ جزوی خودی ہے۔ یہ ہماری محبت کو عالمگیر ہونے سے روک دیتی ہے خودغرض بناتی ہے۔ نیک صفات کو دور رکھ کے بدعادات پیدا کرتی ہے دنیا میں فساد اور شر کی بنیاد رکھتی ہے اور امن عامہ میں خلل انداز رہتی ہے سب سے بڑھ کر ہمیں ابدی خوشی کے چشمہ سے ہمیشہ دور رکھتی ہے۔ جزوی خودی کو دور کرنے سے مراد اپنی "میں" کو اس قدر وسعت دینا ہے کہ تمام دنیا کے اجسام اس میں گھر جائیں سب کے ساتھ اتحاد حاصل ہو سب کا بھلا چاہیں اور سب کی بھلائی کی خاطر اپنے ایک جسم کو قربان تک کر دیں۔ کچھ بھی اپنا (ایک جسم کا) نہ رکھیں۔ تمام اشیا کو مال مشترکہ جانیں۔ جس میں تمام حصہ دار ہوں بڑائی اور چھوٹائی جاتی رہے۔ سب سے یکساں محبت کریں۔ کسی سے نفرت نہ ہو۔ تمام دنیا ایک بڑے جسم کی طرح ہو جس کے تمام جسم مختلف اعضا ہوں اور ان میں بھینن سنتا ایک "میں" ہوں۔ یہ بھاؤ ہو جاوے۔ یہ سچی نرا ہنکارتا ہے۔ اس طرح جزوی خودی کو کھو دینے والا ہی سچا نراہنکار ہے۔

پس رشی اشٹاوکر فرماتے ہیں کہ جس کی من کی گانٹھ ٹوٹ گئی ہے۔ جس کے ست اور رج دونوں گن شدھ ہو گئے ہیں۔ جس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہے۔ جو سچا اہنکار سے خالی ہے وہ سچا گیانی ہے۔ وہی شوبھا پاتا ہے ہاں وہی تعریف کیا جاتا ہے۔ اس کو ہماری نمسکار ہے۔

۸۹۔ جو سب میں نشچنت ہے اور جس کے من میں کوئی واسنا نہیں ہے۔ اس اودھوت کی کس سے سمتا کی جاوے۔

[illegible] کو پاؤں کی طرح [illegible] تب کہا پرس ان

قوانین کی تعمیل کو اپنی عادت بنا ڈالتے ہیں تب ان کی زندگی سے چنتا اور فکر
خارج ہو جاتے ہیں۔ اُن کے سو بھاوک کاموں کے نتائج قدرتی طور پر نیک
ہوتے ہیں۔ آدمی زیادہ تر لوگوں یا دُکھوں کو بھوتوں یا تتوؤں کے اختلاط
اور امتزاج کی وجہ سے جانتے ہیں۔ دُکھ سُکھ۔ عزت بےعزتی جنم مرن وغیرہ
دوندوں کو قدرتی اور ضروری خیال کر کے گیانی پورن روپ سے نشچنت
ہو جاتا ہے۔ جب یہ تمام باتیں باری باری آئیں گی ہی تو چنتا کا کیا فائدہ
جزوی زندگی میں انسان اپنے اندر کمی محسوس کرتا رہتا ہے اور اُسے پورا
کرنے کی غرض سے کئی طرح کی خواہشات کرتا ہے۔ ان خواہشات کی تکمیل
میں اپنی پورنتا خیال کرتا ہے۔ لیکن سدا اُپورن کا اپورن رہتا ہے ہوا
ہوس کی آگ دن بدن تیز ہوتی جاتی ہے۔ لیکن جونہی انسان جزویت سے
گزر کر کلیت میں وارد ہوتا ہے اپنے آپ کو پورن جانتا ہے کسی قسم کی
خواہش باقی نہیں رہتی۔ اس قسم کے نشچنت۔ بے خواہش۔ آزاد دنشال ہردے
برہم گیانی کی برابری کون کر سکتا ہے اور اس کی مثال کس سے دی جا سکتی
ہے۔ گویا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۹۔ نشکام گیانی کے سوا اور کون ہے جو جانتا ہوا بھی نہیں
جانتا۔ دیکھتا ہوا بھی نہیں دیکھتا اور بولتا ہوا بھی نہیں بولتا۔

(تشریح) اوپر بیان ہو چکا ہے کہ گیانی ہی سچا نرنکار ہے۔ وہی
نشکام ہے اور نکامنا رہت ہے۔ اسی لئے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ سب
کچھ دیکھتا ہے اور سب کچھ بولتا ہے لیکن اہنکار درست ہونے کے کارن وہ
ان تمام کاموں کا فاعل نہیں ہوتا بلکہ اپنے سروپ میں اکرتا ابھوگتا ساکشی رہتا

۹۱- جس کے بھاؤ ابھاؤ کی سمجھ گل گئی ہے ایسا اچھا تت پرش چاہے راجہ ہو یا بھکاری سب طرح شوبھا پاتا ہے۔

(شرح) دنیا میں ایک ہی جھگڑا اس قدر زور سے جاری ہے جس کا فیصلہ آج تک نہیں ہو سکا اور آئندہ بھی کبھی نہیں ہوگا۔ صرف وہ اتم جگیاسو جو سادھن میں تت پر رہتے ہیں اور عالم باعمل ہیں۔ اس بھید بھرم سے آزاد ہوتے ہیں۔ یہ جھگڑا "ہے" اور "نہیں" کا ہے۔ ہر جانب سے یہی آواز آتی ہے۔ ایشور ہے۔ جیو ہے جگت ہے وغیرہ۔ اور دوسرے کہتے ہیں ایشور نہیں جیو نہیں۔ یہ نہیں وہ نہیں وغیرہ۔ اس لئے جھگڑا ہوتا ہے۔ رشی اشٹاوکر فرماتے ہیں کہ جس مہا پرش نے "ہے" اور "نہیں" کا جھگڑا مٹا دیا ہے ایسا نشکام پرش امیری میں کیا اور غریبی میں کیا ہر حال میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔

۹۲- چھل رہت سادہ یوگی کو ستنبھتا کہاں۔ سنکوچ کہاں اور تتو کا نشچے کہاں۔

(شرح) برہم میں استھرت ہو جانے کے بعد آتم گیانی کا چت اسقدر شدھ و نرمل ہو جاتا ہے کہ سوائے شدھ برہم کے دویت کا عکس گمان ہی نہیں کرتا۔

بقول کبیر صاحب ؎

من ایسو نرمل بھیو جیسے گنگا نیر   پاچھے پاچھے ہر پھرے کہت کبیر کبیر

ان کے من میں دھوکہ اور فریب نام کو نہیں رہ سکتے۔ سادگی کی تو حد ہی ہو جاتی ہے۔ اس قدر سادہ کہ بسا اوقات لوگ انہیں پاگل سمجھنے لگ جاتے ہیں ان کی ستھتی (قیام) اور نشچے کی درڑھتا (پختگی) کا یہ عالم ہے کہ آزادی کے پروانے آزادی کے روح رواں لفظ آزادی سے آزاد بن جاتے ہیں۔ ان کے لئے آزادی کیا معنی رکھ سکتی ہے ... [illegible]

دکھائی دیتا تو پھر سنکوچ کس سے کریں۔ آتم سروپ سے بھِن کوئی تتو ہی باقی نہیں رہا تو سمیدہ تتو کا نشچے (یقین) کیسے ہو۔

۹۳۔ آتما میں پسرام پاگمااوداراتما اور اہنت یوگی کو جو انوبھو ہوتا ہے وہ کس پرکار کس کو کہا جائے۔

(شرح) یوگی جس وقت اپنے ذات بحت میں قائم ہو جاتا ہے اس وقت تما آنند میں ڈوبے ہوئے آشا تمنا سے رہت "مرنجان مرنج" کے عامل جہاپرش کو کیا کیا تجربات روحانی ہوتے ہیں کون جان سکتا ہے اور کون بیان کر سکتا ہے۔ کچھ تجربات تو ایسے ہیں کہ بیان ہو سکتے ہیں لیکن وہ حالتِ سکون جو خاص نجانند یا اسمپرگیات سے تعلق رکھتی ہے ناقابلِ بیان ہے جس طرح گونگا کھانے والا مٹھاس کو زبانی بیان نہیں کر سکتا۔ ہزار مثال دے سننے والے کی سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک گڑ اس کے منہ میں نہ دیا جاوے اور وہ ذائقہ نہ لے۔ اس طرح جنہوں نے اُس حالتِ خاص کا تجربہ نہیں کیا وہ اس کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ تجربہ کار ہی جانکار ہوتے ہیں۔ اسلئے کہا ہے "دلی را دلی می شناسد" یا برہم گیانی کی گت برہم گیانی جانے۔

۹۴۔ گیانی سوپن میں اور سشپتی میں کبھی نہیں سوتا۔ جاگرت میں نہیں جاگتا وہ سدا دھیر ہے۔

(شرح) ظاہر بین نظر میں یہ بات اُلٹ معلوم ہوتی ہے کہ گیانی کیونکہ حالتِ خواب میں سوتا نہیں اور حالتِ بیداری میں جاگتا نہیں۔ واقعی عام لوگوں سے گیانی کی اندرونی حالت بالکل مختلف ہوتی ہے۔ گیتا میں فرمایا ہے کہ جو عام لوگوں کی رات ہوتی ہے وہ گیانی کا دن ہے اور عوام کا دن گیانی کی رات ہے جس وقت عوام جاگتے ہیں وہ سوتا ہے

جو جن جاگرت ہے تنہاں جہاں سبھن کی نا جیو جہاں جاگرت ہے سو منی کو نس بھات
عوام اپنی خواہشات کے مطابق خواب اور خواب گراں میں عالم مثال
اور جہالت کا تجربہ کرتے ہیں اور جاگ کر پھر انہی کے پیچھے بھٹکتے پھرتے ہیں لیکن
گیانی تمام خواہشات کا ترک کرنے کے بعد اپنی ذات میں ہمیشہ جاگتا ہے کبھی
نہیں بھولتا۔ اس لئے خواب اور خواب گراں میں بھی وہ اپنی ذات کے سوائے
کچھ تجربہ نہیں کرتا اور عوام کی جو جاگرت ہے اس میں وہ سویا ہوا ہے کیونکہ جاگرت
پرپنچ اس کے لئے ہے ہی نہیں وہ ہر جگہ آتما دیکھتا ہے۔

۹۵ - گیانی چنتا وان (ظاہرا) چنتا رہت ہے اندریوں میں برتتا ہوا
بھی بنا اندری ہے۔ بدھی رکھتے ہوئے بھی نربدھی ہے۔ اہنکار کرتے
ہوئے بھی نراہنکار ہے۔

(شرح) عام لوگ ایک جسم (یا چند جسموں) میں بسنے والے جب کوئی مشکل
درپیش ہوتی ہے تو گھبرا اٹھتے ہیں، چنتا اور فکر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اندر
اور باہر سے جلتے ہیں نہ دن کو چین نہ رات کو آرام عجب کشمکش میں پڑ جاتے ہیں۔ اس کے
برعکس گیانی جو تمام اجسام میں بستا ہے کسی مشکل کے وقت اپنی اندریوں سے کام
لیتا ہے من سے سوچ کرتا ہے۔ ظاہرا کسی وقت فکر مند بھی نظر آتا ہے لیکن اس
کا چت اندر سے شانت رہتا ہے کیونکہ اسے اپنی نجی غرض (خود غرضی) نہیں وہ گیتا کے
اصول کرم یوگ کا سچا عامل ہو جاتا ہے۔ وہ کام کرنا جانتا ہے پھل یا نتیجہ کا خیال
نہیں رکھتا اسلئے چنتا کرتا ہوا بھی چنتا سے فارغ ہے۔ اندریوں سے کام لیتا ہوا بھی وہ
اندریوں سے بغیر ہے کیونکہ وہ نتیجہ میں نرگن نراکار آتما ہے جو لامحدود ولازوال ہے۔ گیانی بدھی
رکھتا اور اہنکار رکھتا ہے لیکن اس کی بدھی اور اہنکار اب کلی بدھی (عقل کل) اور ہمہ گیر
اہنکار میں لین ہوتے ہیں۔ سب کچھ حاصل کر کے اس نے اپنا کچھ نہیں رکھا۔ آتم سمرپن

اس قدر مکمل ہے کہ وہ اب بغیر بدھی اور بغیر اہنکار کے وہ ایشور کے من سے سوچتا ایشور کی بدھی سے فیصلہ کرتا اور ایشور کے اہنکار سے حکم دیتا ہے۔

۹۶۔ گیانی سکھی نہیں اور دکھی ہے نہ سنگ میں ہے نہ اسنگ میں ہے موکش کی اچھا نہیں رکھتا نہ مکت ہی ہے کچھ نہیں۔ کچھ بھی نہیں ہے۔

(شرح) سکھ دکھ۔ سنگ اسنگ اور بندھ مکت نسبتی الفاظ ہیں۔ ایک کے مقابلہ پر دوسرا آتا ہے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ اسے سکھ ہو دکھ نہ ہو تو یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ ایک ہی ہتھیلی کے دو رخ ہیں۔ ایک ہی سکہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک ہی شے کی دو حالتیں ہیں۔ ایک مثبت اور دوسری منفی۔ سکھ دکھ وغیرہ یہ من سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ہم گیانی نے یہ تحقیق کر کے ثابت کر لیا ہے اور اس کی ذات من وغیرہ شریر سنگھات سے کوسوں دور ہے۔ وہ ایک من نہیں اس لئے وہ من کے دھرموں سے یعنی سکھی دکھی نہیں ہوتا بلکہ آتما۔ اڈول اوستھا میں قائم رہتا ہے جہاں نہ شریر ہے نہ من ہے نہ جگت ہے۔ جو پرم شدھ ادویت اوستھا ہے۔ اسی لئے گیانی نہ تو اپنے آپ کو کسی کے سنگ میں دیکھتا ہے اور نہ اپنے آپ کو اسنگ ہی کہتا ہے ابھیاس میں ایسا کہا جاتا تھا "اسنگو ہم" میں اسنگ ہوں کیونکہ اس وقت آتمے دویت کا بھان ہو رہا تھا۔ غیریت سامنے دیوار کی طرح حائل تھی لیکن اب چونکہ تمام تر دوئی ناش ہو چکی ہے۔ نظریہ بھی بدل گیا اب "اسنگوہم" کہنے کی گنجائش کہاں۔ بندر منی کیا جو ہے سو ہے۔ مہابھارت میں کہا ہے کہ انسانوں کو بندھ اور موکش من کی وجہ سے ہے۔ گیانی لوگ جونہی من کی جانچ پڑتال کر کے آتم گیان کی بیباریوں میں اس کا ٹیسٹ کرتے ہیں تو پگھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کافور کی طرح کافور ہو جاتا ہے اور اپنے آدی کارن شدھ برہم میں لے ہو جاتا ہے۔ جو من بندھن کو لئے ہوئے تھا جس کے لئے مکتی کی خواہش ہے کہ ہم میدان عمل میں آئے تھے وہ من ہی جاتا رہا

وہ بندھن کا بھرم ہی مُکت گیا تو اب مُکتی کیسی۔ اس لئے برہم گیانی ہو کرش کی خواہش سے بالاتر ہے اور نہ ہی اس کو مُکت کہنا چاہیئے سو وہ کبھی بند نہیں تھا۔ ان نسبتی الفاظ سے وہ پاک ہے۔ عارف کامل کو بیان کرنے کے لئے زبان اور قلم دونوں عاجز ہیں ہاں عاجز ہیں۔

۹۷۔ گیانی وکشیپ میں وکشیپت نہیں۔ سمادھی میں سمادھی مان نہیں۔ اگیان میں اگیانی نہیں اور گیان میں گیانی نہیں۔

(شرح) وکشیپ (انتشار) سمادھی (مراقبہ) اگیان (جہل) گیان (علم) یہ تمام من کی مختلف ورتیوں سے تعلق رکھتے ہیں جس وقت من کی ورتیاں ہر چہار طرف زور سے پھیل رہی ہوں اور طبیعت میں ایک پریشانی ہو تو اس وقت وکشیپ کی حالت ہوتی ہے۔ جب من کی تمام ورتیاں شانت ہوتی ہیں اور من کسی ایک شے پر ٹک جاتا ہے ایدھر اُدھر نہیں دوڑتا۔ تمام خیالات اس میں حذف ہو جاتے ہیں اس حالتِ سکون کا نام سمادھی ہے۔ جب ہم اپنی ذات سے بے خبر ہوں وہ حالت اگیان ہے۔ خواب گراں میں اگیان کا راج ہے اور علم ذات ہی گیان ہے۔

گیانی نے چونکہ اب علم ذات کے ذریعہ برہم میں آشنی یا قیام حاصل کر لیا ہے اس کی تمام حرکات و سکنات کا نظریہ بالکل تبدیل ہو چکا ہے۔ اس کی زندگی دریا کے مانند قدرتی طور پر آگے کی طرف بہہ رہی ہے۔ وہ من سے رشتہ توڑ چکا ہے اس لیئے اگر کسی وقت اس کے من میں انتشار پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی ذات با جمعیت (شانت) قائم ہے۔ اگرچہ سماہت (یکسو) ہو جاتا ہے تو بھی اپنی ذات کا معائنہ کرتا ہے اور اگر شریر کے دھرموں کا پالن کر رہا ہے اور اگیان کا مظاہرہ کر رہا ہے تو اگیانی نہیں ہو جاتا ہے اور گیان کی باتیں کرتے گیانی نہیں۔ ان سے پاک شدہ برہم ہے وہ آئینہ ہے جس میں یہ تمام منعکس ہوتے ہیں۔

۹۸۔ مُکت آتما میں استھت ہونے اور نہ ہونے کے کرم سے سدا اننچنت سب جگہ یکساں اِچھا رہت ہو کر "ہم کیا اور نہیں کیا" سمرن نہیں کرتا۔

(شرح) جب برہم گیانی عین ذات ہوا تو پھر آتما میں قائم ہونا اور نہ ہونا یا ایسا کرنے کے لئے کوئی خاص سادھن یا شغل کو آشرہ ماننا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ کا نام رام داس ہے۔ آپ اس نام میں پہلے ہی سے قائم ہیں۔ کوئی کسی دوسرے رام داس کو بھی بلائے تو آپ چونک اُٹھتے ہیں۔ اور اگر آپ سے کہا جائے کہ آپ رام داس میں استھتی حاصل کرنے کے لئے فلاں شغل کریں تو کس قدر لایعنی ہوگا۔ اپنا آپ کبھی گم یا دُور نہیں ہوتا۔ ہاں بھلایا جا سکتا ہے جس طرح شراب کے نشے میں شرابی اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہ بھول ہمیشہ جاننے اور نہ جاننے کی ہوتی ہے۔ جب جان لیا کہ میں عین ذات ہوں تو پھر کوئی کرم ضروری نہیں رہ پاتا۔ اس لئے مہا پرش جیون مکت آتم استھتی کے ہونے اور نہ ہونے کے فکر اور کرم سے ہمیشہ فارغ رہتا ہے۔ اسے کسی ایک جگہ سے اُنس نہیں ہوتا کیونکہ اس کی محبت عالمگیر ہوتی ہے اس لئے وہ سب جگہ یکساں اور سم سروپ سے رہتا ہے۔ تمام دُنیا ہی اس کا گھر ہے۔ زمین اس کا فرش ہے اور آسمان چھت ہے۔ اب ان کی تمام خواہشات بھی پوری ہو چکی ہیں اس لئے وہ کچھ نہیں چاہتے پورن نشکام اِچھا رہت ہو کر زمانہ حال میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ماضی اور مستقبل کا فکر نہیں کرتے۔

سوامی ویویکانند نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مجھے یاد تک نہیں کہ میں کبھی پیدا بھی ہوا تھا اور کبھی مروں گا بھی۔ اسقدر اپنی آتما ذات میں مستغرق ہوں۔ اسی طرح آتم گیانی مہا پرش کا استغراقِ ذات اس قدر بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے کہ انہیں یہ یاد نہیں ہوتا کہ ہم نے کیا کیا تھا اور اب کیا کرنا باقی ہے۔ جو جو کام ان کے سامنے آتے جاتے ہیں، انہیں وہ بھاؤ کو کرتے جاتے ہیں۔ اُن میں اپنا کوئی ابھیمان یا اہنکار نہیں مانتے بلکہ ان تمام باتوں کو قدرتی فعل جانتے ہیں جو کہ ایک منظم حکمت کے اندر واقع ہو رہے ہیں۔ اور تمام جسم اس حکمت کے

محض چھوٹے بڑے پُرزے ہیں۔

۹۹ - مان بڑائی اور پرشنسا سے نہ پرسن ہوتا ہے اور نہ نندا سے اپمن
رنجیدہ و باکل نہیں ہے اور نہ جینے میں شکتی۔

(شرح) گیا نوان اپنی عزت یا بڑائی دیکھ کر یا دوسروں سے اپنی تعریف سن کر
خوش نہیں ہوتا اور نہ نندا یعنی بدگوئی سے ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عوام
کی یادداشت بہت کم ہے اور لمظرف بہت تھوڑی ہے ایک وقت میں کچھ اور دوسرے
وقت میں کچھ کہہ ڈالتے ہیں۔ اور ان کی نظر چمڑے سے پرے نہیں جاتی چنانچہ ایک
مہاپُرش کے متعلق مشہور ہے کہ ان کے پاس کوئی آدمی ۱۰۰ اشرفیاں رکھ کر تیرتھ یاترا
کو گیا۔ واپسی پر آ کر واپس مانگیں تو انہوں نے فرمایا جہاں رکھی تھیں وہاں سے اٹھا لو
اس نے لے کر گنا تو ایک کم تھی۔ لگا گالیاں بکنے۔ انہوں نے فرمایا بھیا رکھ کر سے
دریافت کر۔ رکھنے سے پہلے ہی کم ہوں گی یہاں تو کوئی چھوتا تک نہیں۔ چنانچہ
گالیاں نکالتا بڑبڑاتا ہوا بازاروں سے گزرتا ہوا وہ جا رہا تھا کہ لوگ راستے
میں بہت کماں بھگت جی کو کوسنے لگے۔ بڑھے اور وہ گھر پہنچا تو بیوی نے جھٹ
سے کہہ دیا۔ ارے یہ کیا؟ ان بیچاروں کو برا بھلا مت کہو۔ وہ تو میں نے ہی
نکال لی تھی۔ تب دونوں میاں بیوی ہاتھ باندھے معافی مانگنے آئے تو لوگ یہ ماجرا
دیکھ کر پھر لگے اُن کی تعریف کرنے جس پر اس مہاتما نے دونوں ہاتھوں میں راکھ
لے کر کہا۔ یہ تمہاری تعریف اور یہ تمہاری نندا دونوں راکھ کے سمان ہیں۔

ایک مہاتما کے پاس کسی نے شکایت کی کہ مہاراج فلاں شخص آپ کی نندا کرتا
ہے اور گالی دیتا ہے۔ فرمایا اگر وہ گیانوان ہے مجھے آتما جان کر گالی دیتا اور نندا کرتا
ہے تو بھی اپنے کو گالی دیتا ہے اور اپنی نندا کرتا ہے اور اگر میرا جسم دیکھ کر اس کو
گالی دیتا ہے تو ٹھیک ہی ہے یہ جسم تو بہت سی بیماریوں اور نقائص کا گھر ہے گندی شے

ہے قابل ستائش نہیں۔ بدگوئی کرنا جائز ہی ہے۔ اس طرح وہ تعریف سے خوش اور نندا سے ناخوش نہیں ہوتے ہیں بلکہ جیون اور مرن دونوں اُن کو یکساں لگتے ہیں مرنے سے وہ ڈرتے نہیں بلکہ خوشی سے گلے لگاتے ہیں۔ سوامی رام تیرتھ جی نے موت کو دعوت دی تھی اور للکارا تھا اور زندہ رہتے ہیں ہی وہ کچھ نہیں مانتے مطلب یہ کہ ہر حال میں مست بحالت خود رہتے ہیں۔

۱۰۔ شانت یوگی نہ بھیتر کی اور دوڑتا ہے نہ جنگل کی طرف جاتا ہے۔ جیسے تیسے یکساں استقامت ہے۔

(شرح) برہم گیان حاصل ہو جانے پر من میں ایک ایسی شانتی کا راج ہو جاتا ہے اور منتشر آدمی شبہ گن اس قدر زور سے گھر کر لیتے ہیں۔ پھر انسان اپنی موجودہ حالت پر راضی رہتا ہوا جیتا ہے۔ وہ اگر راجہ ہے تو فرائض راجگان ادا کرتا ہوا باقی عمر گزارتا ہے۔ اگر گرہستی ہے تو وہی فرائض انجام دیتا ہے اگر تیاگ کر دیا ہو چکا ہے تو وہیں خوش رہتا ہے۔ الغرض نہ اب اپنے آپ کو نادر کہیں بند رکھنا چاہتا ہے اور نہ جنگل میں بھاگ جانا چاہتا ہے ہر حال میں ایک سا رہتا ہے۔

اُنیسواں ادھیائے
آتم وشرانت
ششیہ واکیہ

۱۔ اے گورو تتوگیان کی سنڈی پکڑ کر میں نے کلیجہ کے بھیتر سے نانا پرکار کے سوچ کا تیر نکال ڈالا۔

(شرح) راجہ جنک اس ادھیائے میں اپنا انوبھو بیان فرمائیں گے کہتے ہیں اے گورو! آپ کے اُپدیش دیئے ہوئے تتوگیان کے چمٹے کو ہاتھ میں لے کر میں نے اپنے دل سے ہزاروں قسم کے شک اور شبہات اور رنج و غم کا تیر نکال ڈالا ہے۔

اب تو گیان حاصل ہونے پر میں پورن شانتی کو پراپت ہوا ہوں اور کوئی شک نہیں رکھتا۔ نہ کوئی ریشے اب میرے سوچ اور فکر کرنے کیلئے باقی ہے۔

۲۔ اپنے سروپ کی مہما میں استھت ہونے سے مجھ کو اب دھرم کہاں ہے کام کہاں ہے ارتھ کہاں اور وویک کہاں اور دویت اور ادویت کہاں

(شرح) اے گورو دیو میں اپنے آتم سروپ میں قائم ہوا ہوں۔ مجھے کوئی دھرم دکھائی نہیں دیتا جسے میں دھارن کروں میری کوئی خواہش باقی نہیں جس کی پورتی کی کامنا اب مجھے کسی ارتھ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میری نظر میں آتما اور اناتما کوئی نہیں اسلئے میں بیویک کس کا کروں اور غیریت بھی جاتی رہی ہے اسلئے میرے سروپ میں دویت اور ادویت بھی نہیں ہیں۔

۳۔ اپنے نج سروپ میں استھت ہونے سے آتما کہاں اناتما کہاں شبھ اشبھ کہاں چنتا کہاں اور اچنتا کہاں۔

۴۔ اپنے سروپ کی مہما میں قائم ہونے سے مجھے بھوت کہاں بھوشیت کہاں ورتمان کہاں۔ دیش کہاں اور کچھ کہاں ہے۔

۵۔ اپنے سروپ کی مہما میں استھت ہونے سے مجھ کو سوپن کہاں سوشپتی کہاں نندیا کہاں اور جاگرتی کہاں۔

۶۔ اپنے نج سروپ کی مہما میں قائم ہونے سے مجھ کو دور کہاں نزدیک کہاں۔ باہر کہاں۔ ستھول کہاں اور سوکشم کہاں ہے۔

۷۔ اپنی مہما میں استھت ہونے سے مجھے مرتیو کہاں جیون کہاں جگت کہاں اور سنسار کے کرم کہاں اور سمادھی کہاں۔

۸۔ نج سروپ میں استھت ہوئے مجھکو اور دھرم ارتھ اور کام کی کتھا سے اشٹانگ یوگ کے ابھیاس کے کتھن سے اور وگیان کے ورنن سے تمبتی ہوگئی ہے۔

(شرح) جگیاسو برہم انوسندھان (تلاش حق) کے آغاز سے اب تک جسقدر تجربات حاصل

کرتا ہے اُن کو اپنی موجودہ (برہم گیانی) کی حالت کے ساتھ مقابلہ اور وزن کرتا ہے اور ان میں بہت وسیع فرق دیکھ کر انگشت بدنداں ہو جاتا ہے یا خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا شروع سادھن میں اس کو نیک ویراگ وغیرہ کیلئے اُپدیش دیا گیا تھا کسی وقت ایشور جیو پرکرتی تینوں انادی تتو بتلائے گئے تھے۔ کہیں صرف ترپیش اور پرکرتی ہی کا اُپدیش تھا کہیں آتما اُر اناتما چیتن اور جڑ کسی مقام پر جاگرت سوپن اور سوشپتی اوستھا کا ذکر تھا کبھی تُریا کا بیان کہیں ماضی حال مستقبل اور کہیں دُور نزدیک اور اندر باہر سے رہت ذات بحت کا تصور کہیں جنم مرن آواگون مکتی کرم سادھی وغیرہ سیکڑوں تتو اس نے سمجھے و یقین کئے تھے اب جبکہ اس نے ذات بے نیاز کا انکشاف کیا ہے اپنے پچھلے پڑھے ہوئے سبقوں کو یاد کرتا ہے اور ان کی جانچ پڑتال کر کے محو حیرت ہو جاتا ہے۔

اپنے اس انوبھو کو اونچے آواز میں یوں بیان کرتا ہے کہ اپنے سروپ میں تمام ہو نے سے آتما اناتما جڑ چیتن ماضی حال اور مستقبل ایشور اور جیو جاگرت سوپن اور سوشپتی وغیرہ تمام بھید جاتے رہے ہیں اور فساد و عناد سے بھی خلاصی ہوتی ہے اس حالت کا نقشہ سوامی رام تیرتھ جی مندرجہ ذیل نظم میں یوں کھینچتے ہیں۔

(۱) اقبال کہاں ادبار کہاں۔ یاں ہستی کمی کو بار کہاں
یاں پُن کہاں اور پاپ کہاں اور تجھ میں جیت اور ہار کہاں
اقرار کہاں انکار کہاں تکرار کہاں اصرار کہاں
محسوس حواس احساس کہاں خاک آب ہوا و نار کہاں
سب مرکز مرکز ہے اقطار کہاں پرکار کہاں

(۲) غلطاں ہے محیط بے پایاں یاں وار کہاں اور پار کہاں
گنگا ہے کہاں اور بلخ کہاں صلح کہاں اور پیکار کہاں
یاں نام کہاں اور رُوپ کہاں اخفا کہاں اظہار کہاں
نہیں ایک جہان دو جہان کہاں اک محو میں سوچ بچار کہاں

ماں باپ کہاں اُستاد کہاں۔ گورو چیلے کا یاں کارکہاں
احسان کہاں انزار کہاں۔ یہاں خادم اور سردار کہاں
نہ زماں نہ مکاں کا کبھی تھا نہ نشاں علت معلول افکار کہاں
نہیں زیرو نہ بم پیش و پیش کہاں تقطیع اور شعر و اشعار کہاں
اک نور ہی نور ہوں شعلہ نشاں گلزار کہاں اور خار کہاں

(۳) لیکچر تقریر اُپدیش کہاں تحریر کہاں پرچار کہاں
تپ دان اور گیان اور دھیان کہاں دِل بے بس سیلہ نگار کہاں
نہیں شیخی شوخی عار کہاں۔ سرٹیفکیٹ یاد دستار کہاں
نہیں بولی طعنہ دھکی یاں سوفار کہاں اور وار کہاں
اک میں ہی میں ہی میں ہی رہوں۔ شئے غیر کا دارومدار کہاں

(۴) اُپدیش قید و نجات کہاں اوہام درس اور مار کہاں
گھربار کہاں کہسار کہاں میدان کہاں اور غار کہاں
سما نجم فرش اور عرش کہاں یاں خواب کہاں بیدار کہاں
جب غیر نہیں ڈر خوف کہاں اُمید سے حالتِ زار کہاں
میں اک طوفان وحدت ہوں کہہ مجھ میں استفسار کہاں
اک میں ہی میں ہی میں ہی ہوں یاں بندے اور سرکار کہاں

بیسواں ادھیائے

جیون مکتی

شیشبرواکمیہ

اس ادھیائے میں پچھلے ادھیائے کی طرح اپنشدوں سے کچھ بیان کریں گے

جو کہ من بانی سے پرے ہے جہاں اندریاں نہیں جا سکتیں۔ جو خیال کی رسائی سے دُور ہے۔ بُدھی جسے جاننے میں عاجز ہے جس کے سامنے اہنکار مُردہ ہو جاتا ہے۔ سنسار جس کی روشنی میں چراغِ سحری کی مانند ماند پڑ جاتا ہے۔ زندگی جس کے بغیر پھیکی بلکہ غیر ممکن ہے۔ جو درحقیقت بیان سے باہر ہے لفظوں میں ہرگز نہیں آ سکتا۔ یہ سب کچھ جس کا محض سایہ ہے جسے پا کر پھر وہاں سے لوٹنا نہیں ہوتا جس میں آنند کی تھاہ نہیں جو اننت ہے اور چیت ہے یوگی جسے آتم کہتے ہیں گیانی آتما کہتے ہیں جیو ایشور بیان کرتے ہیں۔ شونیہ وادی شونیہ کہتے ہیں جین رہت اور بودھ نروان کہتے ہیں بھگت کا وہ بھگوان ہے فلسفی کا وہ برہم ہے ناستک کا مادہ کپل کا پُرش اور ویاس کا وہ برہم ہے۔ ایسے آتم سروپ کی مہما یوں بیان کی جاتی ہے کہ

(۱) میرے نرنجن سروپ میں بھوت کہاں۔ دیہہ کہاں۔ اندری کہاں۔ من کہاں شونیہ کہاں۔ نراشا کہاں ہے۔

(۲) دُکھ سکھ کے جھگڑے سے ناست ہو کر میرے لئے شاستر کہاں ہے۔ آتم گیان کہاں ہے اور وشے رہت من کہاں ہے۔ ترپتی کہاں اور اچھا رہت ہونا کہاں ہے۔

(۳) مجھ میں وِدیا کہاں ہے اوِدیا کہاں ہے۔ اہم پنا کہاں ہے ادم کہاں مم کہاں بندھ موکش کہاں اور سروپ کا روپ کہاں ہے۔

(۴) سدا نرویشش مجھ کو پراربدھ کرم کہاں ہے جیون مکتی کہاں اور ودیہہ کیولیہ کہاں ہے۔

(۵) سدا سوبھاؤ رہت مجھ میں کرتاپن بھوگتاپن کہاں ہے نشکام پن کا چرچہ سپھرن کہاں ہے۔ اپروکش کہاں اور پھل کہاں ہے۔

(۶) مجھ ادویتہ کے اپنے روپ میں جگت کہاں ہے۔ موکش کی چاہ کہاں ہے یوگی کہاں۔ بندھ کہاں ناست کہاں اور گیاوان کہاں۔

(۷) مجھ ... بندھ روپ میں ... پرشٹ کہاں ... سنگ کہاں ... کہاں ... کہاں ساھی

کہاں - سادھک کہاں اور سِدّھی کہاں ہے۔

(۸) سدا شُدھ مجھ کو پیاتا پران پرمیدکہاں ہے تھوڑا اور بہت کہاں ہے۔

(۹) سدا اَشکل رہنے سے مجھ میں وکشیپ کہاں، ایکاگرتا کہاں پربودھ کہاں اگیان کہاں۔ ہرش کہاں وشاد کہاں ہے۔

(۱۰) س اسوچ رہنے ہونے سے مجھ میں دیوہار کہاں اور پرمارتھ کی چیتا کہاں سکھ کہاں اور دُکھ کہاں۔

(۱۱) سدا شُدھ ہونے سے مجھ میں مایا کہاں سنسار کہاں پریتی کہاں پرتی کہاں جیو کہاں اور نیہ برہم کہاں۔

(۱۲) سدا کوٹستھ نربھاگ سوستھ مجھ کو پرورتی کہاں۔ نورتی کہاں مکتی کہاں اور بندھن کہاں ہے۔

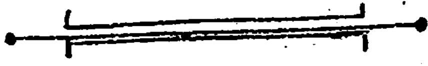
(۱۳) استی کہاں ناستی کہاں۔ ایک کہاں دو کہاں اور بشیش کہنے سے یہاں کیا لابھ۔ مجھے اپنے سروپ کے سوا کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا ہے۔

اکیسواں ادھیائے
شلوکوں کی گنتی

پہلے باب آتم انوبھو نامی میں ۹ شلوک دوسرے باب انوبھو ولاس نامی میں ۲۵ شلوک اور تیسرے باب پرتی پکشن نامی میں ۱۴ شلوک ہیں۔ چوتھے باب آتم انوبھو ولاس نامی میں ۶۔ پانچویں باب کے چننٹے میں ۴ اور چھٹے باب شبشو تر میں ۴۔ ساتویں باب انوبھو پنچک میں ۵۔ آٹھویں باب بندمکش نامی میں ۴ شلوک میں

نویں باب نروید اشٹک میں ۸ شلوک۔ دسویں باب اپشم اشٹک میں ۸ شلوک
گیارھویں اور بارھویں باب گیان اشٹک نامی میں ۸۔۸ شلوک ہیں تیرھویں باب
سکھ سپتکم بھی میں ۷ شلوک اور چودھویں باب شانتی چتشٹے میں ۴ شلوک ہیں۔
پندرھویں باب تتو اپدیش میں ۲۰۔ سولہویں باب وشیش اپدیش میں ۱۵۔
سترھویں باب تتو گیہ سروپ میں ۲۰ اور اٹھارہویں باب شانتی شتک میں ۱۰۰
شلوک ہیں انیسویں باب وشرم اشٹک میں ۸ اور بیسویں باب جیون مکتی میں
۱۴۔ اور اکیسویں باب سنکھیا کرم ہوا جس میں ۹ شلوک ہیں۔ اس طرح ساری
گیتا کے باب اور شلوک اکٹھے کئے گئے ہیں۔ اکیس باب اور ۲ تعداد دو گنی نہیں،
اور بیچ میں آکاش (صفر) بندو بائیں طرف سے گننے پر ۳۰۲ شلوکوں میں اچھوت
اشٹاوکر کی ادبھوتی کا تسما کے طریق والے یہ شلوک ہیں ۔

اِتی شری اشٹاوکر گیتا سماپتا۔ اوم شانتی شانتی شانتی



سار نرنہ جیون

۱۔ سنسار اور دشریہ کی تبدیلی نشچے کر کے جاننی چاہیئے۔

۲۔ اپنا جیون نرمل کرم میں وتیت کرنا ہی مانش جنم کا پرم کرتویہ جاننا چاہیئے۔

۳۔ تمام مانشوں کے ساتھ نردیر بھاؤ سے برتاؤ کرنا چاہیئے کیونکہ سبھی پرسب ہی تبدیلی کو پراپت ہو جاویں گے۔ اس واسطے پریم سنیکت جیون ہی پرم شریشٹھ جاننا چاہیئے۔

۴۔ من اور اندریوں کا دمن اور ست سروپ میں درڑھ نشچے ہی اس بھیانک اندھکار سے کلیان کے دینے والا ہے۔ یعنی ست استھتی کا سروپ ہے۔

۵۔ جیون کا صحیح مقصد نربندھن ہونا ہے۔ یعنی واسنا کے ویگ کو ہی تیاگ کر نربندھن ہو نا ہو سکتا ہے۔ اس واسطے من بچن اور کرم سے ست پرائن ہو کر نشکام سیوا سنیکت بچرنا ہی اصلی جیون کی نرمل یاترا ہے۔

۶۔ اپنے نرمل پرن میں جو درڑھ رہتا ہے وہی تمام پرکار کی پرم سدھی کو پراپت ہوتا ہے۔ یعنی تتو سروپ نرکھید آنند کو حاصل کر لیتا ہے۔

۷۔ اس سنسار کا درشیہ ایک گہری آندھی کے سمان جاننا چاہیئے۔ یعنی سوائے گرد و غبار اور بے چینی کے اور کچھ نشچہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے اس آندھی کے ویگ سے اپنی منو ورتی کو شانت کرنا کیول ایک پرم پرش پرمیشور کے سمرن سے ہی ہو سکتا ہے یہ نشچہ تمام گنی پرشوں نے حاصل کر کے اپنی کلیان کی ہے۔

۸۔ مانش جنم کی اتم کیرتی یہ ہی ہے کہ اپنے سامرتھ انوکول دوسروں کے واسطے کلیان کاری بنے۔ یہ ہی نرمل کرتویہ اس ناشوان سنسار میں ست شانتی کے دینے والا ہے۔

(۹) ایسا نِرمل پُرشارتھ دھارن کرنا چاہیئے جس سے من اور اندریوں کو ست شانتی یعنی نروانس آنند پراپت ہو سکے یہ ہی کھوج پرم گُن کاری ہے۔
(۱۰) سنسار کی وِناشن وِنرمل کر تو یہ کا پالن چِت ۰ رتی کا نشکام بھاو میں دِرڑھ کرنا یعنی پرم تتو میں لین کرنے کی دھارنا جو دھارن کرنا ہے وہی صحیح اُنتی کو پراپت ہو سکتا ہے۔

یہ سار درشن جیون کا ہے۔ سب گُنی پُرشوں کو ایسی دھارنا دِرڑھ کر کے اپنی کلیان کرنی چاہیئے۔ ایم برہم ستیم

(مہاتما منگت رام جی)

بُدھ وچن

۱۔ شانتی پد کی پراپتی چاہنے والے کلیان مارگ میں نپُن منش کو چاہیئے کہ وہ یوگیہ۔ رجو اور زبنت رجو بنے۔ اس کی بات شُندر۔ میٹھی اور ونیت ہو۔
۲۔ وہ سنتوشی ہو۔ سہج ہی پوشیہ ہو اور سادہ جیون بتانے والا ہو۔ اس کی اندریاں شانت ہوں۔ وہ چتر ہو بست بھاشی ہو اور کُلوں میں اناسکت ہو۔
۳۔ ایسا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کاریہ نہ کرے جس کے لئے دوسرے وِگیہ لوگ اُسے دوش دیں۔ سب پرانی سُکھی ہوں۔ کھیمی ہوں اور سُکھت آتما ہوں۔

مہاتما بُدھ

(جمال پریس دہلی)